بستعین

هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

سنہ ۱۳۳۲ھ

سنہ ۱۹۱۳ء

مآثر الباقریہ

یعنی

سوانح عمری جناب امام حضرت محمد باقر علیہ السلام

مؤلفہ و مرتبہ

مولوی سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی

ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع شاہ آباد آرہ مؤلف سراج المبین۔ بشر و حمین۔ ذبح عظیم صحیفہ۔ عابدین آثار جعفریہ علوم کاظمیہ۔ اخبار الرضا۔ تحفۃ المتقین۔ المتقی۔ العسکری اور در المقصود فی احوال المہدی الموعود

سلام اللہ علیہ من رب المعبود

در مطبع ... باہتمام منشی سید ظفریاب علی ...

اُن مؤلفوں اور اُن کی تالیفوں کے نام جن سے
اِس کتاب میں اخذ کیا گیا ہی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف
۱	صواعق محرقہ	علامہ ابن حجر مکّی
۲	تذکرہ خواص الائمۃ	علامہ سبط ابن جوزی
۳	فصل الخطاب	خواجہ محمد پارسا
۴	ینابیع المودۃ	امام سلیمان قندوزی
۵	[illegible] السمطین	امام جمہودی مصری
۶	مودۃ القربیٰ	سید علی ہمدانی
۷	شواہد النبوۃ	ملّا جامی
۸	روضۃ الصفا	خاوند شاہ
۹	روضۃ الاحباب	حافظ جمال الدین محدث
۱۰	جلاء العیون	ملا محمد باقر مجلسی رح
۱۱	حیات القلوب	"
۱۲	صافی تفسیر کافی	ملا خلیل قزوینی
۱۳	لواعج الاحزان	مولوی سید محمد مہدی صاحب
۱۴	لسان الواعظین	ملّا محمد علی شیرازی

فہرست مضامین مندرجۂ مآثر الباقریہ

المولف

عبد احقر سید اولاد حیدر عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و

نصلی علی رسولہ و آلہ الکریم

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے موجودہ سلسلہ تالیف (سیرت اہلبیت علیہم السلام) کا یہ پانچواں نمبر [illegible] خیر و خوبی تمام ہوگیا۔

عام طور سے سمجھا جائیگا کہ اس چھوٹے سے رسالہ کی تالیف میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہوگی۔ ہم اُنکو باور کرانے اور یقین دلانیکو موجود ہیں کہ اس مختصر سے رسالہ کی تالیف میں بھی جسکا حجم شاید سو صفحوں سے زائد نہوگا پورے چار مہینے صرف ہوگئے۔ اس حساب سے اگر ماہانہ کام کرنے کا اوسط نکالا جاوے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ مہینہ بھر کی رات دن محنتوں کے بعد کُل پچیس صفحوں کی ترتیب کی گئی۔ اسی سے ہمارے ناظرین بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ تلاش مضامین۔ اُنکی ترتیب اور التزام میں کتنی وقت اور محنت سے سامنا کرنا ہوا ہوگا۔

ہمارے موجودہ رسالہ مآثر باقریہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے احوال خیر و برکت اشتمال کے ساتھ آپ کے ارشاد و اقوال کا بھی کافی ذخیرہ جمع کردیا گیا ہے۔ اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالے اور بقیہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کے حالات تک قائم رہیگا۔ اور ہمارے مدعائے تالیف سے یہ مدعا تنہا ایسا ضروری اور مفید ہے جسکے ایک نہ ہونے سے ہماری تالیف کے بہت سے حقیقی اور اصلی مقاصد تمام نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ ان ذوات مقدسہ کو ملکی کاروبار اور دنیاوی ثروت و اقتدار ہے

کوئی واسطہ اور سرو کار باقی نہیں رہا تھا۔ اب ان خاصان خدا اور برگزیدگان کی حقیقت۔ جامعیت اور تمامی فضل و کمال کا اظہار جس ذریعہ سے ہوتا ہے وہ یہی اقوال و ارشادات ہیں جن کو دیکھکر اور جن کو سمجھ کر ہر ذی عقل انکے فضائل و مناقب اور مدارج و مراتب کا پورا معترف اور قائل ہوجاتا ہے۔ اور سمجھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی وہ ذوات مقدسہ ہیں جن کی مودت امر قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ سے ظاہر اور جنکی اطاعت حکم اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم سے ثابت اور واجب ہے۔

ہم نے اس کتاب میں ائمۂ اثنا عشر سلام اللہ علیہم اجمعین کی امامت کے مسئلہ کو بھی علمائے اہلسنت کے معتبر ماخذوں سے منتخب کرکے ایک علٰحدہ باب میں لکھدیا ہے اور اُسکے بعد اپنی تالیف کے ضروری مضامین سلسلہ وار ضبط تحریر میں لائے ہیں بہر حال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حالات روز ولادت سے لیکر یوم وفات تک پوری تفصیل سے اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ اور اُن واقعات کو بھی لکھدیا ہے جن میں سلاطین عصر کو آپ کے فضل و کمال سے [illegible]تمداد و استعانت کی ضرورت ہوئی ہے۔ آخر میں ہشام ابن عبد الملک کے ساتھ زید ابن حسنؑ کی سازش اور اُنکی مخاصمانہ کارروائیاں بھی پوری تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔

ان تمام مضامین کو لئے ہوئے ہماری یہ مختصر تالیف بزرگان قوم و ملت کی خدمات میں پیش کی جاتی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اس کے موجودہ مضامین کو ملاحظہ فرماکر اس کو اپنی قبولیت کا گرانبہا خلعت پہنائینگے۔ اور مولف کو دوکلمۂ خیر سے فراموش نہ فرمائینگے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ الطیبین الطاہرین

کوات ضلع آرہ شاہ آباد
۲۲۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری

المؤلف
سید اولاد حیدر بلگرامی کوآتھ مقامی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ
اسم مبارک آپ کا محمدؐ کنیت ابوجعفر اور مشہور ترین لقب باقرؑ ہے۔ آپ کی والدہ گرامیہ کا نام ام عبداللہ بنت حسن ابن علی علیہما السلام۔ علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں [illegible] ابو جعفر الباقر محمد ابن علی ابن الحسین وامہ ام عبد اللہ بنت الحسین ابن الحسن ابن علی علیہما السلام آپ کو ابو جعفر الباقر محمد ابن علی ابن الحسین ابن علی علیہم السلام کہتے تھے آپ کی والدہ معظمہ کا نام ام عبداللہ بنت الحسین ابن حسن ابن علی علیہم السلام ہے۔ اور یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ امام حسن علیہ السلام کے زمانہ حیات میں آپ کی کسی اولاد کا صاحب اولاد ہونا تاریخوں سے ثابت نہیں ہمارے جلیل القدر محقق کو صرف شبہہ ہو گیا۔ چنانچہ خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امہ ام عبد اللہ بنت الحسن ابن علی علیہ السلام۔

علمائے اہل بیت رضوان اللہ علیہم بھی اسی پر متفق ہیں کہ آپ کی والدہ گرامی کا نام فاطمہ بنت الحسن علیہ السلام تھا جن کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ جلاء العیون صفحہ ۲۸۴ آپ کے خصائص میں ہے اوّل علوی ولد من علویین وھو ھاشمی من ھاشمین آپ اوّل علوی ہیں جو دو علویوں اور ہاشمی جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے۔ تذکرہ خواص الامہ فصل الخطاب فصول المہمہ۔

ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ بھی جلاء العیون صفحہ ۲۸۴ میں بھی ایسی ہی تحریر فرماتے ہیں کہ اوّل

علوی جو دو علویوں سے اور اوّل ہاشمی جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے وہ آپ ہی —
جناب یوسف علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے القاب میں لکھا جاتا ہے الکریم ابن
الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراهیم
علیهم السلام اسی طرح اس نونہال چمن رسالت کی نسبت بھی لکھا جاتا ہے الامام
ابن الامام ابن الامام ابن الامام محمدؐ الباقر ابن علیؑ ابن الحسینؑ ابن علیؑ
علیهم السلام

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ آپ کا مشہور ترین لقب باقر ہے۔ علامہ سبط ابن جوزی
اِس لقب سے ملقب ہونے کی دو وجہیں تحریر کرتے ہیں اوّل یہ ہے وانما سمّی الباقرؑ
من کثرة السجود جبهته ای فتحها ووسعها آپ کا لقب مبارک باقر اِس وجہ سے
ہوا کہ آپ کی جبین مبارک کثرت سجود کی وجہ سے بہت وسیع اور کشادہ ہوگئی تھی۔
دوسری لغزار علمہ جامعیت علمی کی وجہ سے آپ کا لقب باقرؑ ہوا ہے۔ اپنے
اِس بیان کے ثبوت میں علامۂ موصوف امام جوہری کی جو علم لغت کے مستند اور معتبر
امام مانے جاتے ہیں یہ عبارت نقل کرتے ہیں قال الجوهری فی [illegible]اح البقرة
التوسع فی العلم قال وکان یقال لمحمدؐ الباقر للبقرة فی العلم ویسمی الشاکر
الهادی امام جوہری صراح میں لکھتے ہیں۔ البقرہ کے معنی وسعت علمی کے ہیں۔ امام محمد باقرؑ
علیہ السلام کو وسعت علمی کی وجہ سے باقر کہتے ہیں۔ آپ کے لقب شاکر اور ہادی بھی
ہیں۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں سمی بذلک من بقر الارض ای شقها
واثار مخبیاتها ومکامنها فکذلک هو اظهر من مخبیات کنوز المعارف وحقائق الاحکام
واللطائف مالا یخفی الا علی منطمس او فاسد الطویة والسریرة ومن ثمه قیل هو
باقر العلوم وجامعه وشاهره ورافعه وصفا قلبه وذکا علمه وطهرت نفسه
وشرف خلقه وعمرت اوقاته بطاعة الله وله من الرسوخ فی مقامات العارفین
مانکل عنه السنة الواصلین وله کلمات کثیرة فی السلوک والمعارف
لاتحتملها هذه العجالة

یعنی باقر لغت میں بقر الارض سے ماخوذ ہے۔ یعنی زمین کو پھاڑ کر اس کی مخفیات کا ظاہر
کرنے والا اور جناب امام علیہ السلام کو اس لئے باقر کہتے تھے کہ وہ نبی اور حقائق احکام

[حک]مت اور لطائف کے سربستہ خزانے ظاہر فرماتے تھے جو بصیرت کے اندھے اور [کُن]د طبیعت والے پر ظاہر نہیں ہوتے۔ اور اس وجہ سے بھی اُن کو باقرؑ کہا جاتا ہے [ک]ہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنے والے تھے۔ اور اُس کو بلند فرمانے والے تھے۔ جناب امام علیہ السلام کا سینہ صاف تھا۔ علم روشن۔ نفس پاک اور خلقت شریف تھی۔ اُن کے اوقات خدا کی عبادت سے معمور تھے اُن کے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس رسالہ میں اُن کی گنجایش نہیں ہوسکتی۔ امام سناوی اپنی طبقات میں تحریر کرتے ہیں سمّی الباقرؑ لانه بقر العلم ای شقّه فعرف اصله امام عبد الرّؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا لقب باقرؑ اس وجہ سے ہوا کہ آپ نے علم کو شگافتہ کیا اور باقرؑ مشتق ہے بقر سے جس کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔

ولادت سے لیکر سنّ رشد تک کے حالات

آپ کی ولادت کے متعلق طبقات میں لکھا ہے ولد محمدؐ باقرؑ بالمدینة فی ثالث صفر سنه [illegible] وخمسین قبل قتل جده الحسین علیه السلام جناب امام محمدؐ باقرؑ علیہ السّلام مدینہ میں تیسری صفر ۵۷ھ میں قبل شہادت حضرت امام حسین علیہ السّلام پیدا ہوئے۔ علمائے اہلبیت رضوان اللہ علیہم نے آپ کی تاریخ ولادت تیسری صفر اور غرّہ رجب ۵۷ھ ہجری بھی بتلائی ہے۔ اور غرّہ رجب پر اُن حضرات کا علی العموم اتفاق ہے۔

جناب امام محمدؐ باقر علیہ السلام کا سن مبارک واقعہ کربلا کے وقت چار برس سے زیادہ کا ثابت نہیں ہوتا ہے بہر حال واقعہ شہادت کے بعد سے امام محمد باقر علیہ السلام ہمیشہ اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ رہے اور کامل پینتیس ۳۵ برس تک جملہ علوم کی تکمیل پائی اس میں شک نہیں کہ امام محمدؐ باقر علیہ السلام کی تحصیل کا زمانہ اگرچہ کسیقدر سہولیت اور اطمینان سے گزرا مگر تاہم خدشات سے خالی نہیں کہا جا سکتا امام زین العابدین علیہ السلام نے تمام امور سے دست بردار ہو کر محض گوشہ نشینی اختیار فرمائی اور اسی میں اپنی مقدس حیات کے زمانے کو تمام کر دیا جیسا کہ ہماری کتاب صحیفة العابدین کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی تنہائی اور غیر سروکاری کے زمانے میں حضرت

امام زین العابدین علیہ السلام فرائض عبادت کی اداکاریوں کے بعد اپنا تمام وقت اپنے نور نظر کی تعلیم و تربیت میں صرف فرماتے تھے۔

ہم اِس سے پہلے اپنے موجودہ سلسلہ کی تمام جلدوں میں لکھ آئے ہیں کہ ان ذوات مقدسہ کو کسی ظاہری تعلیم کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ اِن کی تعلیم کے تمام ذریعے وہبی تھے نہ کسبی۔ مگر اس کے ساتھ ایک امام کو اپنے نائب اور قائم مقام کی تعلیم بھی ضرور تھی جو خاص کر اسرار ربانی اور رموز یزدانی کے متعلق ہوتے تھے اور جن کے جاننے اور سمجھنے کی تکلیف عموماً تمام لوگوں کو نہیں دی گئی تھی۔ کیونکہ وہ امور مخصوص طور پر منصب امامت اور درجہ رفیعہ نبوت سے تعلق رکھتے تھے اور یہ قاعدہ عام طور سے خاصان خدا کے تمام مقدس دائرہ میں ہمیشہ سے جاری ہے انبیاے مرسلین سلام اللہ علی نبینا و آلہ و علیہم اجمعین میں کوئی مقدس ایسا نہیں گزرا ہے جس نے اپنے نائب اور قائم مقام کو ان امور کی تعلیم نہ پہنچائی ہو اور کوئی نائب نہیں ہوا ہے جس نے اپنے منیب سے یہ مبارک تعلیم نہ پائی ہو۔ خدا کا ہر نبی مرسل اپنے نائب کی تعلیم کو اپنے ذمہ فرض سمجھتا تھا اور اپنے بعد جہاں وہ اور اپنی اشیاء کا اُس کو مالک کردیتا تھا اُسی طرح ان [illegible] کا مالک اور وارث بھی۔ اُس کا یہ فعل ذاتی نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ وہ اِن امور میں منجانب اللہ مامور کیا جاتا تھا۔ انبیاے سابقین کے اخبار و اثار قدیمہ کو چھوڑ کر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات دیکھیں تو پورے طور سے معلوم ہو جائیگا کہ اِس تعلیم کی تعمیل آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کس اہتمام اور کس احتیاط سے مختلف اوقات میں فرمائی ہے۔ اور متفرق مقامات میں اپنے قائم مقام اور وصی جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو ایک ایسی خلوت کی صحبت میں جہاں ازواج مطہرات تک کے آنے کی اجازت نہیں تھی ان امور کی تعلیم دی ہے۔ اگر ہم یہ تمام واقعات لکھیں تو طول ہوگا اِس لئے ہم یہاں اپنی ضرورت کے لحاظ سے صرف دو واقعات ذیل میں لکھے دیتے ہیں جو ہمارے دعوے کی کامل تصدیق کرتے ہیں۔

امام خطیب خوارزمی جو سواد اعظم اہل سنت میں طراز المحدثین کے گرانمایہ القاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ جناب اُم المومنین اُم سلمہ سلام اللہ علیہا کی زبان خاص سے اُن کے گھر کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

عن ام سلمه رضی اللہ عنہا وکان الطف النساء النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
واشدّ لہ حبّا وکان لہا مولی قد رباہا وکان لا یصلی صلوۃ الا سبت علیّا فقلت
یا ابت ما حملك علی ان تسب علیّا قال لانّہ قتل عثمان وشرك فی دمّہ قالت
اما انك لمولاے وربیتنی وانك عندی بمنزلت والدی ما حدثتك بسر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولکن اجلس حتی احدثك عن علیؑ
وما رایتہ اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وکان یومی وانما
کان نصیبی فی تسعۃ ایام یوم واحد فدخل النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
وھو مخلل اصابعہ فی اصابع علیؑ فقال یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا اخرجی من البیت
واخلیہ لنا فخرجت واقبلا یتناجیان فاسمع الکلام ولا ادری ما یقولان
حتے اذا قلت قد انتصف النہار واقبلت فقلت السّلام علیك یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال لا تلجی وارجعی مکانك ثم تناجیا طویلا حتی
قام الظہر فقلت قد ذھب یومی وشغلہ علیؑ فاقبلت امشی ووقفت علی الباب
فقلت السلام علیکم الج فقال لا تلجی ورجعت وجلست مکانی حتی اذا قلت
قد زالت الشمس الاان یخرج الی الصّلوۃ فیذھب یومی ولم ارقط اطول
منہ اقبلت امشی حتی وقفت علے الباب فقلت السلام علیکم الج فقال
نعم فدخلت وعلی معرض وجھہ حتی دخلت وخرج علیؑ ثم قال النبی صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم لا تلومیتنی فانّ جبریلؑ اتانی من عند اللہ یامرانّ
اوصی بہ علیّا من بعدی وکنت بین جبریلؑ وعلیؑ وجبریلؑ عن یمینی
وجبریل عن شمالی فامرنی جبریلؑ ان امر علیّا ھو کائن من بعدی الی
یوم القیٰمۃ فاعذری ولا تلومیتنی ان اللہ اختار من کل نبی وصیّا
وانا من نبیؐ ھذہ الامۃ وعلیؑ وصی فی عترتی واھلبیتی وامتی من بعدی
فھذا ما اشھدت من علی الان یا ابیاہ فسبہ اوفدعہ فاقبل ابوھا
یناجی اللیل والنہار اللہم اغفرلی ما جہلت من امر علے فان ولی
علی وعدی وعلی فتاب المولی توبۃ نصوحا واقبل فیما بقی دھرہ
بدعوا اللہ تعالی ان یغفرہ -

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ازواج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں۔ روایت کرتی ہیں کہ میرا ایک غلام تھا جس نے ان کی پرورش کی تھی اور ہر نماز کے بعد جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو بُرا کہتا تھا۔ جناب ام سلمہؓ ایک روز اُس سے فرمانے لگیں۔ اے ابا تو علیؑ کو کیوں بُرا کہتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ علیؑ نے عثمان کے خون میں شرکت کی ہے۔ جناب ام سلمہؓ نے کہا اگر تو میرا غلام نہ ہوتا اور باپ کی جگہ تمنے میری نہ کی ہوتی تو میں تجھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز سے کبھی آگاہ نہ کرتی۔ لیکن اب بیٹھ جا۔ میں تجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز سے واقف کرتی ہوں جس کی وجہ سے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کے روز حضرت میرے گھر میں علی علیہ السلام کو ہمراہ لئے ہوئے تشریف لائے حضرت علی علیہ السلام کے پنجہ میں پنجہ ڈالے ہوئے تھے اور نویں دن میری نوبت آتی تھی جب گھر میں داخل ہوئے مجھ سے ارشاد کیا اے ام سلمہؓ تم کوٹھری خالی کر کے باہر چلی جاؤ۔ میں باہر ہوگئی۔ اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے ہوئے د[illegible]ل ہوئے مجھے اُن کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ باہم کیا باتیں کررہے تھے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی۔ میں نے بڑھکر السلام علیکم کے بعد عرض کی کہ مجھے داخل ہونے کی اجازت ہے حضرت نے فرمایا اندر مت آئیو۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھی رہو۔ پھر حضرت دیر تک اُن سے سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج دن یوں ہی جاتا رہا۔ علی علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی باتوں میں لگا رکھا ہے۔ میں نے بڑھکر دروازہ پر جاکر سلام کیا اور اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اندر مت آئیو۔ میں پھر ہٹ کر اپنے مقام پر آبیٹھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا اور آفتاب ڈوبنے لگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جائیں گے اور میرا دن یوں ہی نکل جائیگا۔ میں نے اس دن سے طولانی کوئی دن نہیں دیکھا تھا۔ میں نے بڑھکر سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت اچھا اور میں حجرہ میں گئی۔ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرتؐ کے کان کے پاس منہ لگائے باتیں کر رہے ہیں اور حضرتؐ کا منہ حضرت علی علیہ السلام کے کان سے لگا ہوا ہے اور علی علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ میں اسی طرح سے کروں گا۔ جب میں اندر گئی تو جناب علی علیہ السلام منہ پھیرے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور نہایت مہربانی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ سرزنش (شکایت) نہ کرو) پروردگار عالم کی طرف سے جبرئیلؑ آئے ہوئے تھے اور یہ حکم لائے تھے کہ میں علیؑ کو اپنے پیچھے وصیّت کر جاؤں میں علیؑ اور جبرئیل کے درمیان واسطہ تھا۔ جبرئیلؑ میری داہنی جانب تھے اور علیؑ بائیں۔ جو کچھ کہ مجھسے جبرئیلؑ کہتے تھے میں علی علیہ السلام کو اُن امور سے کہ میرے بعد قیامت کے روز تک ہونے والے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ اے امّ سلمہ مجھے معذور رکھو۔ خدا نے ہر ایک امت کے لئے ایک نبی مقرر کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عترت اور میرے اہل بیت سے میری امت میں علی علیہ السلام میرے وصی ہیں۔

یہ وہی مبارک تعلیمیں تھیں جو خاصان خدا کے مقدس دائرہ میں ایک بزرگوار اپنے نائب اور قایم مقام کو حکم الٰہی کے مطابق پہنچایا کرتا تھا اور یہ وہی متبرک رموز تھے جن کے افہام وتفہیم کی تکلیف خدا نے انہی بزرگواروں تک محدود کر دی ہے اور عام لوگوں کو اسکے ادراک کی قوت نہیں بخشی تھی اِس واقعہ سے کافی طور پر معلوم ہو گیا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کی ہدایت کے مطابق اس فرمان الٰہی کی تعمیل اِس اہتمام اور اِس احتیاط کے ساتھ فرمائی کہ گھر کی بی بی تک کو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ اِس سے ہر معمولی سمجھ والا آدمی بھی بخوبی سمجھ لیگا کہ ان امور کا پوشیدہ رکھنا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتنا ضروری تھا جسکے لئے خلوت کا اتنا بڑا بلیغ اہتمام فرمایا گیا۔

یہ تو گھر کے اندر کی بات تھی باہر کے واقعات ملاحظہ فرمائے جائیں۔ غزوۂ طائف میں بھی ایک مرتبہ اِس رازداری کا ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ جو عام طور سے تاریخ اور حدیث کی تمام کتابوں میں درج ہے ہم اُس کو صحیحین ترمذی اور نسائی کی عبارت میں قلمبند کرتے ہیں۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا یوم الطآئف فانتجا فقال الناس لقد طال النجواہ مع ابن عمّہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انتجیتہ ولکنّ اللہ انتجاہ قال الترمذی معناہ اللہ امرنی ان ناجیہ و

انتہے منہ - جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ غزوہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو سرگوشی کے لئے بلایا۔ لوگ کہنے لگے کہ حضرت م کی سرگوشی اپنے ابن عم کے ساتھ بہت بڑھ گئی ہے۔ حضرت ص نے فرمایا میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے اِن کے ساتھ سرگوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ گھر کی خلوت چھوڑ کر سفر اور محاصرہ کے ایسے سخت اوقات میں بھی اِن امور کی ضرورت واقع ہو جاتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر ہی کی طرح اِن دور و دراز مقاموں میں بھی اِن کی تعمیل کے لئے تنہائی اور خلوت کا اہتمام فرماتے تھے اور غایت درجہ کی احتیاط اور تاکید کے ساتھ اِس کی تعمیل کرتے تھے۔ مگر برا ہو حاسدین اور معترضین کی نفسانیت کا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اِن معاملات کو بھی آپ کی خود غرضی پر معاذ اللہ محمول کرتے تھے اور وحی ما یوحیٰ کے نص صریح کو ذرا بھی خیال میں نہ لاتے تھے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن کے گستاخانہ کلاموں کو سُن سُن کر عاجز آ گئے تو آخر مجبور ہو کر آپ نے تمام اہل اسلام کے مجمع عام میں جن غضب آلود الفاظ میں ان معترضین کو مخاطب فرمایا اُس کو علامہ ابن مردویہ کی عبارت سے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

عن انس قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیاً یوم الطائف فانتجاہ طویلا فقال الناس لقد طال نجوٰہ مع ابن عمہ قال فذکرہ من حسد علیاً فقد حسدنی و من حسدنی فقد کفر انس کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طائف کے روز جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بلا کر دیر تک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے ابکی تو ابن عم سے بڑی سرگوشی ہو رہی ہے جب اِس کا چرچہ آنحضرت صلعم تک پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ جس نے علیؑ سے حسد کیا اُس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اِن امور کی تعلیم کسی خاص وقت اور کسی خاص مقام کی احتیاج نہیں رکھتی جہاں جیسی ضرورت اور مصلحت دیکھی گئی خدائے سبحانہ تعالےٰ نے اپنے رسول ص کو مطلع فرمایا اور اُسنے فوراً تعمیل کی۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غزوہ طائف کی موجودہ مشغولیت کا بھی کوئی خیال نہیں کیا اور اِس فرمان الٰہی کی تعمیل اُسی اہتمام اور احتیاط سے یہاں بھی ویسی ہی فرمائی جیسی مدینہ میں۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث

دہلوی اس واقعہ کی پوری کیفیت لکھکر اپنے مضمون کو تمام کرتے ہوئے نہایت خلوص سے
لکھتے ہیں کہ ؎ دریں بزم رہ نیست بیگانہ را۔
مگر افسوس ہے مسلمانوں کی شامت پر اور حسرت ہے اُن کی نفسانیت پر۔ باوجودیکہ جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حسد کرنے والوں کا کافر
ہوجانا تبلادیا مگر افسوس نفسانیت اور حسد نے لوگوں کے دلوں سے مخالفت علیؑ کے خیالوں کو
نہ نکلنے دیا۔ دورہ امویہ اور سلاطین بنی امیہ کے وقت میں تو یہ خیال قریب قریب تمام مسلمانوں کا
اعتقاد ہوگیا تھا اور سلطنت کی طرف سے ان خیالوں کو اور قوت ملتی گئی۔ شدہ شدہ یہ نوبت
پہنچی کہ جناب علی مرتضے علیہ السلام کی ذات والا صفات پر طرح طرح کے جھوٹے اور بے اصل
الزامات لگائے جانے لگے۔ ہم اُن میں سے چند الزامات کو اِس سلسلہ کی جلد اوّل موسوم بہ
سراج المبین فی تاریخ مولانا امیر المؤمنین علیہ السلام میں لکھ آئے ہیں۔ اور یہاں بھی مناسبت مقام
کے لحاظ سے صرف ایک واقعہ ذیل میں لکھے دیتے ہیں۔ وہو ہذا۔

عن محمد ابن مسلم البزاز کنت مع سعید ابن المسیب فی الروضة النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یوم الجمعة فجاء خطیب من بنی امیہ علیہم اللعنة فصعد المنبر فذکر
امیر المومنین علیہ السلام وقال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لم
یدنہ من محبتہ وانما ادناہ لیکف شرہ قال کان ابن المسیب لعن علیہ فانتہ
متی عامرعوبا فقال اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سولک رجلا
ثم اخذ شئ بہ علے فیہ فقالوا مالک یا ابا محمد والامام من بنی امیہ فقال ما ادری
ما قال الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من القبر
فقلتہ کما قال

محمد ابن مسلم بزاز سے مروی ہے کہ میں سعید ابن مسیب (خیر التابعین) کے ہمراہ جمعہ کے دن
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک میں تھا پس بنی امیہ میں سے ایک خطیب
آیا اور منبر پر گیا اور جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگا کہ جناب رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کو اُن کی محبت کی وجہ سے اپنا مقرب نہیں بنایا تھا بلکہ معاذ اللہ
صرف اُن کے شر سے بچنے کے لئے اُن کو اپنا قریب بنایا تھا۔ محمد ابن مسلم کہتے ہیں کہ یہ سنکر
سعید ابن مسیب نے اُس پر لعنت کی اور اُس کو منع کرتا ہوا اور خوف زدہ ہوکر اُس خطیب کے

پاس آیا اور اُس سے کہا کہ تو اُس خدا کا منکر ہو گیا جس نے تجھکو پہلے خاک سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھکو مرد کی صورت بنا دیا یہ کہکر سیب نے اپنا کپڑا اُلٹ کر اُس کے منہ پر رکھدیا یعنی کپڑے سے اُس کا مُنہ بند کر دیا یہ حال دیکھکر حاضرین نے اُس سے کہا اے ابو محمد تجھے کیا ہوا ہے حالانکہ بنی اُمیہ سے ہے ابن مسیّب نے جواب دیا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ اِس نے کیا کہا مگر یہ کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ اپنی قبر سے یہ بات (جو میں نے بیان کی) فرما رہے ہیں۔

خدا کی پناہ۔کسی کی شان اتنی بھی گھٹائی جاتی ہے اور کسی کے ذاتی مراتب و مدارج کی منقصت اتنی بھی کی جاتی ہے۔پھر وہ بھی کون جس کے فضائل ومناقب اور جس کے مدارج ومراتب کو ایکبار نہیں ہزار بار جناب مخبر صادق علیہ السلام کی زبانی سُن چکے تھے۔اور اِس کے بعد تمام صحابہ کبار سے بھی برابر سنتے چلے آتے تھے۔مگر بُرا ہو اِس زود فراموشی کا اور پتھر پڑیں حصول دنیا کے لالچ پر۔مکر۔دغا۔ابلہ فریبی اور جعل سازی کی تجویزوں نے مخالفت علی علیہ السلام کو استحکام حکومت اور استقرار سلطنت کا بہت بڑا آلہ قرار دے لیا تھا جس پر سو برس تک عمل درآمد ہوتا رہا۔

ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں ہماری یہ بحث کسی قدر طول ہو گئی مگر تاہم اِس کی ضرورت خارج از بحث نہیں کہی جاسکتی۔کیونکہ ہم جس مقدس طبقہ کی کارروائی کا ذکر اپنے موجودہ سلسلہ میں کر رہے ہیں اُس کے راس الرئیس جناب علی مرتضے علیہ السلام ہیں اِس لئے جب تک کہ آپ کی روحانی تعلیمات کے ابتدائی حالات اور اُن کی پوری کیفیت نہ بتلائی جاوے اِس مضمون کی کامل تشریح اور پوری توضیح نہیں ہوسکتی۔بہر حال ہماری کتاب کے ناظرین نے ان امور کی تعلیمات کی ضرورت کو بخوبی سمجھ لیا اور یہ بھی اچھی طرح دریافت کر لیا کہ یہ تعلیم ایسی مخصوص اور محفوظ تھی کہ سوائے اُن نفوس مقدسہ کے جو اسی کے اہل تھے اور دوسروں کو نہیں پہنچائی جاتی تھی اور نہ وہ اِس صحبت میں شریک کئے جاتے تھے۔یہ خدائے سبحانہ تعالےٰ کے اصلی راز تھے۔جو سوائے اُس کے رازداں کے اور کسی کو نہیں معلوم تھے اِس مضمون کو اتنی طوالت اور وسعت کے ساتھ بیان کرنے سے ہمارا مطلب صرف اِسی قدر دکھلانا تھا کہ ان امور محفوظہ اور ان رموز مخصوصہ کا پورا تعلق پہلے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔اور آپ کے بعد جناب علی مرتضے علیہ السلام سے متعلق ہونے والا تھا۔اسی لئے آنحضرت صلعم نے

مختلف مقامات میں اِن امور کی تعلیم اپنے نائب اور اپنے قایم مقام کو جیسا کہ خدائے سبحانہ تعالےٰ کا حکم تھا پہنچائی اور اپنی حیات کے زمانہ میں اُن کو اِن علوم کی تعلیم سے کامل کر دیا۔ اسی طرح آپ کی نیابت اور خلافت کی مقدس خدمات حق سبحانہ تعالےٰ نے اسی مبارک طبقہ میں عنایت فرمائیں۔ اِس لئے اِس مقدس طبقہ کے ایک بزرگ نے اپنے بعد دوسرے بزرگ کو اِس ودیعت خداوندی کو سپرد فرمایا اور اپنے بعد اُسکو اپنا نائب اور قایم مقام بنایا اور حدیث الائمہ بعدی اثنا عشر کلھم من قریش یا بروایت دیگر کلھم من بنی ہاشم پورے طور سے صحیح ثابت کر دی۔

ہم جہاں تک دیکھتے ہیں ہمارا سلسلہ بیان بحث امامت کے لکھنے پر ہمیں مجبور کر رہا ہے مگر اِس کے لکھنے میں ہم کو بہت سے خارج از بحث مضامین کے مندرج کرنے کی مجبوری ہوگی اور علم کلام و مناظرہ وغیرہ کے دلائل بھی ضرور قلمبند کرنے ہوں گے۔ جن کی گنجایش ہمارے تاریخی سلسلہ میں کسی طرح موزوں اور مناسب نہیں سمجھی جائیگی اِس لئے ہم امامت کی بحث سے قطع نظر کر کے صرف وہ معتبر حدیثیں اِس مضمون میں درج کرتے ہیں جو اِس مبارک طبقہ کے بزرگوا[illegible] کی امامت کے لئے واضح اور روشن نصوص کا کام دیتی ہیں۔

ائمہ اثنا عشر کی امامت

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعدی اثنا عشر خلیفتی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ یہ ایسی معتبر اور متواتر حدیث ہے جس کو بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابو داؤد غرض ہر طبقہ کے محدثین نے مختلف طریقوں سے لکھا ہے۔ بارہ کی تعداد میں تو کسی کو کلام نہیں۔ مگر اِن بارہ کے نام بتلانے میں اور ان کے تعین کرنے میں جیسے کچھ اختلاف کے طومار باندھے گئے ہیں وہ کچھ علم کلام کے دیکھنے والوں ہی کو خوب معلوم ہیں کوئی کسی کو بتلاتا ہے کوئی کسی کو۔ کوئی کسی سلسلہ کو تھامتا ہے کوئی کسی خانوادے کو۔ مزید لطف یہ ہے کہ ایک سلسلہ پورا بھی نہیں اختیار کیا جاتا۔ ایک سلسلہ سے چار اور ایک خانوادے سے آٹھ لیکر بارہ کی تعداد پوری کی جاتی ہے۔ اور پھر انہیں عبداللہ ابن زبیر سے بیرونی لوگوں کی امامت پر بھی اکثر حضرات زور دیتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری شارح مشکوۃ شرح فقہ اکبر میں اپنے بارہ امام کے یہ نام بتلاتے ہیں۔

قالا اثنا عشر ھو الخلفاء الراشدین الاربعۃ (ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور حضرت علی علیہ السلام) ومعٰویہؓ وابنہ یزیدؓ وعبدؓ الملک ابن مروان داولادہ الاربعہ ولیدؓ۔ سلیمانؓ۔ ہشامؓ اور یزیدؓ) ومنھم عمر ابن عبد العزیز اور عمرؓ ابن عبد العزیز۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اور امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں بارہ امام یوں گنواتے ہیں۔ اُن لوگوں کی عبارت یہ ہے۔

قال شیخ الاسلام ابن حجر فی شرح البخاری کلام القاضی عیاض احسن ما قیل فی الحدیث واوجہ لتائیدہ بتولہ فی بعض طرق الحدیث الصحیحۃ کلھم یجتمع علیہ الناس وایضاح ذلک ان المراد بالاجتماع انقیادہ للبیعۃ والذی وقع ان الناس اجتمعوا علی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؓ الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معٰویہ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمع الناس علی معویہ عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسینؑ امر بل قتل ذلک ثم لما مات یزید وقع الاختلاف الی ان اجتمعوا علی عبد الملک بن مروان بعد قتل ابن زبیر ثم اجتمعوا علی اولادہ الاربعہ الولید ثم سلیمان ثم یزید ثم ھشام وتخلل بین سلیمان ویزید ثم عمر ابن [illegible] العزیز والثانی عشر ھو الولید بن یزید ابن عبد الملک

حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں قاضی عیاض کا یہ کلام نقل کرتے ہیں کہ جو کچھ بطور حسن اِس حدیث کے متعلق معلوم ہوا ہے اور جس کی تائید میں اکثر صحیح الطریق حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ مراد اجتماع للناس اور انقیاد بعیت سے یہی ہے کہ جس امر پر لوگوں کا اجتماع ہوگیا ہو تو سب سے پہلے اجماع تمام لوگوں کا ابوبکرؓ پر ہوا۔ پھر عمرؓ پر۔ پھر عثمانؓ پر۔ پھر علیؑ پر اُسوقت تک جب تک کہ واقعہ حکمین نہ پیش ہوا اور پھر واقعہ تحکیم کے وقت سے معٰویہؓ خلافت کے لئے منصوب ہوگیا مگر اُس پر اجماع امام حسن علیہ السلام کے صلح کے وقت سے ہوا۔ پھر اُس کے بعد اُس کے بیٹے یزیدؓ پر اجماع ہوا اور کوئی انتظام خلافت امام حسین علیہ السلام کے لئے نہیں ہوا۔ کیونکہ کسی انتظام ہونے سے پہلے آپ قتل ہوگئے۔ لیکن جب یزید مرگیا تو اختلاف واقع ہوا یہانتک کہ عبد الملک ابن مروان پر اجماع ہوا۔ مگر ابن زبیر کے قتل کے بعد پھر عبد الملک کے بعد اُس کے چار بیٹوں پر اِس طرح اجماع ہوا کہ پہلے ولیدؓ پر۔ پھر سلیمانؓ پر۔ پھر یزید پر۔ پھر ہشامؓ پر۔ پر سلیمان اور یزید کے درمیان خلل واقع ہوا۔ پھر عمرؓ ابن عبد العزیز پر بارھواں اُنکا ولیدؓ

ابن یزید ابن عبد الملک۔
اِس کے علاوہ بعض حضرات تو تقسیم امامت میں اتنی سخاوت دکھلاتے ہیں کہ منصب امامت وخلافت کو خلفائے راشدین اور ملوک بنی امیہ تک پہنچا کر بھی بس نہیں کرتے بلکہ اُس کو کھینچ کھنچا کر خلفائے عباسیہ تک کسی نہ کسی طرح ملا دیتے ہیں۔ مگر کیا ان کوششوں سے بھی کوئی نتیجہ نکلا۔ نہیں۔ دنیا پرستوں نے حصول دولت کے لالچ میں فرمانروائے سلطنت کی خوشامد میں پڑکر بعدی اثنا عشر خلیفتی کی حدیث معتبر کے اصلی معنیوں میں کیسی کیسی رنگ آمیزیوں سے کام لیا ہے اور ہر شخص نے اپنی خود غرضی کی بنا پر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنائی ہے مگر یہ کاغذ کی ناؤ نہ چلنے والی تھی نہ چلی۔ علمائے کرام نے اِن موضوعات کی خوب خوب دھجیاں اُڑائی ہیں اور اِن عقائد فاسدہ کو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکا۔ اور آخر میں اُنھیں مقدس بزرگواروں کو اِس حدیث معتبرہ کا اصلی اور سچا مفہوم ثابت کر دکھایا۔ جن کو خدائے سبحانہ تعالٰے نے اِس منصب جلیلہ اور عہدہ رفیعہ پر سرفراز و ممتاز فرمایا تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان القندوزی اپنی معتبر و مستند کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۴۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان الاحادیث الدالۃ علی کون الخلفاء بعدہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اثنا عشر قد اشتھرت من طرق کثیرۃ فبشرح الزمان وتعریف الکون والمکان اعلم ان مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم من حدیثہ ھذہ الائمۃ الاثنا عشر من اھل بیتہ وعترتہ اذ لا یمکن ان نحملہ علی الملوک الاموِیّۃ لزیادتھم علی اثنا عشر ولظلمھم الفاحش الا عمر ابن عبد العزیز ولکونھم غیر بنی ھاشم لان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال کلھم من بنی ھاشم فی روایۃ عبد الملک عن جابر رض واخفاء صوتہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فی ھذا القول یرجح ھذہ الروایۃ لانھم لا یحسنون خلافۃ بنی ھاشم ولا یمکن ان نحملہ علی الملوک العباسیۃ لزیادتھم علی العدد المذکور ولقلۃ رعایتھم الاٰیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ وحدیث الکساء فلا بد من ان یحمل ھذا الحدیث علی الائمۃ الاثنا عشر من اھل بیتہ وعترتہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لانھم کانوا اعلم زمانھم و اجلھم واورعھم واتقاھم واعلاھم نسبا وحسبا افضلھم واکرمھم عند اللہ

وکان علومهم عن اٰبائهم متصلاً بجدهم صلی اللّٰہ علیه و اٰله وسلم وبالوراثته و اللدنیه کذا عرفهم اهل العلم و التحقیق و اهل الکشف والتوفیق

یہ حدیث اِس امر کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے بارہ خلیفہ ہوں گے اس کی شہرت کے بہت سے طریقے ہیں اور ہر زمانہ میں اس کی شرح کی گئی ہے مگر یہ جان لینا چاہیئے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد خلیفہ اثنا عشر سے آپ کے اہلبیت اور عترت علیہم السلام ہیں کیونکہ خلفائے اربعہ پر بوجہ قلت اعداد اس حدیث کا اطلاق نہیں ہوسکتا اور ایسا ہی ملوک بنی امیہ پر (سوائے عمر ابن عبد العزیز کے) بسبب کثرت اعداد اور اُن کے اعمال ذمیمہ اور افعال قبیحہ کے اِسکا اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہے تو بس اب بغیر بنی ہاشم کے اور کون ہوسکتا ہے کیونکہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ سب کے سب بنی ہاشم ہیں۔ روایت عبد الملک عن جابرؓ میں آنحضرت صلعم کے چپ ہوجانے نے اس حدیث کو اور ترجیح دیدی ہے کہ خلیفہ اثنا عشر سے مراد بنی ہاشم ہیں۔ یہ حدیث خلفائے بنی عباس کے لئے بھی تسلیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ اُن کے اعداد بارہ سے کہیں زیادہ ہیں اور ان لوگوں نے آیہ موّدت اور حدیث کسا کے حقوق کی کوئی رعایت نہیں [illegible] پس ایسی حالت میں یہ حدیث ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے ذوات مقدسہ پر ضرور دال ہے جو آنحضرت کے اہلبیت اور عترت سے ہیں کیونکہ یہ حضرات اپنے زمانہ کے بہت بڑے اعلم۔ بہت بڑے فاضل بہت بڑے صاحب ورع اور بہت بڑے صاحب تقوےٰ تھے اور بسبب نسب کے اعلےٰ ترین اور باعتبار حسب کے فاضلترین خلائق تھے۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ کے نزدیک اُن کا بہت بڑا رتبہ تھا اُن کے علوم وراثت کے طریقے اور علوم لدنیہ کے ذریعے سے اُن کو سلسلہ بسلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے حاصل ہوئے تھے۔ جیسا کہ صاحبان تحقیق اور ماہران کشف و توفیق کو دریافت ہوچکا ہے۔

لیجئے۔ اِن ہوائی قلعہ بندیوں کی کیفیت بھی اوپر کی عبارت سے معلوم ہوگئی۔ ایسی صاف اور روشن دلیلوں کے مقابلہ میں کوئی معمولی عقل والا اِن حشویات اور سراپا لغویات پر کبھی توجہ نہیں کرسکتا۔ بُرا ہو اس نفسانیت کا اور پتھر پڑیں اِس تعصب پر۔ جس نے دنیا کے وہم پرستوں کی آنکھوں سے حق بینی کے جوہروں کو زائل کردیا اور اُن کے تمام قوائے مدرکہ کو حقیقت احوال کی طرف سے بالکل بے حس کردیا۔ نہ ان کو خدا کے جھٹلانے میں شرم نہ رسول صلعم پر الزام

لگانے میں حیا۔ اِن سے کوئی پوچھے تو سہی کہ تم حدیث خلیفتی بعدی اثنا عشر کی تعداد پوری کرنے والے کون۔ اور اپنی طرف سے اُن کے مقرر کرنے والے کون۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن تمام بزرگواروں کے ایک ایک کر کے نام بتلا گئے ہیں اور تمہارے آیندہ اختلاف وارتداد کا خیال کر کے ایک بار نہیں کئی مقاموں پر اِن حضرات کے لئے وصیت فرما گئے ہیں۔ مگر اِن اخبار معتبرہ اور آثار متواترہ پر اگر نظر کی جائے تو پھر اُن مصنوعات کا طلسم ٹوٹ جائے اور اُمرا و سلاطین کے دربار میں رسائی نہ ہو سکے۔ دولت و ثروت ہاتھ سے جاتی رہے۔ سونے کا گھر مٹی ہو جائے۔ اِسی وجہ سے اِن ارشادات پر نظر نہیں کی جاتی اور حق و باطل کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا اِس تغافل عاقلانہ اور اِس تجاہل عارفانہ کی وجہ سے یہ اخبار و آثار صفحہ روزگار سے مٹ گئے۔ اور کیا اِن ترکیبوں سے انتظام قدرت اور احکام رسالت جاری نہیں ہوئے۔ بلکہ اگر عبرت کی آنکھیں کھلی ہوں تو دیکھ لیں کہ ان متواتر اور لگاتار کوششوں کے برعکس دنیا اور دنیا والوں نے جو جیسا تھا اُس کو ویسا ہی سمجھا۔ صرف وہی دو چار دُنیا پرست ایسے نکلے جو اُسی ضلالت کے گڑھے میں گرے رہکر قلوب لا یفقھون بھا کے پورے پورے مصداق ہو گئے۔ اب ہم اپنے اِس بیان کی تصدیق میں ان معتبر اور مستند حدیثوں سے صرف دو تین حدیثوں کو ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

علامہ سید علی ہمدانی کتاب مودۃ القربےٰ میں تحریر فرماتے ہیں عن علی کرم اللہ وجہہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید النبیین و علیؑ سید الوصیین و ان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولھم علیؑ و اٰخرھم القائم المھدیؑ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں جمیع انبیاء کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام تمامی اوصیا کا سردار ہے۔ میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے پہلا اُن میں کا علی علیہ السلام ہیں اور آخر اُن میں کا قایم مہدی علیہ السلام ہے۔

علامہ موفق ابن احمد مخاطب بہ امام خوارزمی اور امام حموینی تحریر فرماتے ہیں عن ابن عباسؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا و علیؑ و الحسنؑ و الحسین و تسعۃ من ولد الحسینؑ علیہ السلام مطھرون معصومون حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سنا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے کہ میں علیؑ حسن اور حسین علیہم السلام اور امام حسین علیہ السلام کی نو اولادیں معصوم اور طاہر ہیں۔

عن سليم ابن القيس الهلالى عن سلمان الفارسى رضى الله عنه فاذ الحسين علیه السلام فخذ به وهو یقبل خدیه ویلثم فاه ویقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام اخو امام وانت حجة ابن حجة واخو حجة ابو حجج تسعة تاسعهم قائم المهدى ع

سلیم ابن قیس ہلالی حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کرتا ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اُٹھالیا۔ اُن کے رخساروں کو چوما وہان مبارک کے بوسے لئے اور فرمایا تو سید ہے۔ سید کا بیٹا ہے۔ سید کا بھائی ہے۔ تو امام ہے۔ امام کا بیٹا ہے۔ امام کا بھائی ہے۔ تو حجتِ خدا ہے۔ تو حجت خدا کا بیٹا ہے تو حجتِ خدا کا بھائی ہے اور تو ۹ حجتہائے خدا کا باپ ہے جن میں کا آخر قائم مہدی علیہ السلام ہی۔

اِس صاف اور واضح حدیث کو دیکھکر ایک معمولی سمجھ والا آدمی بھی پورے طور سے سمجھ لیگا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اپنے نائب اور قایم مقاموں کی تعداد اور اُنکے صحیح صحیح نشان بتلانے میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی اور از اول تا آخر اُن [illegible] کو اِس مقدس سلسلہ کو بھی اچھی طرح بتلا دیا جس مبارک خانوادے سے وہ پیدا ہونے والے تھے۔ ایسی خبر صحیح اور معتبر کے مقابلہ میں خلفائے راشدین۔ ملوک امویہ یا سلاطین عباسیہ کے افراد کو خلیفتی بعدی اثنا عشر کی تعداد میں ملانا کیسے صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے اور ایسے صریح موضوعات اور قبیح لغویات کی کیا قدر کی جا سکتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ مخبر صادق علیہ السلام تو صاف صاف لفظوں میں ارشاد فرمائیں کہ سردار قوم۔ پیشوائے اُمت اور حجتہائے خدا حضرت امام حسین علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہوں گے۔ مگر بگڑے ہوئے مسلمان ہیں کہ طمع حسد۔ اور نفسانیت کے تقاضہ سے۔ قول رسولؐ کو پیچھے رکھکر بنی اُمیہ اور بنی عباس کو آگے رکھے دیتے ہیں اور اِنھیں کو خواہ مخواہ خلیفہ رسول صلعم امام اُمت اور حجت خدا تسلیم کرنے پر مٹے جاتے ہیں۔ اپنی بات رکھنے کے لئے کیا کیا ترکیبیں عمل میں لائی جاتی ہیں اور اپنے من گھڑت اصول کے قبول کرا لینے کے لئے دُنیا کے آگے کیسے کیسے پادر ہوا دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔

استغفر اللہ ربی واتوب الیہ۔

معترضین کو اگر ایسی واضح اور روشن دلیلیں اور حدیثیں دیکھکر بھی اطمینان نہ ہوا اور اب دوسرا

شک یوں پیدا ہو کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن نو ۹ جتھائے خدا کا نام کیوں نہ بتلایا تو اب ہم ذیل میں وہ حدیثیں بھی لکھے دیتے ہیں جن میں اِن بزرگواروں کے نام نامی اور اسمائے گرامی ایک ایک کرکے اوّل سے آخر تک گِنا دیے گئے اور بتلا دیے گئے ہیں۔ مگر بُرا ہو۔ اِس نخوت۔ حسد اور نفسانیّت کا کہ جس نے دُنیا پرستوں کی آنکھوں کو بے نور اور قلوب کو بے حس کر دیا۔ اب وہ دیکھیں تو کیسے۔ یا سمجھیں تو کیونکر؟ جب حصول دولت کی طمع اُنھیں دیکھنے بھی دے اور خاندان اہلبیت کی عداوت اُنھیں سمجھنے بھی دے۔ مگر ہم اُن کے مزید اطمینان و تشفی کے لیے دکھلائے دیتے ہیں کہ وہ حدیثیں یہ ہیں۔

امام حموینی اپنی معتبر اور مستند کتاب فرید السمطین میں تحریر فرماتے ہیں عن مجاھد عن ابن عباس رضے اللہ عنہ قال قدم یھودی یقال لہ نعثل فقال یا محمدؐ اسئلک علی اشیاء تلجلج فی صدری منذ حین قال اجبتنی عنھا اسلمت علی یدیک قال سل یا ابا عمارہ فقال یا محمدؐ صف لی ربک فقال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یوصف الا بما وصف بہ نفسہ وکیف یوصف الخالق الذی تعجز العقول ان تدرکہ والاوھام ان تنالہ والخطرات ان تحدہ والابصار ان تحیط بہ جل وعلا عما یصفہ الواصفون نائی فی قربہ وقریب فی نائہ ھو کیف الکیف واین الاین فلا یقال لہ این ھو وھو منقطع الکیفیۃ والاینونیۃ فھو الاحد الصمد کما وصف نفسہ والواصفون لا یبلغون نعتہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد قال صدقت یا محمدؐ فاخبرنی عن قولک انہ واحد لا شبیہ لہ لیس اللہ واحد والانسان احد فقال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزّ وعلا واحد حقیقی احدی المعنی ای لا جزو ولا ترکیب لہ والانسان واحد ثنائے المعنی مرکّب من روح وبدن قال صدقت اخبرنی عن وصیک من ھو فما من نبی الا ولہ وصی وان نبیّنا موسی ابن عمران اوصی یوشع بن نون فقال ان وصی علی ابن ابی طالب وبعدہ سبطای الحسنؑ والحسین تتلوہ تسعۃ ائمۃ من صلب الحسینؑ قال یا محمدؐ فسمّھم لی فقال اذا مضے الحسینؑ فابنہ علیؑ

فاذا مضى علىٌ فابنه محمدٌ فاذا مضى محمدٌ فابنه جعفرٌ فاذا مضى جعفر فابنه موسیٰ فاذا مضى موسیٰ فابنه علیٌ فاذا مضى علیٌ فابنه محمدٌ فاذا مضى محمدٌ فابنه علیٌ فاذا مضى علیٌ فابنه الحسنٌ فاذا مضى الحسنٌ فابنه الحجة محمد المهدیٌ هو لاء اثنا عشر قال اخبرنی کیفیة موت علیٌ والحسنٌ والحسینٌ قال صلی الله علیه واله وسلم یقتل علیٌ بضربة علی قرنه والحسنٌ یقتل بالسمّ و الحسینٌ بالذبح قال فاین مکانهم قال فی الجنّة فی درجتی قال اشهد ان لا اله الّا الله وانّك رسول الله واشهد ان هم الاوصیاء بعدك ولقد وجدت فی کتب الانبیاء المقدمة وفیما عهد الینا موسی ابن عمران علیه السلام انه اذا کان اخر الزمان یخرج نبیٌ یقال له احمدٌ ومحمدٌ خاتم الانبیاء لا نبی بعده فیکون اوصیائه بعده اثنا عشر اولهم ابن عمه وختنه والثانی والثالث کانا اخوین من ولده ویقتل امة النبیٌ الاوّل بالسیف والثانی بالسمّ والثالث مع جماعة اهل بیته بالسیف وبالعطش فی موضع الغربة فهو کولد الغنم بذبح ویصبر علی القتل [illegible]ع درجاته ودرجات اهل بیته وذریته ولاخراج محبیه واتباعه من النار وتسعة الاوصیاء منهم من اولاد الثالث فهولاء الاثنا عشر عدد الاسباط قال صلی الله علیه واله وسلم اتعرف الاسباط قال نعم انهم کانوا اثنا عشر اولهم لاوی بن برخیا وهو الذی غاب عن بنی اسرائیل غیبة ثم عاد فاظهر الله به شریعته بعد اندراسها وقاتل فرسطیا الملك حتی قتل الملك قال صلی الله علیه واله وسلم کائن فی امّتی ما کان فی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة وانّ الثانی عشر من ولدی یغیب حتی لا یری ویاتی علی امّتی بزمن لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القران الا رسمه فحینئذ یاذن الله تبارك وتعالی له بالخروج فیظهر الله الاسلام به ویجدده طوبی لمن احبّهم وینعهم والویل لمن ابغضهم وخالفهم وطوبی لمن تمسّك به بهداهم فانشا نعثل شعراً

صلی الله ذو العلی علیك یاخیر البشر　　انت النبیّ المصطفی والهاشمیّ المفتخر

بکم ھدانا ربنا و فیک ترجوا ما امر ۔۔۔ ومعشر سمیتھم ائمۃ اثنا عشر

حباھم رب العلی ثم اصطفاھم من کدر ۔۔۔ قد فاز من والاھم وخاد من عادی الزھر

اٰخرھم بسقی الضماء وھو الامام المنتظر ۔۔۔ وعترتک الاخیار لی والتابعین ما امر

من کان عنھم معرضا فسوف نصلاہ سقر

مجاہد جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اسناد سے لکھتے ہیں کہ ایک بار ایک یہودی نعثل نامی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرے دل میں عرصہ سے چند سوالات ہیں اگر آپ اُن کا جواب دیدیں تو میں فوراً اسلام قبول کرتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو عمارہ (اُس کی کُنیت تھی) سوال کر۔ یہودی نے پوچھا کہ آپ اپنے پروردگار کی تعریف فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اُسکی تعریف اُسیقدر ہوسکتی ہے جو اُس کی ذات میں ہے اور جس کو خود اُس نے بیان کیا ہے اور پھر ایسے خالق کی۔ جس کے دریافت میں عقلیں عاجز اور اُس کے تجسّس میں گمان حیران اور اُس کی تلاش وحدت میں خیالات انسانی قاصر۔ آنکھیں اُس کے دیکھنے سے عاجز۔ وہ تمام تعریف کر[illegible]الوں کی تعریف سے بالاتر۔ دور سے قریب اور قریب سے دور ہے۔ وکیف الکیف واین الاین کے صفات سے موصوف ہے۔ وہ کہاں ہے اُس کے لئے نہیں کہا جا سکتا۔ اُس کے لئے کوئی کیفیت اور حالت ضرور نہیں۔ وہ یکتا ہے اور بزرگ ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اور اِس سے بڑھکر کسی بلیغ سے بلیغ تعریف کرنے والے سے بھی اُس کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ یہ سنکر وہ یہودی بولا کہ اے محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں مگر آپ مجھکو یہ بتلادیں جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں کہ خدا کے لئے مثال کوئی قایم نہیں ہوسکتی تو کیا ایک خدا ہی واحد کہلا سکتا ہے اور انسان نہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالےٰ واحد حقیقی ہے اور واحد حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے لئے کوئی جزو یا ترکیب نہو سکے۔ اور انسان کی تنہائی صرف توصیفی ہے نہ تحقیقی۔ کیونکہ انسان جسم اور روح سے ترکیب یافتہ ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں آپ کے کلام کی دل سے تصدیق کرتا ہوں اب آپ مجھے اپنے قایم مقام اور جانشینوں کی خبر دیجئے کہ اُن میں سے کون نبی اوّل ہوگا کیونکہ ہمارے مذہب میں جناب موسی ابن عمرانؑ نے اپنے بعد یوشع ابن نونؑ کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا۔

یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرے وصی علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں اور بعد اُن کے میرے دونوں نواسے حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام ہیں اور اُن کے بعد نو امام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یہودی بولا کہ اُن بزرگواروں کے نام بھی بتلائے جائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام کا انتقال ہو جائیگا تو اُن کے بیٹے علیؑ اُن کے وصی ہوں گے اُن کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے محمدؑ۔ اُنکے بعد اُن کے بیٹے جعفرؑ۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے موسیٰؑ۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے علیؑ اُن کے بعد اُن کے بیٹے محمدؑ۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے علیؑ۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے حسنؑ اُن کے بعد اُن کے فرزند حجت القایم المہدی علیہ السلام۔ یہی بارہ بزرگوار ہیں۔ یہ سُنکر یہودی نے کہا کہ اب آپ مجھکو بتلا دیں کہ علیؑ۔ حسن اور حسین علیہم السلام کی وفات کیسے واقع ہو گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ ضربت فرق کی وجہ سے انتقال کرینگے حسنؑ زہر سے مارے جائینگے اور حسینؑ ذبح کئے جائینگے۔ پھر اُس یہودی نے کہا کہ انکے درجات سے مطلع فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہونگے۔ یہ سُنکر اُس یہودی نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ آپ رسولؐ برحق ہیں اور اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یہی حضرات آپ کے بعد آپ کے قائم مقام اور وصی ہیں۔ قسم خدا کی ہمنے انبیائے سابقین علے نبینا وعلیہم السلام کی کتابوں میں بھی ایسا ہی دیکھا ہے اور اسی طریقہ پر ہم سے جناب موسی ابن عمرانؑ نے عہد و میثاق لیا تھا کہ زمانہ آخر میں ایک نبی مبعوث ہو گا جس کا نام احمدؐ اور محمدؐ ہو گا اور وہ خاتم الانبیا ہو گا۔ اُس کے بعد پھر کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اُس کے بعد اُس کے بارہ وصی ہونگے اُن میں کا اول اُس کا ابن عم اور اُس کا داماد ہو گا اور دوم وسوم دو بھائی اُسکے دو صاحبزادے ہونگے جن میں اول کو امت نبیؐ تلوار سے دوسرے کو زہر سے اور سوم کو مع اُس کے اہل بیت کے پیاسا اور غریب الوطنی کی حالت میں مثل گوسفند کے تلوار سے ذبح کر ڈالیں گے اور وہ بزرگوار اِن تمام مصائب پر اسلئے صبر فرمائینگے کہ اِس شہادت کے باعث سے اُن کے اور اُنکے اہلبیت اور ذریت کے مدارج رفیع ہوں اور اُن کے دوستدار اور پیرو دوزخ کی عقوبت سے محفوظ رہیں۔ اور اس تیسرے وصی کی اولاد سے نو اوصیا پیدا ہو کر بارہ اسباط موسی علیہ السلام کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ یہ سُنکر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ تو اسباط موسیٰ کو جانتا ہے اُس یہودی نے کہا ہاں۔ وہ بزرگوار یہی بارہ تھے اُن میں کے اوّل لاوی بن برخیا ہیں اور یہ وہ بزرگ ہیں جو قوم بنی اسرائیل سے غائب ہو گئے تھے۔ پھر ظاہر ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے پھر شریعت موسیٰ کو انہی کے ذریعہ سے خراب ہو جانے کے بعد جاری فرمایا۔ اور یہی بزرگ شاہ قرسطیا سے لڑے یہانتک کہ اُسکو قتل فرمایا۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کی مثال بنی اسرائیل کی ایسی ہو بہو ہے۔ ہمارا بارھواں وصی بھی حالت غیبت میں رہیگا۔ یہانتک کہ نہیں دکھلائی دیگا وہ کسی کو اور میری امت میں سے کوئی شخص نہیں پائیگا اُس کو اور وہ زمانہ بھی ایسا آلگے گا کہ دنیا میں نام کے سوا نہ اسلام باقی رہیگا اور نہ سوائے رسم الخط کے قرآن پس اُسی زمانہ میں خدائے سبحانہ تعالےٰ اُس کو ظاہر ہونے کی اجازت دیگا اور پھر خدائے تبارک وتعالےٰ اسلام کو اُسی کے ذریعہ سے ظاہر فرمائیگا اور پھر وہی اُس کو زندہ کریگا۔ طوبیٰ اُسی کے لئے ہے جو اُس سے محبت کرے اور اُس کی متابعت اختیار کرے اور دوزخ اُس کے لئے ہے جو اُسکے ساتھ بغض رکھے اور اُس کی مخالفت پر آمادہ ہو۔ [illegible] اُسی کے لئے ہے جو اُس کی ہدایت کے مطابق اُس کی اطاعت قبول کرے۔ آپ کے کلام صداقت التیام سُنکر نعثل یہودی نے ذیل کے اشعار منظوم کئے ؎

خدائے بزرگ وبرتر تجھپر درود بھیجے اے سب آدمیوں سے بہتر۔ تو نبیٔ برگزیدہ ہے اور تمام بنی ہاشم کے لئے فخر کرنے کی جگہ تیرے ذریعہ سے ہملوگوں کو خدائے تبارک وتعالےٰ نے ہدایت فرمائی اور تجھی سے ہم لوگوں کو خدا کے احکام ملے۔ بارہ ذوات مقدسہ جن کے نام تونے لئے۔ پروردگار عالم اُن پر رحمت نازل فرمائے۔ جیسا کہ اُن بزرگوارونکو خدانے تمام آلائشوں سے پاک وصاف فرمایا۔ وہ ماجور ہوگا جو اُن کی محبت اختیار کریگا اور وہ سزایاب ہوگا جو اُن سے دشمنی کریگا۔ اُن میں کا آخری بزرگ پیاسوں کو سیراب کریگا اور وہی امام منتظر علیہ السلام ہے۔ یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترتِ طاہرہ ہمارے لئے اور آپ کی تمام اُمت کے لئے ہیں اور جو کوئی ان سے خلاف ہوگا پھر اُس کا ٹھکانا دوزخ ہی میں ہے۔

اب دوسری حدیث بھی ملاحظہ ہو۔ فی المناقب عن واثلہ ابن الاصقع بن قرخاب عن جابر ابن عبداللہ الانصاری قال دخل جندل بن جنادہ بن جبیر الیہودی

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا محمد اخبرنی عما لیس للہ وعما
لیس عند اللہ وعما لا یعلمہ اللہ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما ما لیس
للہ فلیس للہ شریک واما ما لیس عند اللہ فلیس عند اللہ ظلم للعباد واما ما
لا یعلمہ اللہ فذلک قولکم یا معشر الیہود ان عزیز ابن اللہ واللہ لا یعلم
انہ لہ ولد بل یعلم انہ مخلوقہ وعبدہ فقال اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک
رسول اللہ حقا وصدقا ثم قال انی رایت البارحۃ فی النوم موسی ابن عمران
علیہ السلام فقال یا جندل اسلم علی ید محمدؐ خاتم الانبیاء واستمسک
اوصیائہ من بعدہ فقلت اسلم فللہ الحمد اسلمت وھدانی بک ثم قال اخبرنی
یا رسول اللہ عن اوصیائک من بعدک لا تمسک بھم قال اوصیائی الاثنا عشر
قال جندل ھکذا وجدناھم فی التوراۃ وقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سمھم لی فقال اولھم سید الاوصیاء ابو الائمۃ علی علیہ السلام
ثم ابناہ الحسن والحسین علیہما السلام فاستمسک بھم ولا یغرنک جھل
الجاھلین فاذا ولد علی ابن الحسین زین العابدین یقضی اللہ علیک ویکون
اخر زادک من الدنیا شربۃ من اللبن تشربہ فقال جندل وجدنا فی التوراۃ
وفی کتب الانبیاء علیہم السلام ایلیا وشبرا وشبیرا فھذہ اسم علیؑ والحسنؑ
والحسین فمن بعد الحسینؑ وما اسامیھم قال اذا انقضت مدۃ الحسینؑ
والامام ابنہ علیؑ ویلقب بزین العابدینؑ فبعدہ ابنہ محمدؐ یلقب بالباقرؑ فبعدہ
ابنہ جعفرؑ یدعی بالصادق فبعدہ ابنہ موسیؑ یدعی بالکاظمؑ فبعدہ ابنہ علیؑ
یدعی بالرضاء فبعدہ ابنہ محمدؑ یدعی بالتقی فبعدہ ابنہ علیؑ یدعی بالنقیؑ فبعدہ
ابنہ الحسنؑ یدعی بالعسکریؑ فبعدہ ابنہ محمدؑ یدعی بالمھدی والقائم والحجۃ
فیغیب ثم یخرج فاذا اخرج یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا
وظلما طوبی للصابرین فی غیبتہ طوبی للمقیمین علی محبتھم اولئک الذین
وصفھم اللہ فی کتابہ وقال ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ثم
قال تعالی اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغلبون۔

مناقب میں واثلہ ابن الاصقع ابن قرخاب جابر ابن عبداللہ الانصاریؓ سے ناقل ہیں کہ

ایک مرتبہ جندل ابن جنادہ ابن جبیر یہودی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو ان باتوں سے خبر دیجئے۔ وہ یہ کہ اوّل وہ کیا ہے جو خدا کے واسطے نہیں ہے دوم وہ کیا شے ہے جو خدا کے پاس نہیں ہے۔ سوم وہ کیا ہے جس کو خدا نہیں جانتا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چیز کہ خدا کے واسطے نہیں ہے وہ اُس کا شریک ہے کہ کوئی اُسکا شریک نہیں ہوسکتا اور وہ چیز کہ جس کو خدا نہیں جانتا وہ خلائق پر ظلم ہے اور وہ شے جو خدا کے پاس نہیں ہے وہ وہی قول ہے جو تم اور تمہاری قوم یہود خدا پر جھوٹ تہمت لگاتے ہو اور کہتے ہو کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے تھے حالانکہ کوئی اُسکا بیٹا نہیں بلکہ حضرت عزیرؑ بھی اُسی کے مخلوق اور بندے تھے۔ یہ سُنکر اُس یہودی نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا کہ آپ اُس کے رسولؐ برحق ہیں۔ پھر اُس نے کہا کہ یا حضرت میں نے آج کی رات کو جناب موسیٰؑ کو عالم رویا میں روشن طرح سے یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ اے جندل جناب ختم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا اور اُن کے دستِ مبارک پر اسلام لا اور اُن کے ا[illegible]یا، کی متابعت اختیار کر پس خدا کا شکر ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ذریعہ سے میں نے ہدایت پائی۔ اب آپ اپنے اوصیاءؑ کے نام بھی مجھے بتلا دیں کہ میں اُن سے تمسک اختیار کروں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بارہ اوصیاءؑ ہیں۔ جندل نے کہا کہ میں نے اتنے ہی توریت میں بھی پائے ہیں یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اب آپ اُن کے نام نامی مجھے بتلا دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُن میں کا پہلا سید الاوصیاء ابوالائمہ علی مرتضےٰ علیہ السلام ہیں اُن کے بعد اُن کے دونوں صاحبزادے حسن اور حسین علیہما السلام ہیں پس تو انہی کا طریقہ اختیار کر اور جاہلوں کے مکر و فریب میں مت آ پس جب حضرت علی ابن الحسینؑ زین العابدین علیہ السلام پیدا ہونگے تو تیرا خدا سے وعدہ پورا ہو جائیگا۔ اور دنیا میں تیری آخر غذا دودھ کا شربت ہوگا پس جندل نے کہا کہ میں نے توریت اور دیگر کتب انبیاء علیہم السلام میں ایلیا۔ شبر۔ اور شبیر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور یہی علی علیہ السلام اور حسن و حسین علیہما السلام کے نام ہیں پھر اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے اپنے اوصیاء کے نام حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد نہیں بتلائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السلام

کا زمانہ تمام ہو جائیگا تو اُن کے صاحبزادے علی ابن الحسین ملقب بہ زین العابدین امام ہونگے
اُن کے بعد اُن کے صاحبزادے محمدؑ ابن علیؑ ملقب بہ باقرؑ ہوں گے اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے
جعفر ابن محمدؑ ملقب بہ صادق ہونگے اُنکے بعد اُن کے صاحبزادے موسیٰؑ ابن جعفرؑ ملقب بہ کاظم
ہوں گے اُن کے بعد اُن کے صاحبزادے علیؑ ابن موسیٰؑ ملقب بہ رضاؑ ہوں گے اُنکے بعد
اُنکے صاحبزادے محمدؑ ابن علیؑ ملقب بہ تقی ہوں گے اُن کے بعد اُنکے صاحبزادے علیؑ ابن
محمدؑ ملقب بہ نقی اور ہادی ہونگے اُن کے بعد اُن کے صاحبزادے حسنؑ ملقب بہ عسکری
ہوں گے اُن کے صاحبزادے محمد المہدی علیہ السلام ہونگے جنکا لقب قائم اور حجۃ اللہ
ہوگا وہ غیبت فرمائینگے پھر ظاہر ہونگے اور جب ظاہر ہونگے تو دنیا کو عدل و داد سے اسطرح
پُر اور مملو فرمادینگے جس طرح قبل اسکے ظلم و ستم سے پُر اور مملو ہوگی طوبیٰ اُنہی لوگوں کے
لئے ہے جو اُن کی غیبت میں اُن کی محبت پر قایم رہیں گے اور یہ وہی لوگ ہونگے جن کی تعریف
آیات وافی ہدایات الذین یومنون بالغیب واولئك حزب اللہ الا ان حزب اللہ
ھم الغلبون نیہی لوگ وہ ہیں جو غیب پر ایمان لائے ہیں اور یہی لوگ خدا کے لشکر ہیں
اور خدا کے لشکر والے ہمیشہ غالب رہنے والے ہیں صاحب مناقب جندل یہودی کا
واقعہ یہانتک لکھکر اُس کا خاتمہ احوال اس عبارت میں تحریر فرماتے ہیں۔
فقال الجندل الحمد للہ وفقنی بمعرفتھم ثم عاش الی ان کانت ولادۃ علیؑ ابن
الحسین علیہما السلام فخرج الی الطائف ومرض وشرب لبنا وقال اخبرنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکون اخر زادی من الدنیا شربۃ
لبن ومات ودفن بالطائف بالموضع المعروف بالکوزارہ۔
علامۂ موصوف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنکر جندل نے کہا خدا کا
شکر ہے کہ خدائے سبحانہ تعالےٰ نے مجھکو ان حضرات کی معرفت عطا فرمائی۔ پس وہ
اُس زمانہ تک زندہ رہا جب تک کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام پیدا ہوئے پھر وہ
طائف میں چلا گیا اور وہاں بیمار پڑ گیا اور اُس نے دودھ کا شربت پیا اور کہا کہ جناب رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری اخیر غذا دنیا میں دودھ کا شربت ہوگی۔ بعد اسکے
وہ مرگیا اور مقام طائف کے مشہور و معروف موضع کوزارہ میں دفن کیا گیا۔
تیسری حدیث بھی ملاحظہ ہو۔ حافظ فضل اللہ شیرازی المعروف بہ جمال الدین محدث اپنی

معتبر اور مستند کتاب روضۃ الاحباب میں تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ہذا
منقول است از جابر ابن عبد اللہ الانصاری کہ چون ایزد تعالےٰ نازل گردانید بر پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیہ یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پس گفتم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم می شناسیم ما خدا و رسول را پس کیست اصحاب امر کہ خدائے تعالےٰ اطاعت ایشاں را قرین ساختہ است بطاعت خود پس گفت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم خلفائی من بعدی اولھم علیؑ ابن ابیطالبؑ ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علیؑ ابن الحسینؑ ثم محمدؑ ابن علیؑ المعروف فی التورات بالباقر و ستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرء منی السلام ثم الصادقؑ جعفرؑ ابن محمدؑ ثم موسیٰؑ ابن جعفرؑ ثم علیؑ ابن موسیٰؑ ثم محمدؑ ابن علیؑ ثم علیؑ ابن محمدؑ ثم الحسنؑ ابن علیؑ ثم حجۃ اللہ علیہ السلام فی ارضہ فی عبادہ محمدؑ ابن الحسنؑ ابن علیؑ ذلک الذی یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربھا وذلک الذی یغیب عن شیعتہ واولیائہ غیبہ لا یثبت فیھا علی القول بامامتہ الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان۔

جابر ابن عبد اللہ الانصاری سے منقول ہے کہ جب آیۂ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوا تو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ ہم لوگ خدا اور رسولؐ کو تو پہچانتے ہیں پھر یہ اصحاب امر کون بزرگوار ہیں جن کی اطاعت خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے قریب کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ ہمارے بعد ہمارے خلفا ہیں اور اُن میں کے اوّل علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام پھر حسن علیہ السلام پھر حسین علیہ السلام پھر علی ابن الحسین علیہ السلام پھر محمدؑ ابن علی علیہ السلام ہیں جو باقرؑ کے لقب سے مشہور ہیں اے جابرؓ جب تم اُن کو پاؤ اور اُن کی زیارت سے مشرف ہو تو میرا سلام پہنچانا پھر ان کے بعد صادق جعفرؑ ابن محمد علیہ السلام پھر موسیٰؑ ابن جعفرؑ علیہ السلام پھر علیؑ ابن موسیٰ علیہ السلام پھر محمدؑ ابن علیؑ علیہ السلام پھر علیؑ ابن محمد علیہ السلام پھر حسنؑ ابن علیؑ علیہ السلام پھر حجۃ اللہ فی الارض اور بقیہ بندگانِ خدا محمد ابن الحسن علیہ السلام۔ خداوند تبارک وتعالےٰ انہی کے ہاتھوں سے مشارق ومغاربِ دنیا کو فتح فرمائیگا اور یہی اپنے شیعوں کے درمیان سے غیبت اختیار فرمائینگے۔ کچھ امرِ غیبت سے اُن کی امامت کا ثبات مقصود

نہیں ہے بلکہ خدائے سبحانہ تعالےٰ نے اِس امر سے لوگوں کا امتحان لینا چاہا ہے۔
ہم کو یقین ہے کہ یہ تینوں حدیثیں ہمارے دعوے کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں ابھی
اِس کے ایسی متعدد حدیثیں ہمارے پیش نظر ہیں مگر بخوف طوالت ہم اُن کو نہیں لکھتے۔
جس کو دیکھنا ہو وہ کتاب مجمع البحرین مولفۂ مولوی احمد حسن صاحب حنفی عظیم آبادی
میں دیکھ لے۔
بہر حال اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ جس مقدس بزرگوار کے حالات قلمبند کرنیکا
شرف مجھے حاصل ہے وہ اِسی متبرک سلسلہ کا پانچواں بزرگ ہے جس کے فضائل ومناقب
کی تصدیق ابھی ابھی جناب مخبر صادق علیہ السلام کے کلام صداقت التیام سے اوپر لکھی گئی
ہے اور مخصوص یہ وہی مقدس بزرگ ہے جس کو اسی روایت میں جابر انصاری رضی اللہ عنہ
کے ذریعہ سے حضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سلام پہنچایا ہے جسکو ہم
پوری تفصیل کے ساتھ عنقریب بیان کرینگے۔ انشاء اللہ
اب تو ہمارے بیان سے ثابت ہو گیا کہ یہی مقدس سلسلہ نیابت رسالت اور منصب امامت
کے سپرد کئے جانے کے لئے خدا کی طرف سے تجویز ہوا تھا اور جناب رسالت [illegible] آب صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی کے مطابق اِسی مبارک خاندان اور مقدس دودمان میں اپنی نیابت
اور امامت کا عہدہ تفویض فرمایا اور انہی حضرات اور ذوات عالیات کو خلیفتی بعدی اثنا عشر
کا اصلی مقصود اور حقیقی مفہوم قرار دیا۔ وہذا فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
امام محمد باقر علیہ السلام کے بچپن کے حالات میں جابر انصاری رضی اللہ عنہ کی اِس رسالت
کا واقعہ عموماً اسلام کی تمام معتبر اور مستند تاریخوں میں درج ہے۔ چنانچہ ہم اُس کو سب سے
پہلے صواعق محرقہ کی اصلی عبارت سے ذیل میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا
وکفاہ شرفہ ان ابن المدینی والطبرانی رویا عن جابر ابن عبد اللہ الانصاری
انہ قال للامام الباقرؑ وھو صغیر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یسلم
علیک فقیل لہ وکیف ذلک قال کنت جالساً عندہ والحسین علیہ السلام
فی حجرہ وھو یقبلہ فقال یا جابرؓ یولد للحسینؑ مولود اسمہ علیؑ واذا کان
یوم القیمۃ نادی مناد لیقم زین العابدینؑ فیقوم علیؑ ابن الحسین ثم
یولد لعلیؑ ولد اسمہ محمد فان ادرکتہ یا جابرؓ فاقرأہ منی السلام۔

آپ کے شرف مراتب کے لئے یہی کافی ہے جیساکہ امام ابن مدینی اور امام طبرانی نے جابر ابن عبداللہ انصاری کی زبانی حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام کے طفولیت کے متعلق یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن آپ کی صغرسنی کے زمانہ میں جابر ابن عبداللہ انصاری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ملے جابرؓ نے کہا کہ میں ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ آپ اُسوقت امام حسین علیہ السلام کو گود میں لئے ہوئے تھے۔ اور آپ کے رخسار کے بوسہ لیتے تھے۔ مجھ سے ارشاد فرمانے لگے کہ جابرؓ میرے حسینؑ کا ایک فرزند ہوگا جس کا نام علیؑ ہوگا اور بروز قیامت ایک منادی ندا کریگا کہ زین العابدینؑ کہاں ہیں تمام اہل محشر میں انکا ہی فرزند علی ابن الحسین علیہ السلام اُٹھ کھڑا ہوگا۔ پھر اِن سے ایک فرزند ہوگا جس کا نام محمدؑ ابن علیؑ ہوگا۔ اے جابر۔ تم اُس سے ملنا تو میرا سلام اُسکو پہنچانا۔

اِس واقعہ کو شیخ الاسلام قسطنطنیہ امام قندوزی سلیمان الحسینی اور خواجہ محمد پارسا نے اپنی اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔

صاحب روضۃ الصفا اِس واقعہ کو ذیل کی عبارت میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا

مناقب وما[illegible]ب محمد باقر علیہ السلام نہ چندان است کہ زبان قلم وبنان بیان بتقریر وتحریر آں وافی باشد میمون قداح روایت میکند از امام محمد جعفر صادق علیہ السلام واو از پدر خویش امام محمد باقر علیہ السلام نقل می فرماید کہ گفت روزے پیش جابر ابن عبداللہ الانصاری در آمدم واو مکفوف البصر بود سلام کردم بجواب مبادرت نمودم و پرسیدم کہ تو کیستی گفتم محمد ابن علی ابن الحسین علیہ السلام گفت نزدیک آے بیش او رفتم دست مرا بوسید و دو تر شدم گفت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ترا سلام میرساند گفتم علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایں صورۃ چگونہ بودہ یا جابرؓ وبچہ کیفیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرا یاد کردہ گفت روزے در خدمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بودم فرمود کہ یا جابر لعلک تبقی حتی تلقی رجلا من ولدی یقال لہ محمد بن علی ابن الحسینؓ یہب اللہ لہ النور والحکمہ فاقرءہ منی السلام اے جابر شاید کہ تو باقی مانی تا آں زمان کہ ملاقات کنی بایکے از اولاد من کہ او را محمد ابن علی ابن حسین علیہم السلام گویند خدا او را نور وحکمت خود دہد وے را از من سلام برساں وبعضے ثقہ اخبار روایت کردہ اند کہ جابر ابن عبداللہ گفت کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بامن فرمودند یوشک ان تبقی حتی تلقی ولدا لی

من الحسینؑ یقال لہ محمدؑ ھو علم الدین ابقرافاذ القیتہ فاقرۂ منی السلام جابرؓ شاید کہ بمانی تا بافرزندمن کہ ازنسل حسینؑ باشد ملاقات کنی کہ اورا محمدؑ گویند علم دین بکشاید وچوں اورا ببینی ازمن سلامے برساں واحمد ابن محمدؑ عیسیٰ روایت می کنند کہ جابر ابن عبداللہ الانصاری درمسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می نشست عمامۂ سیاہ برسر بستہ وگاہے ندا میکرد کہ یا باقرؑ یا باقرؑ مردم می گفتند کہ جابرؓ بیہودہ میگوید واسمیکہ مسمیٰ ندارد بر زبان می راند وجابر میگفت کہ بخدا کہ ایں کلام بیہودہ نیست چہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ ام کہ بامن میگفت کہ انك ستدرك رجلاً منی اسمہ اسمی وشمائلہ شمائلی۔

یہی روایت بجنسہ علمائے اہلبیت رضوان اللہ علیہم نے بھی درج فرمائی۔ چنانچہ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون میں لکھتے ہیں۔ جسکا ترجمہ ذیل میں تحریر ہے۔

مناقب شہر آشوب میں ہے کہ جابر ابن عبداللہ الانصاری جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت کبیر السن تھے۔ اکثر مسجد رسولؐ میں بیٹھکر کہا کرتے تھے یا باقرؑ یا باقرؑ العلم اہل مدینہ یہ سنکر کہا کرتے تھے کہ جابرؓ مجنون ہوگئے ہیں ہذیان بکتے ہیں۔ جابر کہتے تھے کہ واللہ میں ہذیان نہیں بکتا بلکہ میں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے اے جابرؓ تم ہمارے فرزندوں میں ایک سے ملاقات کروگے جو نسل امام حسین علیہ السلام سے ہوگا اُس کا نام میرا نام ہوگا اور اُس کی سیرت میری سیرت ہوگی وہ باقر علوم نبیینؑ ہے یعنی پھاڑنے والا اور ظاہر کرنے والا علوم انبیائے مرسلین سلام اللہ علی نبینا وآلہ وعلیہم اجمعین کا اذالقیتہ فاقرۂ منی السلام جب تم سے اُس سے ملاقات ہو تو تم اُس کو میرا سلام کہنا۔ بس یہی باعث ہے جو میں اِس طرح سے پکارتا ہوں۔

ایک روز ایک مقام پر امام محمد باقر علیہ السلام جابرؓ کو مل گئے۔ جابرؓ نے کہا اے میرے صاحبزادے قریب آؤ جب وہ قریب آئے۔ تو کہا پیچھے جاؤ۔ جب وہ پیچھے ہٹ گئے تو جابرؓ نے کہا واللہ یہی چال ڈھال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔ پھر پوچھا کہ اے صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے کہا میرا محمدؑ نام ہے جابرؓ نے کہا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں علی ابن الحسین علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔ جابرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تمہیں باقرؑ ہو آپ نے کہا ہاں میں ہی باقرؑ ہوں۔ جابرؓ نے یہ سُنکر آپکے

سر کا بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو سلام کہا ہے۔

بعض علما کی معتبر تالیفات سے یہ بھی مستفید ہوتا ہے کہ اِس واقعہ کے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ کہ اُن کے اور جابرؓ کے فیمابین واقع ہوا تھا۔ بیان کیا۔ آپ نے اپنے سعادتمند فرزند کو تاکید کردی کہ اب گھر سے زیادہ باہر نہ نکلا کرو کیونکہ تمہارے اِن فضائل و مراتب کو دیکھکر بہت سے لوگ تم سے حسد کر کے تمہاری مضرت اور آزار رسانی کے باعث ہوں گے۔

بہرحال ان واقعات سے امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل و مدارج تو ثابت ہی ہوتے ہیں مگر مناقب اور صواعق محرقہ کی روایتوں سے۔ جن کے ایک راوی یہی جابرؓ اور دوسرے راوی جندل ہیں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت اور اُن کی فضیلت و شرافت بھی ثابت ہوتی ہے۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ذوات مقدسہ کے فضائل [illegible] مراتب کے اظہار کی غرض سے ان معتبر راویوں کو ان حضرات سے مشرف بشرف زیارت ہونے کی پوری بشارت بھی دیدی تھی۔ چنانچہ پہلی روایت میں نعثل یہودی کو بتلا بھی دیا گیا کہ تو ہمارے فرزند امام چہارم حضرت علیؑ ابن الحسین علیہما السلام کے زمانہ تک زندہ رہیگا اور دنیا میں تیری آخر غذا دودھ کا شربت ہوگا چنانچہ نعثل یہودی جناب مخبر صادق علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تک زندہ رہکر اور آخر وقت دودھ کا شربت پیکر دنیا سے چل بسا۔ اسی طرح جناب جابر انصاری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مشرف بزیارت ہونے کی بشارت پہنچائی گئی۔ جیساکہ ابھی ابھی پورے طور سے ناظرین کتاب کو معلوم ہوئی۔

جابر انصاری اور امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا واقعہ ایسا مشہور اور متواتر بین الجمہور ہے کہ متقدمین سے لیکر متاخرین تک۔ ہر طبقہ کے محدثین اور ہر زمانہ کے مورخین نے اس واقعہ کو اپنی اپنی تالیفات میں قلمبند کیا ہے۔

بعض علما کی تصانیف سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اِس واقعہ کے بعد سے جابر انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ روزانہ معمول ہوگیا تھا کہ امام علیہ السلام کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوتے

تھے اور شرف زیارت سے مشرف ہو کر اپنے گھر واپس جاتے۔ اِس عرصہ میں اِس واقف علوم ربانی اور اِس کاشف رموز یزدانی نے اکثر ایسے حقائق کی تعلیم اُن کو پہنچائی جو سوائے نبیؐ یا امام کے کسی دوسرے سے معلوم ہونا قطعی طور پر ناممکن تھا۔

مگر زمانہ کی ناقدری اور اہلِ زمانہ کی ناتوجّہی اُن دنوں کچھ ایسی بڑھی ہوئی تھی جس نے بدقسمت اہلِ اسلام کے بہت بڑے حصہ کو ایسے باکمال اور جامع بزرگوار کی فیوض تعلیم سے محروم رکھا اور اُن کی بدقسمتی کچھ ایسی ترقی کر گئی کہ وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اِس خلوص و عقیدت پر منہ آنے لگے اور اِن کو امام عالی مقام کی خدمت میں آنے جانے سے روکتے رہے یہانتک تو نوبت پہنچ گئی کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام جب بواسطہ اپنے آبائے طاہرینؑ کے کوئی روایت یا حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے تھے تو لوگ اُسے نہیں مانتے تھے اور جب آپ فرماتے تھے کہ جابرؓ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں روایت کی ہے تب اُسکو فوراً قبول کر لیتے تھے۔ ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مگر استغفر اللہ ربی۔ اِس ناتوجّہی اور بے اتفاقی نے شان امام کی کوئی منقصت نہیں کی بلکہ نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ کے یہی بدقسمت اور محروم ازلی بادیہ ضلالت میں ہمیشہ کے لئے گم شدہ اور پریشان کے پریشان رہے اور ہدایت و رشادت کے حبل المتین اور صراط المستقیم اُن کے ہاتھ نہ آنے والی تھی۔ وہ نہ آئی۔ نہ آئی۔

امام محمدؑ باقر علیہ السّلام کی امامت کا زمانہ

امام زین العابدین علیہ السلام نے ۹۵ھ ہجری میں انتقال کیا۔ یہ تو فریقین میں امر مسلّم ہو چکا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منصب امامت پر فائز ہوئے۔ جسکے ثبوت میں ہم کو کسی شہادت کے درج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم اپنے سلسلۂ بیان کے قایم رکھنے کی خاص ضرورت سے علامہ ابن حجر عسقلانی کی تحریر ذیل میں لکھے دیتے ہیں۔ وھو ھذا

صواعق محرقہ میں بذیل ذکر اولاد جناب امام زین العابدین علیہ السلام تحریر ہے۔ وخلف احد عشر ذکراً واربع اناث وارثه منهم علماً وعبادة وزهداً ابو جعفرؑ

محمد الباقر علیہ السلام امام زین العابدین علیہ السلام نے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں پیچھے چھوڑیں۔ اُن کے علم و عبادت اور زہد کی رو سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام آپ کے وارث اصلی ہیں۔

بہرحال آپ کے امامت کے زمانہ میں بھی وہی مشاغل تھے جو آپ کے والد بزرگوار کے مشاغل تھے۔ عبادت الٰہی اور اوراد و وظائف سے فراغت پاکر جسقدر وقت بچتا تھا وہ علوم دینیہ اور احکام شرعیہ کی تعلیم و تدریس میں صرف فرماتے تھے اور جن سعادتمندوں کو مبدءِ الٰہی سے ان نعمات الٰہی کے حاصل کرنے کی توفیقات عنایت ہوئی تھیں وہ حاضرِ خدمت ہو کر آپ کی خدمت بافیوض حاصل کیا کرتے تھے۔ اور ان علوم کی تعلیم سے مستفاد و مستفید ہوتے تھے۔ علمائے اہلبیتؑ کی کتب رجال میں ان مقدس بزرگواروں کے نامِ نامی نہایت تفصیل سے علیحدہ علیحدہ مندرج ہیں۔ ان ذوات مقدسین کے علاوہ بہت سے اہلسنت کے محدثین اور تابعین بھی آپ کی خدمت میں حاضر رہکر آپ کے چشمۂ علوم سے سیراب اور فیضیاب ہوا کرتے تھے۔ جن میں۔ عطاء۔ ابن جریح۔ ابوحنیفہ۔ زُہری۔ اور امام اوزاعی کے نام خصو[illegible]ت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سواد اعظم اہل سنّت والجماعت کے مقتدا اور معتبر پیشوا کہلاتے ہیں۔ جن کی اقتدا ایمان اور جن کی عقیدت عین اسلام تسلیم کی جاتی ہے۔

امام باقر علیہ السّلام کا کوئی تعلق سلطنت یا کاروبار ملکی کے ساتھ نہیں پایا جاتا جس طرح امام زین العابدین علیہ السلام نے کربلا سے معاودت فرمانے کے بعد امور ملکی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں فرمائی اُسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام نے اِس کی طرف کسی قسم کی توجہ نہیں کی۔ اِس میں شک نہیں کہ سلاطین امویہ کے پورے عروج و اختیار کے زمانہ میں آپ نے بھی اپنا زمانہ پایا ہے اور اُن کی پوری قوت اور اختیار کے وقت میں آپ نے اپنی حیات کے ایام بھی گزرانے ہیں مگر کبھی اِن کی دنیاوی ہیبت و نموداری اور سطوت و جہانداری کی وجہ سے آپ کی خاطرِ فیض مآثر پر کبھی کسی قسم کے خوف یا دہشت کا احساس نہیں ہوا۔ اور بہ نہایت اطمینان سے۔ جو امور کہ آپ کی ذات قدسی بابرکات سے مخصوص تعلق رکھتے تھے اُن کی تعلیم فرماتے تھے۔ اور اُن کے اجرا اور قایم رکھنے میں سلطنت نے سخت مزاحمتوں سے کام بھی نہیں لیا۔

سلطنت کو امام کی مشورت کی ضرورت

ہم کو اسلامی تاریخوں میں اُس زمانہ کا کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس سے امام محمد باقر علیہ السلام کی مداخلت کسی امور ملکی میں ثابت ہوتی ہو صرف ایک موقع پر عبد الملک یا ولید ابن عبد الملک کے زمانہ میں آپ کا ذکر پایا جاتا ہے جس کی اجمالی کیفیت یوں ہے کہ قیصر روم نے مخالفت اسلام یا غرور سلطنت کے باعث سے عبد الملک کو لکھ بھیجا تھا کہ اب جو سکّے ہمارے ملک میں ڈھالے جائیں گے اُس میں مخالف اسلام کلمات منقوش کرائے جائیں گے اُس نے یہ دباؤ اسوجہ سے دکھلایا تھا کہ اُسوقت تک بلاد اسلامیہ میں ضرب دینار کا رواج قائم نہیں ہوا تھا۔ اور رومی سکّوں کا چلن جاری تھا۔ اہل اسلام مجبور ہو کر آخر کار انہی سکّوں سے اپنا کام نکالتے تھے۔ عبد الملک نے یہ اعلان پڑھکر ایک بہت بڑے شورے کی مجلس قائم کی جس میں تمامی اکابر وصنادید عرب جمع ہوئے ان حاضرین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے۔ ضرب دینار کی تجویز منظور ہو کر جب اس امر کے تصفیہ اور تنقیح پر بات آلگی کہ اب اسلامی دینار کی کیا صورت ہونی چاہیئے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسلامی سکہ کے ایکطرف لا الٰہ الا اللہ اور دوسری جانب محمدؐ رسول اللہ تحریر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ یہی امر تسلیم کیا گیا اور اُسی دن سے اسلامی سکہ اجمالی نے رواج پایا۔

ایسا ہی واقعہ ایک اور ہشام ابن عبد الملک کے زمان سلطنت میں پیش آیا جس میں فرمانروائے عصر کو امام زمانہ اور حجت خدا کی استمداد واستعانت اور ارشاد وہدایت کی سخت ضرورت واقع ہوئی اُس کی تفصیل یہ ہے کہ ہشام کے زمانہ میں شام وعراق کے آنے والے حجّاج کو مکہ کے راستہ میں ایک منزل پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا کرتا تھا۔ غریب حجّاج اس منزل کی بے آبی اور اپنی اضطراب وبیتابی کا خیال کرکے منزل دو منزل پہلے سے اپنا سامان جمع کر لیا کرتے تھے کہ اُس منزل تک کفایت کر سکے مگر بعض اوقات یہ انتظامات بھی ناکافی ثابت ہو جاتے تھے اور بہت سے غریب حجّاج پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس منزل پر جاں بحق تسلیم ہو جاتے تھے۔ اس مصیبت کی شکایت اہل اسلام میں ہمیشہ بنی رہتی تھی۔ وہاں کی زمین بھی حجاز کی تمام زمینوں سے ایسی سنگلاخ تھی کہ وہاں زمین سے پانی نکالنا گویا آسمان سے پانی لانا تھا۔ آخر کار حجّاج کی اس ناقابل برداشت مصیبت پر

سلطنت نے توجہ کی اور وہاں ایک بہت بڑے کنوئیں کھودے جانے کا حکم دیا۔ ہشام نے اِس کنوئیں کی تعمیر کا اہتمام خود اپنے ذمہ لیا اور اپنے میرعمارت کو مزدوروں اور کام کرنیوالوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اُس مقام پر بھیجا۔ غرضکہ محکمہ عمارت کا سلطانی اسٹاف اُس مقام پر پہنچکر اپنے کام میں مصروف ہوا۔ ہندوستان کی کچھ زمین تو تھی ہی نہیں۔ کہ آج کام لگا اور کل تیار۔ وہ عرب کی زمین اور پھر عرب میں بھی کس حصّے کی۔ حجاز کی۔ دن دن بھر کی جانکاہ محنتوں میں ہاتھ دو ہاتھ زمین کا کھد جانا بھی غریب کام کرنیوالوں کے لئے بہت غنیمت تھا۔ اِس باعث سے ہمارے یہاں کے حسابوں دنوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام برسوں میں تمام ہوا۔ خدا خدا کرکے کام کرنے والے پانی کی سطح سے قریب پہنچے تو پھر اُس دشواری سے سامنا ہوا جس کا دفعیہ انسانی قوتوں سے قطعی محال تھا۔

اُس کی صورت یہ ہوئی کہ جب یہ کام کرنے والے کام کرتے ہوئے سطح آب کے قریب پہنچے تو یکایک اُس کی ایک جانب سے ایک سوراخ ہوگیا اور ایک ایسی گرم اور جُھلسا دینے والی ہوا پیدا ہوئی جس سے تمام کام کرنے والوں کے بدن جلنے لگے۔ اور شدت حرارت سے قریب تھا کہ اُن کے [illegible]ن پر آبلے پڑ جائیں۔ اُن کے دم رُکنے لگے اور بدن جلنے لگے۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ وہ جماعت کی جماعت دم کے دم میں بیدم ہوکر وہیں ٹھنڈی ہوگئی۔ اور اُن میں سے کوئی بھی جانبر نہو سکا۔ اوپر کے لوگ دیر تک اِن نیچے کام کرنے والوں کا انتظار کرتے رہے جب کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی تو تفحص احوال کی غرض سے اُن میں سے اکثر کنوئیں کے اندر اُترے۔ اُن کی بھی وہی حالت ہوئی۔ غرضکہ جو اُترا وہ وہیں فنا ہوا اور جو گیا وہ وہیں رہا۔ اور پھر لوٹکر اُس کی آواز تک اوپر نہ آئی۔ جب تمام اسٹاف کے لوگ دو ثلث سے بھی زائد ضائع ہو چکے اور اُن کی ہلاکت کی کوئی وجہ نہ معلوم ہو سکی تو میرعمارت نے مجبور ہوکر اپنے کارِ متعلقہ سے ہاتھ اُٹھایا اور ہشام ابن عبدالملک کے دربار میں حاضر ہوکر سارا ماجرا کہہ سُنایا۔

اِس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی تمام دربار میں سناٹا ہوگیا اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور حیثیت کے مطابق اِس کے اسباب اور باعث ڈھونڈھنے لگا۔ بارِ دیگر قوی دل والے پُرہمت۔ صاحبانِ عقل و حکمت عرصہ تک اِس اسرار کی حقیقت دریافت کرنے کے مختلف ذریعے ڈھونڈھتے رہے۔ بہت سے اجل رسیدہ آدمی بھی اُس میں کئی بار بھجلائے گئے مگر اُن کے نتیجے بھی وہی آنکھوں کے سامنے پیش آئے۔ جو اِس سے پہلے کئی بار مشاہدہ ہو چکے تھے

آخر کار یہ غور اور فکر کرنے والی جماعت بھی تھک کر بیٹھ رہی۔
مگر چونکہ اِس کی تعمیر میں سلطنت کا صرف کثیر ہو چکا تھا اور بہت سے لوگوں کی غریب جانیں اِس کے پیچھے تلف ہو چکی تھیں۔ اِس کے علاوہ اُس مقام پر آب رسانی کی ضرورت بھی ایسی ہی لازمی اور ناگزیر تھی۔ جس کی وجہ سے ہشام نے اپنے ارادے کو چھوڑنا کسی طرح پسند نہیں کیا۔ حج کا زمانہ قریب تھا۔ دمشق سے مکّہ آیا اور یہاں پہنچکر ایک بہت بڑی مجلس قایم کی اور ہر طبقہ کے لوگوں کو اُس میں جمع کیا۔ انہی لوگوں میں امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے۔ جب یہ مجلس تمام اکابر اور عمائد سے بھر گئی تو ہشام نے اُن کے سامنے صورت واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ کہہ سُنائی۔
جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے صورت واقعہ سُنکر فرمایا کہ جب یہ امر اِس حدِ خاص تک پہنچ چُکا ہے تو وہ بے شک ایک ایسے سرِ خداوندی کے متعلق ہوگا جس کے جاننے اور پہچاننے سے فہم انسانی بالکل مجبور اور عاری ہے۔ آپ کے کلام ہدایت انضمام پر سُنکر تمام حاضرین نے تو خاموشی اختیار کی مگر ہشام نے اصلی کیفیت معلوم کرنے کے لئے امام علیہ السلام سے بہت اصرار کیا تو آپ نے اُس کے اصرار کے جواب میں ارشاد کیا کہ میں اُس مقام کو دیکھکر اُسکے حالات سے اطلاع دونگا۔
ہشام نے اِس کو منظور کیا۔ آپ نے وہ مقام ملاحظہ فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ یہ اہل احقاف کے رہنے کی جگہ ہے اور اہل احقاف وہ گروہ ہے۔ جو امم سابقہ کے قدیم زمانہ میں معذب بعذابِ الٰہی ہو چکا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں اُن کی آبادی تھی۔ یہیں وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ امتداد ایام کی وجہ سے اُن کی اصلی زمین ہمارے زمانہ میں اتنی نیچے پڑ گئی۔ یہ تو معلوم ہے کہ تعداد ایام اُس قادر و توانا کے کسی فعل میں کوئی تغیر نہیں پیدا کر سکتا۔ اِس لئے اگرچہ اہل احقاف کے واقعات کو ایک مدت مدید گزر چکی مگر اسوقت تک اُن کے اُس عذاب کے جس میں وہ گرفتار تھے۔ آثار ابھی تک ویسے ہی قایم اور باقی ہیں۔
یہ گرم اور جھلسا دینے والی ہوا جو اتنے لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی ہے۔ وہ وہی ریح عقیم ہے۔ جو خداوند تعالےٰ کی طرف سے اِس قوم زبوں افعال کے تباہ و برباد کرنے کے لئے مسلط ہوئی تھی جس کا ذکر تمہارے خدا نے تمہاری کتاب مقدس میں بھی کیا ہے جس کو تمنے بھی ہزاروں بار پڑھا ہوگا اور آج تک اُس کی ماہیت سے واقف نہو سکے۔ اب میں نے اُس کی پوری ماہیت

تم کو بتلادی اور اُس کی پوری کیفیت تمکو دکھلادی۔ مناسب ہے کہ تعمیر چاہ کا کام اِس مقام پر بند رکھا جاوے اور یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہٹ کر کنواں کھودا جاوے۔ وہاں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ آسانی سے پانی نکل آئیگا اور کنواں بن جائیگا چنانچہ ہشام ابن عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ وہ کنواں جسقدر کھودا گیا تھا۔ بھروا دیا گیا۔ اور بارِ دیگر اُس مقام پر جہاں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بتلایا تھا دوسرا کنواں کھدنا شروع ہوگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کنواں تیار ہوگیا اور حجاج و دیگر مسافرین کی تمام تکلیفیں رفع ہوگئیں۔ دیکھو حیات القلوب جلد دوم ملا مجلسی علیہ الرحمہ بیان ریح عقیم و سورۂ احقاف۔

اسلامی دنیا میں عبدالملک۔ ولید اور ہشام کا زمانہ خاصکر تحقیقات کا زمانہ کہا جاتا ہے اور بہت بڑے محدثین۔ مفسرین۔ علما اور فضلا کی عظیم الشان صورتیں ان کے دربار کے مرقع میں دکھلائی جاتی ہیں مگر سخت تعجب کی بات اور بہت بڑی حیرت کا مقام ہے کہ باوجود اپنی وسیع استعداد اور جامعیت کے اُن میں سے کوئی متنفس بھی اہل احقاف کے واقعات اور ریح عقیم کے اخبار و آثار کو نہ بتلا سکا۔ یہ نہیں کہ اُنھوں نے کلام الٰہی میں سورۂ احقاف کو نہ پڑھا ہو یا ریح عقیم کے لفظ سے وہ بالکل ناآشنا رہے ہوں مگر نہیں اُنھوں نے پڑھا مگر وہ ان دونوں الفاظ کی نسبت صرف اسیقدر سمجھے ہوئے تھے کہ احقاف ایک گروہ کا نام ہے اور ریح عقیم جلادینے والی گرم ہوا کو کہتے ہیں اور بس اس سے زیادہ نہ وہ سمجھے تھے اور نہ زیادہ سمجھنے کی اُن کو تکلیف دی گئی تھی۔ اب یہ قوم کیسی تھی۔ اِس کے لوگ کیسے تھے۔ اُن کے رفتار و کردار کس طرح کے تھے۔ اُن کے رہنے کا اصلی مقام کہاں تھا۔ اُن کے وہ کونسے گناہ تھے جن کی پاداش میں اُنپر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ پھر اُس عذاب الٰہی کی کیا صورت تھی۔ یہ ہی اسرار خداوندی ہیں جس کا علم خاصان خدا کے مقدس گروہ تک محدود رکھا گیا ہے۔ یہ نہ کسی اخبار و آثار کے پڑھنے لکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور نہ دنیاوی ثروت و اقتدار کے دستیاب ہونے سے مل سکتا ہے۔ بلکہ یہ وہ علوم ہیں جو دربار ایزدی سے اُنہیں بزرگواروں کو تفویض ہوتے ہیں جو اُس کی طرف سے منصب جلیلہ رسالت و امامت پر فائز ہوتے ہیں واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

ہم اِس سے قبل بھی ان حضرات علیہم السلام کے حالات میں اکثر دکھلاتے آئے ہیں اور انشاءاللہ المستعان آیندہ اور کتابوں میں بھی برابر دکھلاتے آئینگے کہ فرمانروایان ملکی کو گرچہ

اِن ذوات ملکی صفات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اِن کی کسی قسم کی رعایت اور مروت بھی ملحوظ نہیں تھی۔ بلکہ تمام محاسن کے خلاف میں۔ اِن کے ساتھ عداوت۔ مخالفت اور ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا تھا۔ اِن کے نام مٹانے۔ فضائل و مراتب کے گھٹانے اور اپنے نام بڑھانے اور اپنے عزو ثروت اور شان و شوکت دکھلانے میں جیسی جیسی جی توڑ کوششیں کی جاتی تھیں وہ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مگر جب کبھی ایسے مشکل موقعے آجاتے تھے اور ایسی دشواریوں سے سامنا ہو جاتا تھا تو پھر سوائے اِن حضرات کی استمداد و استعانت کے کسی طرح کام نہیں نکلتا تھا۔ ہشام یا ہشام کے درباری تو تابعین کے طبقہ میں شمار کیئے جائیں گے۔ ہم خیر القرون کے اعلا زمانہ میں جس میں صحابۂ کرام کے وصف اضافی سے ہر متنفس موصوف بتلایا جاتا ہے۔ اور جن کو صحبت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض سے مستفاد و مستفید ٹھہرایا جاتا ہے۔ دکھلا آئے ہیں کہ وہ حضرات بھی باوجودیکہ امت اسلام کے مقتدا اور ممالک شرعیہ کے فرمانروا تسلیم کیئے جاتے تھے۔ مگر تاہم اِن مشکل اور دشوار وقتوں میں ہر طرف سے مجبور و مایوس ہو کر اُسی بزرگوار کی ہدایت و ارشاد کے محتاج ہوتے تھے جو خدا و رسولؐ کی طرف سے علوم لدنیہ کا اصلی وارث اور احکام شرعیہ کا حقیقی عالم تھا اقضاکم علیا جس کے حسن جامعیت کا آئینہ تھا اور انا من مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا جس کے عارض قابلیت کا غازہ۔ تب ہی تو حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت میں عام طور سے یہ حکم مشتہر کرا دیا تھا کہ لا یفتین احد فی المسجد وعلیؑ حاضر کوئی شخص مسجد میں فتوے نہیں دے سکتا جس وقت علی علیہ السلام موجود ہوں کما فی استعباب امام عبد البر مکیؔ۔

اِس کے علاوہ پچاسوں بار اِن حاجت روائیوں اور عقدہ کشائیوں کو براۃ العین ملاحظہ فرما کر کہہ چکے ہیں لا ابقانی اللہ بعدك یا علیؑ خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے یا علی علیہ السلام علامہ خجندی اور اسی طرح کہا ہے لو لا علیؑ لھلك عمر اگر علیؑ علیہ السلام نہوتے تو عمر مارے جاتے۔ ایسے ہی ارشاد کیا ہے اعوذ باللہ من مضعلۃ لیس لھا ابو الحسنؑ میں ہمیشہ اُس مشکل سے پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابو الحسن علیہ السلام نہوں۔ پھر یہ بھی کہا ہے۔ یا ابن ابیطالبؑ ما زالت کاشف کل مشتبہ وموضح کلّ حکم اے پسر ابیطالب علیہ السلام تم ہمیشہ سے ہر شبہ کے کھولنے والے اور تمام احکام کے ظاہر کرنیوالے

ہو کنزالعمال۔ پھر یہ بھی دعا مانگی گئی ہے اللھم لا تنزل بی شدۃ الا ابو الحسن الی جنبی خدا مجھ پر کوئی بلا نازل نہ فرمائے اُسوقت کہ جسوقت ابو الحسن علیہ السلام میرے پہلو میں نہ ہوں۔ ریاض النظرہ

یہ ایسے ہی دشوار وقت ہوتے تھے اور ایسی ہی قیامت کی مجبوریاں۔ جو اُن حضرات کو اِن ذوات مقدسہ کے اظہارِ مناقب و محامد پر مجبور کر دیتی تھیں اور الفضل ماشھدت بہ الاعداء کے حقیقی معنیوں کو دنیا کی نگاہوں میں دکھلا دیتی تھیں۔ اور سچ تو یوں ہے کہ اِن امور کی کشود کار بھی سوائے اِن خاصانِ خدا کے دوسروں سے قطعی محال تھی۔

بہر حال اِن دونوں واقعات کے بعد اب ہم حسب الوعدہ۔ جیسا اوپر لکھ آئے ہیں۔ آپ کے اُن ارشاد و ہدایت کے واقعات درج کرتے ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ نے ہدایت عامّہ کے لحاظ سے تمام اہل اسلام کو پہنچائے ہیں اور اُن علوم کے تعلیمی حالات قلمبند کرتے ہیں جو آپ کی ذات مستغنی الصفات سے تمام خلائق کو پہنچی ہیں۔ تمام اسلامی مورخین محدثین علما اور فضلاء کا قول ہے کہ جتنے علوم دنیا میں آپ سے ظاہر ہوئے وہ اہلبیت طاہرین (اولاد امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام) سلام اللہ علیہم اجمعین میں کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ علم التفسیر علم الکلام۔ احکام شرع۔ حلال و حرام سب آپ سے رواج پائے۔ محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام کی خدمت میں تیس ہزار حدیثیں یاد کیں۔ جابر ابن عبداللہ الانصاری جو صحابہ کرام کے مشہور ترین بزرگوں میں سے ہیں۔ وہ برابر حضرت کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور حضرت سے استفادہ کیا کرتے تھے اور مسائل پوچھا کیا کرتے تھے۔ لواعج الاحزان صفحہ ۳۴۶۔

اب ہم چند واقعات آپ کی مقدس تعلیم و تلقین کے متعلق ذیل میں لکھتے ہیں۔ وھو ہذا

اوّل ایک مرتبہ عمر ابن عبید (رئیس فرقہ معتزلہ) نے حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیہ اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنھا یعنی آسمان و زمین پہلے دونوں بستہ تھے۔ ہم نے ان کو شگافتہ کیا۔ سے کیا مراد ہے آپ نے ارشاد فرمایا آسمان پہلے بند تھا۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ کوئی قطرہ آسمان سے زمین پر نہیں برستا تھا۔ اور زمین بستہ تھی اِس سے مطلب یہ ہے کہ زمین پر کسی قسم کی گھانس نہیں جمتی تھی۔ جب خدائے سبحانہ تعالےٰ نے حضرت آدم علےٰ نبینا و آلہ وسلم کی توبہ قبول فرمائی تو زمین کو حکم دیا۔ زمین

شگافتہ ہوئی۔ نہریں جاری ہوئیں۔ درخت نکلے۔ پھل لگے۔ آسمان کو حکم فرمایا۔ ابر آیا اور اُس سے پانی برسنے لگا۔ پس یہی مراد۔ رتق وفتق سے ہے۔

دوم ایک شخص نے ایک شیر خوارہ لڑکی سے عقد کیا۔ اُسکی بڑی زوجہ نے اُسے دودھ پلادیا ابن شبرمہ کے پاس جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو اُسنے کہا کہ اُس شخص پر وہ لڑکی صغیرہ حرام ہوگئی باسلئے کہ اُس کی نواسی ہوگئی۔ اور دونوں زوجہ بھی حرام ہوگئیں اسلئے کہ وہ دونوں اُس کی ساس ہوگئیں جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ابن شبرمہ نے غلطی کی۔ اُسپر زوجہ صغیرہ حرام ہوئی اور وہ عورت جس نے اُسے پہلے دودھ پلایا اور آخر والی زوجہ اُس پر حرام نہ ہوئی کیونکہ اُسنے تو اپنے شوہر کی بیٹی کو دودھ پلایا ہے۔

سوم اسی طرح طاؤس یمانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تمام انسان کے تیسرے حصہ لوگ کب ہلاک ہوئے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ثلث انسان تو کبھی نہیں مرے بلکہ تم کو یوں پوچھنا چاہیئے۔ کہ ربع انسان کب مرے پس معلوم کرو کہ ربع انسان اُس روز مر گئے۔ جب قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کیا۔ اُسوقت چار آدمی تھے۔ آدمؑ۔ حواؑ۔ ہابیلؑ اور قابیل۔ ہابیلؑ کے قتل ہونے سے ایک ربع کم ہوگیا۔ طاؤس نے پوچھا [illegible] انسان پھر کس کی نسل سے پیدا ہوئے۔ قاتل کی اولاد سے یا مقتول کی اولاد سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہ قاتل کی اولاد سے نہ مقتول کی۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند اور جناب وصی شیثؑ علیہ السلام کی نسل سے سب لوگ پیدا ہوئے۔ پھر طاؤس نے پوچھا کہ وہ کون چیز ہے جو تھوڑی حلال ہے اور بہت حرام۔ ارشاد ہوا کہ وہ نہر طالوت ہے۔ اِس نہر کا پانی زیادہ پینا حرام تھا اور ایک چلو پینا حلال تھا۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الا من اغترف غرفة بیدہٖ پھر اُس نے پوچھا صلوات بغیر وضو کے کیونکر ہو سکتی ہے اور وہ دروازہ کونسا ہے جسمیں کھانا پینا جائز تھا اور وہ کیا چیز ہے جو کم ہوتی ہے زیادہ نہیں ہوتی اور وہ کونسی چیز ہے۔ جو ایک مرتبہ اُڑی تھی اور پھر نہ کبھی قبل اُڑی اور نہ بعد وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے سچی گواہی دی اور جھوٹی گواہی بھی دی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اُس کے سوالوں کا بالتفصیل جواب اِس طرح دیا کہ صلوات بغیر وضو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہے صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما اور وہ دروازہ جس میں کھانا پینا جائز تھا وہ صوم صمت تھا۔ جو حضرت مریمؑ

علیہا السلام نے رکھا تھا انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا اور جو چیز گھٹتی بڑھتی ہے وہ ماہتاب ہے۔ اور جو بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی وہ سمندر ہے اور جو چیز گھٹتی ہے بڑھتی نہیں وہ عمر ہے اور جو چیز کہ ایک مرتبہ اُڑی وہ کوہ طور ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر فرمایا گیا ہے واذا نتقنا الجبل فوقہم کانہم ظلہ اور وہ لوگ جنہوں نے پہلے سچی گواہی دی پھر جھوٹ۔ وہ منافقین ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکذبون۔

چہارم اسی طرح ایک شخص شام کا رہنے والا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ خانۂ کعبہ کس زمانہ سے ہے آپ نے ارشاد فرمایا جب خداوند تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ملائکہ سے کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ یعنی میں روئے زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرونگا تو ملائکہ نے بہت واویلا کی اور کہا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویفسک الدما یعنی تو روئے زمین پر ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کریگا جو اُس میں فساد کرے اور خونریزی کرے حالانکہ ہم لوگ [illegible]ری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ پھر خدا نے فرمایا انی اعلم مالا تعلمون جس بات کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ تب فرشتوں نے سمجھا کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ جو خدا کے فعل پر اعتراض کیا۔ نادم ہو کر سب عرش الٰہی کے گرد گھومنے لگے اور پناہ مانگنے لگے اور اپنی اس لغزش سے توبہ کرتے تھے یہانتک کہ جب سات دورے کئے تو خدائے سبحانہ تعالےٰ نے اُن کو عفو فرمایا اور حکم دیا کہ تم سب زمین پر جاؤ اور وہاں ایک گھر بناؤ کہ میرے بندوں میں سے جو گنہگار ہو وہ تمہاری طرح اس کا طواف کرے تو میں اُس سے اسی طرح راضی ہوں گا جس طرح تم سے راضی ہوا۔ پس وہ فرشتے آئے اور اُس مکان کو بنا گیا۔ وہ مکان کعبہ ہے۔

پھر اُس نے پوچھا کہ حجر الاسود کب سے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب خداوند عالم نے بنی آدم سے روز الست اقرار لیا تو قلم سے کہا کہ ان کے اقرار کو اور جو قیامت تک ہونیوالا ہے لکھ۔ قلم نے جب لکھا تو اُس فرشتے کو خدا نے اُس پتھر میں امانت رکھا۔ اسی سے لوگ اُسے بوسہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں اللھم امانتی ادیتھا ومیثاقی تعاھدتہ لیشھد لی عندک بالوفاء خداوندا میں نے اپنی امانت کو ادا کیا اور اپنے عہد کو جو تیرے ساتھ کیا تھا پورا کیا۔ پس یہ میرا گواہِ وعدہ وفائی ہے تیرے نزدیک۔

پنجم۔ ایک شخص نے مرنے کے وقت وصیت کی کہ ایک ہزار درم میرے مال سے خانہ کعبہ کے لئے نذر بھیجدینا۔ وصی یہ رقم لیکر مکہ میں آیا تو حیران ہوا کہ ان روپیوں کو کیا کروں تو اُسکو لوگ ابن ابی شیبہ کے پاس لے آئے۔ اُس نے کہا کہ تم یہ روپیہ ہمیں دے دو تم بری الذمہ ہو جاؤ گے جب اُس نے اِس امر کو امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خانۂ کعبہ اِن روپیوں کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ دیکھو۔ اگر کوئی حج کو آیا ہو اور اُس کے پاس زادِ راہ نہ ہو۔ یا سواری نہ ہو جس کی وجہ سے وہ گھر تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ ایسے لوگوں کو یہ روپیہ دیدو۔

معجزات امام محمدؑ باقر علیہ السلام

اب ہم انہی واقعات کے ذیل میں آپ کے چند معجزات بھی قلمبند کرتے ہیں۔ جو آپ کی ذاتِ ملکوتی صفات سے ظاہر ہو کر اہلِ اسلام کی ہدایت و رہنمائی کے باعث ہوں۔

اوّل جابر ابن عبداللہ الانصاری سے منقول ہے کہ میں ایک دن آپ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ سے کچھ مانگا۔ آپ نے فرمایا کہ اسوقت میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اتنے میں ایک شاعر حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ایک قصیدہ دلکش آپ کے حضور میں پڑھوں۔ حضرت نے اجازت دی۔ جب وہ پڑھ چکا تو آپ نے غلام سے فرمایا کہ حجرہ کے اندر سے روپیہ کا کیسہ اُٹھالا۔ جب شاعر نے وہ کیسہ پُر از زر دیکھا تو عرض کی یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اجازت ہو تو میں اپنا دوسرا قصیدہ بھی آپ کی منقبت میں پڑھوں آپ نے فرمایا۔ ہاں پڑھ۔ چنانچہ اُس نے دوسرا قصیدہ پڑھا اور امام علیہ السلام نے اُتنا ہی روپیہ اور ویسا ہی کیسہ پھر اُس کو عطا فرمایا۔ اب تو اُس کی طمع اور بڑھی اور اُس نے عرض کی یا ابن علی مرتضےٰ علیہ السلام اگر اذن ہو تو میں اپنا تیسرا قصیدہ بھی عرض کروں۔ ارشاد ہوا اچھا پڑھو۔ اُس نے وہ تیسرا قصیدہ بھی خدمتِ مبارک میں پڑھا۔ آپ نے پھر اُسے اُتنا ہی روپیہ اور ویسا ہی سر بمہر کیسہ عنایت فرمایا۔ اب تو یہ حال دیکھکر اُس کے حواس اُڑ گئے اور عرض کرنے لگا مولا اس مال کی کچھ حاجت اور ضرورت نہیں۔ میں نے جو کچھ خاندانِ والا کی مدح سرائی کی ہے وہ دنیا کے لالچ سے نہیں بلکہ قربت خدا اور نجاتِ آخرت کے حصول کی غرض سے۔ مالِ دنیا میری نگاہوں میں کچھ نہیں اور جو حقِ اطاعت آپ کا

منجانب اللہ میرے اوپر واجب و لازم ہے اُسکے ادا کاری کا مجھکو ہرگز مقدور نہیں ہے۔ اسلئے اُن حقوق مفروضہ کی ادا نکاریوں کے عوض ہیں۔ آپ کی مدحت سرائی کو جہانتک ہو سکے میں غنیمت سمجھتا ہوں۔ اُس کی عقیدت و ارادت کے یہ کلام سُنکر آپ نے اُس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

جابر رضی اللہ عنہ جو یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے۔ آگے بڑھے اور خدمت امام علیہ السلام میں عرض کرنے لگے کہ آپ تو ابھی ابھی فرماتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اتنی بڑی رقم کہاں سے آگئی جو اس شاعر کو عطا فرمائی گئی۔ ارشاد ہوا کہ حجرہ کے اندر جاؤ اور دیکھو کچھ نظر آتا ہے۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم حسب الارشاد حجرہ میں گئے تو وہاں درہم و دینار کے کچھ نشان و آثار نہیں پائے وہاں سے لوٹکر خدمت ہمایوں میں میں نے عرض کی کہ حجرہ میں تو کسی قسم کا کوئی مال نظر نہیں آتا۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ تم لوگوں پر ظاہر ہے۔ مگر اسرار باطن جو ہم پر بحکم خالق اکبر مکشوف ہیں وہ ہمیشہ پوشیدہ رہتے ہیں۔ ہر ایک سے ظاہر نہیں کئے جاتے۔

دوم صاحب روضۃ الصفا نہایت تفصیل کے ساتھ آپکا یہ معجزہ قلمبند کرتے ہیں اُن کی اصلی عبارت یہ ہے۔

ابوالبصیر مکفوف البصر می گوید کہ روزے جناب امام محمد باقر علیہ السلام را گفتم کہ شما ذریّت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہستید فرمود آرے۔ پرسیدم کہ حضرت رسول خدا صلعم وارث جملہ علوم انبیاءؑ بود گفت آرے گفتم کہ شما جملہ علوم رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم را درارث گرفتہ اید فرمود کہ بعنایت حضرت ربانی میراث پدر خویش یافتہ ایم گفتم برایں تقدیر شمارا قدرت ایں باشد کہ مردہ بدعائے شما زندہ شود و نابینا و ابرص از زحمت خویش شفا یابند و ہرچہ مردم بخورند یا ذخیرہ کنند خبر بدہند۔ گفت آرے۔ باذن حق سبحانہٗ تعالےٰ۔ بعد ازاں از من گفت کہ ای ابوبصیر پیش آ۔ چوں پیش رفتم دست مبارک بر چشم من نہاد و گفت یا کافی۔ و بر روے من فرو آورد چشم من بینا شد۔ چنانچہ کوہ و صحرا و ارض و سما را دیدم و باز دست بر روئے من نالید چشم من بحال اصلی رفت انگاہ فرمود۔ اے ابوالبصیر۔ اگر خواہی باذن الٰہی چشم ترا بابینا بیسازم چنانکہ دیدی و حساب تو بر خدائے تعالےٰ باشد و اگر خواہی چشم تو نابینا باشد و بے حساب در بہشت درائی گفتم می خواہم کہ نابینا باشم و بے حساب در بہشت در آیم۔ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۳ جلد ۳

سوم - ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں - عن زید ابن حازم قال کنت مع ابی جعفر علیہ السلام فمر بنا زید ابن علی علیہ السلام اخوہ فقال ابو جعفر علیہ السلام اما رائیت ھذا لیخرجن بالکوفہ ولیقتلن ولیطافن براسہ فمن کان کما قال زید ابن حازم سے منقول ہے کہ میں امام ابوجعفر محمد ابن علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ زید ابن علی علیہ السلام آپ کے بھائی ہمارے پاس سے ہوکر گزرے - جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اُن کو دیکھکر کہا کہ یہ کوفہ کی طرف جائیں گے اور وہاں مارے جائینگے اور ان کا سر شہر میں پھرایا جائیگا - پس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا -

چہارم - ایک شخص جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میرا باپ فاسق و فاجر و ناصبی تھا - وہ مرگیا اور اپنا مال کہیں چھپا گیا ہے - آپ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اُسے دیکھے اور اپنے مال کو اُس سے پوچھے اُس نے کہا کہ البتہ میں محتاج و فقیر ہوں حضرت نے ایک سفید کاغذ پر کچھ لکھا اور فرمایا اس نوشتہ کو آج کی رات بقیعہ میں لے جانا جب درمیان بقیع پہنچنا تو پکارنا یا درجان - غرضکہ اُس نے ایسا ہی کیا - ایک شخص ظاہر ہوا اُس نے اُسکو وہ خط دیدیا - جب اُس نے وہ خط پڑھا تو کہا اچھا تو اپنے باپ کو دیکھنا چاہتا ہے [illegible] یں کھڑا رہ میں اُسے لے آتا ہوں - وہ گیا اور اُس کو لے آیا - میں نے دیکھا کہ ایک شخص بالکل سیاہ ہے بدن میں سیاہ لباس پہنے ہے اور اُس کی گردن میں سیاہ ڈورا بندھا ہے - زبان اُسکی باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ ہانپ رہا ہے - مجھسے کہا کہ یہی تیرا باپ ہے - جہنم کی آگ - دھوئیں اور آب گرم کے پینے سے اِس کی یہ حالت ہوگئی ہے - اُسوقت میں نے اُس سے پوچھا - وہ کہنے لگا کہ اے فرزند میں اپنی زندگی میں بنی اُمیہ کو بہت دوست رکھتا تھا اور تو چونکہ اہلبیت علیہم السلام کو دوست رکھتا تھا اسوجہ سے میں تجھے دشمن رکھتا تھا میں نے اسی لئے اپنا سب مال مدفون کردیا اور تجھے نہ دیا اب میں بہت نادم ہوں - تو میرے باغ میں جا - زیتون کے درخت کے نیچے کھودنا - ایک لاکھ پچاس ہزار دینار نکلیں گے - اُس میں سے پچاس ہزار تو امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچانا اور باقی تو لے لینا - یہ کہکر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا - پس اُس شخص نے ایسا ہی کیا جب امام علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ اے شخص جس نے ہماری محبت میں کمی کی اور حق ہمارا ضائع کیا وہ بعد مرنے کے ضرور نادم ہوا - اگر وہ بصدق نیّت نادم ہوا تو البتہ اُس کی ندامت اُسکو نفع پہنچائیگی

اور اُس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔
پنجم۔ صاحب لسان الواعظین آپ کے معجزات میں لکھتے ہیں کہ جابر ابن جعفر جعفی از امام محمد باقر علیہ السلام پرسید کہ خدائے سبحانہ تعالےٰ فرمودہ وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض یعنی این چنیں می نمائیم با براہیم ملکوت آسمانہا و زمین را۔ آیا چگونہ بودے نمود۔ حضرت اشارہ بہ سقف خانہ فرمود جابر می گوید سقف را متفرق دیدم نورے بہ نظر آمد کہ چشم خیرہ گردید بعد ازاں فرمود بزمیں بنگر نگریستم چوں ببالا نگاہ کردم سقف را بحال اول یافتم فرمود ایں ملکوت آسمانہا است پس دست مرا گرفت و پیراہنے بمن پوشانید واز خانہ بیروں شدیم فرمود دیدہ برہم بنہ۔ برہم نہادم بعد اندکے فرمود چشم بکشا۔ کشادم۔ فرمود ایں ظلمت است کہ سکندر دراں رفت از انجا نیز قدمے پیش نہادہ گفت ایں آبحیات است وہمچنیں پنج عالم را گردش نمودم باز آنحضرت علیہ السلام فرمود کہ ایں ہم ملکوت زمین ہستند۔ باز بامرآنجناب علیہ السلام دیدہ برہم نہادم خود را در خانہ خود دیدم۔ پیراہن را بیروں آوردم گفتم فدایت شوم چہ قدر از روز گذشتہ باشد فرمودہ۔ سہ ساعت۔ لسان الواعظین لکھنؤ
ملا جامی شواہد النبوت میں ذیل کے معجزات مندرج فرماتے ہیں۔
۱۔ ہشام ابن عبد الملک کا مکان تعمیر ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا واللہ یہ مکان گرایا جائیگا اور اسکی بنیاد تک اکھاڑ پھینکی جائیگی۔ لوگوں کو تعجب ہوا لیکن جب ولید بادشاہ ہوا تو اُس نے اِس مکان کو بیخ و بنیاد سے گروادیا۔
۲۔ فیض ابن مطر بیان کرتا ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اِس مسئلہ کے دریافت کے لئے گیا کہ رات کو سفر میں راحلہ پر چلتے ہوئے کس طرف کو نماز پڑھنی چاہئے۔ حالانکہ میں نے ہنوز زبان بھی نہیں ہلائی تھی کہ آپ نے خود بخود ارشاد فرمایا۔ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم یصلی علی راحلتہ حیث توجہت بہ۔
۳۔ ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام سوار جاتے تھے کہ پہاڑ پر سے ایک بھیڑیا اُترا اور آپ سے طالب دعا ہوا۔
۴۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھکو کمال اشتیاق قدمبوسی امام محمد باقر علیہ السلام کا ہوا در میں مدینہ کو اسی غرض کے لئے روانہ ہوا اور جب میں پہنچا رات کا وقت تھا سردی اور بارش سے مجھکو سخت تکلیف ہوئی جب میں دروازہ پر پہنچا تو متردد تھا کہ آواز دوں یا نہ دوں کہ خود آنحضرت

نے جاریہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولدے کہ فلاں شخص آیا ہے اور اُسکو سردی سے اور بارش سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔

۵۔ ایک شخص نے بال سفید ہو جانے کی آپ سے شکایت کی آپ نے ہاتھ اپنا مس کردیا بال بالکل سیاہ ہو گئے۔

۶۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا ما حق المومن علی اللہ مکرر سوال کرنے پر آپ نے جواب دیا کہ مومن کا حق خدا پر یہ ہے کہ اگر اس درخت سے (درخت کی طرف اشارہ کرتے) کہے کہ یہاں آ۔ تو وہ چلا آئے۔ اشارہ کرتے ہی درخت حرکت میں آیا اور اپنی جگہ سے چلا مگر حضرت نے روکا اور وہ وہیں تھم گیا۔

بہر حال ملا جامی نے بہت سے اعجاز شواہد النبوۃ میں جمع کئے ہیں۔ ہم نے صرف اپنی مدعائے تالیف کے لئے مختصراً انہی چند کی نقل کو کافی سمجھا۔

امام محمد باقر علیہ السلام کے ارشادات

اب ہم آپ کے معجزات کے متعلق اُن ہی واقعات کو کافی سمجھتے ہیں جو فریقین کی کتابوں سے بطور اختصار منتخب کئے گئے ہیں۔ اسلئے ہم اپنے آیندہ مضامین میں آپ کے اُن ارشاد وہدایت بنیاد و نیز اُن اقوال صداقت اشتمال کو درج کرتے ہیں جو آپ کی جامعیت بفضل وکمال اور قابلیت کے حقیقی نمونہ اور اصلی معیار ہیں جن کو دیکھکر اور جنکو سمجھکر کچھ اہل اسلام ہی پر موقوف نہیں۔ غیر مذہب اور دوسرے طریقہ والے خود بخود بول اُٹھیں گے کہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچّی معرفت بتلانے والے۔ احکام شرعیہ اور ارشادات دینیہ کو اُس کی غایت درجہ تک سکھلانے والے رموز الٰہیہ کے سربستہ خزانوں کے کھولنے والے۔ فرمان رسالت پناہی کے اطراف عالم میں نافذ کرنے والے گم گشتگانِ امت کو صراط المستقیم ہدایت تک پہنچانے والے یہی ہیں۔ یہی وہ ارشاد وہدایت بنیاد ہیں جنکی باعث سے آپ کے باقر العلوم اور کاشف اسرار مکتوم ہونے کی پوری تصدیق اور توثیق ہوتی ہے۔ جیسا کہ علامہ سبط ابن جوزی اور علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہم نے اپنی اپنی معتبر اور مستند تالیفات میں بہزار فخر ومباہات تسلیم کیا ہے۔ آپ کے ان اقوال ہدایت و رشادت اشتمال کے متعلق ہمارے پاس اسوقت اتنا ذخیرہ پیش نظر ہے کہ اگر ہم اُن کو پوری تفصیل کے ساتھ

اِس مقام پر نقل کریں تو شاید ہم کو اپنی موجودہ تالیف سے ایک جداگانہ تالیف کی فوراً ضرورت ہو جائیگی۔ اِس لیئے ہم ان کی تفصیل سے قطع نظر کرکے اپنی ضرورت کے مطابق ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

روح کی ماہیّت

عن الباقر علیه السّلام انه سئل کیف هذا النفخ فقال انّ الروح متحرك کالریح وانه سمی روحاً لانه اشتق اسمه من الریح وانّما اخرجت علی لفظة الروح لان الروح مجالس للریح وانّما اضافة الی نفسه لانه اصطفاه علی سائر الارواح کما اصطفی بیتاً من البیوت فقال لرسول من الرّسل خلیل واشباه ذلك مخلوق ومصنوع محدث مربوت مدبر وقال ان الارواح لا تمازج البدن ولا تداخله انّما هی کالکلل البدن محیط به۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روح کی ماہیّت دریافت کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ روح مثل ہوا کے متحرک ہے۔ اُسکو روح اسوجہ سے کہتے ہیں کہ روح ریح سے مشتق ہے اور بوجہ ہم جنسیت کے اسکو روح کہتے ہیں اور یہ روح جو انسان کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے وہ تمام ریحوں سے پاکیزہ تر ہے۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک گھر منجملہ اور گھروں کے پسند کرلیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ رسولوں میں سے ایک رسول کو میں نے خلیل کیا ہے اور اسکے ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ روح مخلوق ہے مصنوع ہے۔ حادث اور ایک جا سے دوسری جگہ منتقل ہو جانے والی بھی ہے۔

ایضا۔ پھر روح کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے الروح لا توصف بثقل ولا خفة وهی جسم رقیق الیس قالبا کثیفا فهی بمنزلة الریح فی الزق فاذا نفخت فیه امتلاء الزق منها فلا یزید فی وزن الزق ولوجها ولا ینقصها خروجها وکذلك الروح لیس لها ثقل ولا وزن والروح باقی بعد خروجه عن قالبه الی وقت ینفخ فی الصور فقد ذلك تبطل الاشیاء وتفنی فلا حس ولا محسوس۔

روح ایسی لطیف شے ہے کہ نہ اُس میں سنگینی کسی قسم کی محسوس ہوتی ہے اور نہ سبکی اور وہ ایک باریک اور رقیق شے قالب کثیف میں پوشیدہ ہے۔ جیسے مُشک میں بو۔ مُشک جتنی بو نہ دے اُسکی بو دینے کی کثرت سے اُس کے وزن میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ

بو سے خالی ہو جاوے تو اُس کے وزن میں کوئی کمی نہیں آتی۔ روح جسم سے نکل جانے کے بعد بھی صور اسرافیل تک باقی ہے۔ مگر ہاں اُسکے نکل جانے کے بعد۔ اعضا کے کل احساس فنا ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی حس محسوس نہیں ہوتی۔

جزا و سزا

انما یدق اللہ العباد فی الحساب یوم القیٰمۃ علی قدر ما اتاھم من العقول فی الدنیا۔

خدائے سبحانہ تعالے۔ ہر انسان سے اُتنا ہی حساب قیامت کے دن لیگا جتنی عقل دنیا میں اُسے دی گئی ہوگی۔

صفت علم

قال عالم ینتفع بعلمہ افضل من سبعین الف عابد

وہ عالم جس کے علم سے لوگ مستفید ہوں۔ میرے نزدیک ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

علما کی صحبت

سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول لمجلس اجلسہ الی من اثق بہ وادثق لی نفسی من عمل سنۃ

یعنی اگر میں اُس عالم کی خدمت میں بیٹھوں جو مسائل دینیہ کا جاننے والا ہوا ور میرا معتمد علیہ ہو تو میری یہ صحبت میرے ایک سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

صفت علما

رحم اللہ عبدا احیے العلم قال فما احیاوہ قال ان تذاکربہ اہل الدین واہل الورع۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا رحم کرے اُن بندوں پر جو احیائے علم کرتے ہیں۔ راوی نے پوچھا احیائے علم کسے کہتے ہیں فرمایا فکر آخرت اور خوف خدا کو احیائے علم کہتے ہیں۔

تعلیم کی صفت

زکوۃ العلم ان تعلمہ عباد اللہ۔

دوسروں کو تعلیم علم کرنا بھی زکوٰۃ علم ہے۔

خودنمائی کی مذمت

عن ابی جعفر علیہ السلام قال علمتم فقولوا اللہ اعلم ان الرجل لینتزع لآیۃ من القرآن یخر فیہا ابعد ما بین السمآء والارض۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کے متعلق تم جسقدر جانتے ہو اُتنا ہی بیان کرو اور جو نہیں جانتے اُسکو اپنے ہی تک رکھو کیونکہ خدائے تعالےٰ آسمان زمین اور جو کچھ کہ اُس کے درمیان ہے سب کے فاصلوں کو جانتا ہے۔

ایضاً سئالت ابی جعفر علیہ السلام ما حق اللہ تعالیٰ علی العباد قال ان یقولوا ما یعلمون ویقفوا عند ما لا یعلمون۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں ارشاد کیا گیا کہ ضرورت کے وقت جب اُس سے پوچھا جاوے تو جو وہ جانتا ہو بتلا دے اور جسے نہ جانتا ہو تو چُپ رہجاوے

استعمال علم

سئالت ابو جعفر علیہ السلام یقول اذا سمعتم العلم فاستعملوہ ولتسع قلوبکم فان العلم اذا کثر فی قلب رجلہ لا یحتملہ قدر الشیطان علیہ فاذا خاصمکم الشیطان فاقتلوا علیہ بما تعرفون فان کید الشیطان کان ضعیفا فقلت ما الذی تعرفہ قال خاصموہ بما ظہر لکم من قدرۃ اللہ عزّوجلّ۔

جسوقت تم علم حاصل کرو اور مسائل علمیہ کو جانو تو بس اپنے علم کو عمل میں لاؤ اور چاہئے کہ اُس کی تحصیل کے لئے تمہارے دل وسیع اور تمہارے حوصلے فراخ ہوں۔ کیونکہ ایسے شخص کے پاس جو صاحبِ حوصلہ نہیں ہوتا۔ جب علم کی کثرت ہو جاتی ہے تو اُس پر شیطان مسلّط ہو جاتا ہی اور وہ خودنما ہو جاتا ہے۔ پس اگر شیطان ایسی مخالفتوں کا اظہار کرے تو تم اُس سے جہاد کرو اور اُس چیز کے ساتھ جسے تم پہچانتے ہو اور اُس کی مدافعت کے لئے جسے کافی سمجھتے ہو اور شیطان کا جواب اُن باتوں سے دو جسے تم جانتے ہو۔

صفت تعلیم

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان الذی یعلم العلم منکم لہ اجر مثل اجر المتعلّم ولہ الفضل وعلیہ فتعلموا العلم من حملۃ العلم وعلموہ اخوانکم کما علمکموہ العلماء

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھانے والے کا ثواب پڑھنے والے کے برابر ہے اور اُسکے لئے دونوں فضیلتیں موجود ہیں پڑھانے کی فضیلت بھی اور یاد رکھنے کی بھی۔ اور دوسرے پڑھانے کی فضیلتوں میں باہم (پڑھنے والا اور پڑھانے والا) دونوں شریک ہیں۔ پس جو لوگ کہ صاحبان علم ہیں اُن سے کسب علم کرو۔

عالم ریاکار۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال من طلب العلم لیباھی بہ العلماء اویماری بہ السفھاء اویصرف بہ وجوہ الناس الیہ فلیتبوء مقعدہ من النار ان الریاسۃ لایصلح الا لاھلہا۔

امام محمد باقر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص اس غرض سے تحصیل علم کرے کہ مجلس علما میں اُن سے مضحکہ کرے یا محفل جہلا میں بحث کرے یا منصب فتویٰ اور قضا کے ذریعہ سے دُنیا کے قلوب کو اپنا والہ و شیدا بنائے بس ایسے عالم کی جگہ دوزخ ہے اور اسکے لئے وہی شایان ہے جو محاسن علم کے لئے سزاوار ہے۔

تعلیم عن ابی جعفر علیہ السلام قال من علم باب ھدی فلہ مثل اجر من عمل بہ ولاینقص اولئک من اجورھم شیئا ومن علم باب ضلال کان علیہ مثل اوزار من عملہ ولاینقص اولئک من اوزارھم۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے جس کو راہ راست بتلائی اُس شخص کا ثواب اُس شخص کے برابر ہے جو راستی پر عمل کرتا ہے اور پھر اُسکے ثواب سے کچھ کم نہیں ہوتا اسی طرح جو شخص کسی کو ٹیڑھی راہ بتلاتا ہے اُس کے گناہ اُس شخص کے برابر ہیں جو ٹیڑھی راہ پر چلتا ہے اور پھر اُسکے گناہ کسی طرح کم نہیں ہوتے۔

علم القرآن

عن ابی جعفر علیہ السلام لاتتخذوا من دون اللہ ولیجۃ فلا تکونوا مومنین فان کل سبب ونسب وقرابۃ ولیجۃ بدعہ وشبھہ منقطع الا ما اثبتہ القران۔

حکم سائل کے وقت کوئی شے قرآن میں بغیر اذن خدا کے داخل نہ کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تم دائرۂ ایمان سے باہر نکل جاؤ گے کیونکہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تمام سبب اور حسب۔ قرابت۔ دانائی اور ہوشیاری حکم خدا میں شریک چیزیں اور وہ تمام احکام جو بعد رسول صلعم داخل کئے گئے اور تمام متشابہات قرآن قیامت کے دن منقطع

ہو جائیں گے اور اُس کے کوئی کام نہیں آئیں گے۔ مگر صرف وہی امور جو قرآن سے
ثابت ہونگے۔

ایضاً۔ قال ابی جعفر علیہ السلام اذا حدثکم بشی فاسئلونی من کتاب اللہ
ثم قال فی بعض حدیثہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نھی عن القیل
والقال وفساد المال وکثرۃ السوال فقیل لہ یابن رسول اللہ این ھذا
من کتاب اللہ قال ان اللہ عزوجل یقول لاخیر فی کثیر من نجواھم الامن امر
بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس وقال ولا تؤتوا السفھآء اموالکم
التی جعل اللہ لکم قیاما وقال لاتسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم
یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک صحبت میں ارشاد فرمایا کہ میں جب تم سے کسی چیز کے حرام و
حلال کی نسبت حکم کروں تو تم مجھسے دریافت کرلو کہ یہ قرآن میں کہاں ہے۔ اِس سے آپکی
مراد یہ ہے کہ تمام چیزیں قرآن میں ہیں۔ اثنائے گفتگو میں امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کی سخت ممانعت فرمائی ہے اوّل زیادہ
قیل وقال سے اور اُن بیہودہ ہرزہ درائیوں سے جو کسی شخص کے بارے میں کی جاے
عام اس سے کہ وہ وہاں موجود ہو یا نہو۔ دوم تلف مال سے۔ اور تلف سے مراد خرچ ناجائز
میں اپنا مال صرف کرنا ہے۔ سوم کثرت سوال۔ اور اِس سے مقصود یہ ہے کہ بلاضرورت
اور بلاخیال عمل اُن امور کو پوچھنا جسپر عمل کرنے کی ضرورت یا خواہش نہ ہو۔ جب امام
محمد باقر علیہ السلام یہاں تک فرما چکے تو سائل نے پوچھا کہ اِن امور کا ذکر قرآن میں کہاں ہے
اُس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ کثرت قیل وقال کی نسبت خدائے عزاسمہ فرماتا ہی
لاخیر فی کثیر من نجواھم الامن امر بصدقۃ او معروف او اصلاح
بین الناس سورۂ نؔ۔ اور تلف مال کے بارے میں ارشاد کرتا ہے ولا تؤتوا السفھآء
اموال التی جعل اللہ لکم قیاما اور کثرت سوال کی نسبت کہا گیا ہے لاتسألوا
عن اشیآء ان تبد لکم تسؤکم

اہل علم کی تمیز

عن جابر رضؓ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال مامن احد الا و لہ شرہ وفترہ
فمن کانت فترۃ الی سنۃ فقد اھتدی ومن کانت فترۃ الی بدعۃ فقد

غنی ہے۔
جابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ہے جس کو دنیا کی خواہش یا غیر خواہش نہ ہو۔ خواہش تو معلوم ہے۔ مگر غیر خواہش اکثر حضور موت اور مرگ عزیزاں کے وقت خاص طور پر محسوس ہوتی ہے۔ تو اگر حصول دنیا سے یہ بے پروائی اُن احکام کے مطابق ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی قرآن کے مطابق ہے جو نہی عن الظن وامر بسوال اہل الذکر پر شامل ہے تو بلاشبہ ایسا شخص ضرور نجات پائے گا اور جو شخص خلاف حکم خدا و رسولؐ ترک دنیا کریگا اور مدعات ومخترعات سے موافقت کریگا وہ البتہ ہمیشہ گمراہ رہیگا۔

نہی عن المنکر

عن ابی جعفر علیہ السلام قال کل من تعدی السنۃ رد الی السنۃ۔
یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو خلاف حکم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام کرتا ہوا پاوے تو اُس کا فرض ہے کہ اُسے منع کرے۔

معرفت ذات الٰہی

سئالت اباجعفر علیہ السلام عن التوحید فقلت اتوھم شیا قال نعم۔ غیر معقول ولا محدود وما وقع وھمک علیہ من شی فھو خلافہ ولا یشبہ شی ولا تدرکہ الاوھام وکیف تدرکہ الاوھام وھو خلاف ما یعقل وخلاف ما یتصور فی الاوھام انما یتوھم شی غیر معقول ولا محدود
راوی کا بیان ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ آپ توحید جناب باری عز اسمہ کی نسبت کچھ خیال فرماتے ہیں آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ میں اُس کی نسبت اُنہی امور کا خیال کرتا ہوں جو نہ عقل انسانی میں سما سکتے ہوں۔ اور نہ کسی حدود سے محدود ہو سکتے ہوں۔ پس جس چیز کی طرف تیرا دھیان بندھے تو خیال کرلے کہ تیرا خدا اُس سے خلاف ہے اور اُس چیز کے ایسا نہیں ہے جس کا دھیان تجھے بندھا ہوا ہے۔ تصور اُس کی ذات کو نہیں پا سکتا۔ اور کسی کا تصور اُس کو کیونکر پا سکتا ہے کیونکہ ذات باری تعالےٰ اِس سے منزہ ہے کہ کسی کی فکر یا کسی کا تصور اُس کی ذات مستغنی الصفات کا احاطہ کر سکے۔
ایضاً عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال ان اللہ خلو من خلقہ وخلو منہ

کل ما وقع علیہ اسم شی فھو مخلوق ماخلا اللہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ اپنی مخلوقات سے خالی ہے یعنی خدائیعالےٰ کے پاس مخلوق کے ایسا ذہن نہیں ہے کہ مخلوق اُس میں سما جائیں وہ محل عوارض بھی نہیں ہے اور مخلوقات بھی اُس سے خالی ہیں یعنی اُس کی ذات کو کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا وہ کسی شے میں حلول نہیں کرسکتا۔ اور جو کچھ کہ امثال شے میں ہے اُس کا اطلاق خدا کی ذات پر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ سب حادث ہیں اور اُسی کے مخلوق اور وہ غیرذات اللہ ہیں۔

ایضاً۔ سال نافع ابن الازرق اباجعفر علیہ السلام فقال اخبرنی عن اللہ متی کان فقال متی لم یکن حتےٰ اخبرک متی کان سبحان من لم یزل ولایزال فرداً۔

نافع ابن الازرق نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے بتلائیے کہ خدا کب سے ہے۔ آپ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ کب نہ تھا کہ ہم تجھکو اسوقت اُسکی نسبت خبر دیں کہ وہ کب ہوا۔ میں اُس ذات مقدس کی تمام نقصان و قبائح سے تنزیہ کرتا ہوں اور تنزیہ کے لائق وہی ذات اقدس ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ وہ دیکھتا ہی بے ہمتا ہے۔ اور ایسا جلیل المرتبہ کہ حاجتوں کے وقت اُسی کی طرف روئے التجا لانا چاہئے اور اُس کے لئے نہ کوئی بی بی ہے نہ اولاد۔ کیونکہ ان کی وجہ سے اُس کی حقیقی عظمت میں نقص واقع ہوتا ہے۔

معرفت الٰہی کے متعلق ایک سائل کے سوال کا جواب

عن ابو عبداللہ علیہ السلام قال جاء رجل الی ابی علیہ السلام فقال لہ اخبرنی عن ربک متی کان فقال ویلک انما یقال لشئے لم یکن متی کان ان ربی تبارک وتعالیٰ کان ولم یزل حیاً بلا کیف ولم یکن لہ ولا کان لکونہ کیف ولا کان لہ این ولا کان فی شے ولا کان علی شی ولا ابتدع لمکانہ قوی بعد ماکون الاشیاء ولا کان ضعیفا قبل ان یکون شیئا ولا کان مستوحشا قبل ان تبدع شیئا و لایشبہ شیئا مذکورا ولا کان خلوا من الملک قبل انشائہ ولا یکون منہ خلو بعد ذھابہ لم یزل حیا بلا حیاۃ وملکا قادرا قبل ان ینشی شیئا وملکا جبارا

بعد انشائه لکون فلیس لکونه کیف ولا له این ولا له حد ولا یعرف شیء یشبهه
ولا یهرم لطول البقاء ولا یصعق لشیء بل تخوفه تصعق الاشیاء کلها کان حیا بلا
حیوة حادثه ولا کون موصوف ولا کیف محدود ولا این موصوف موقوف
علیه ولا مکان جاور شیئا بل حی یعرف وملک لم یزل له القدرة والملک انشاء
ماشاء حین بمشیته ولا یحد ولا یفنی کان اوّل بلا کیف ویکون اخر بلا
این وکل شیء هالک الا وجهه وتلک ایها السائل انّ ربی لا تغشاه الاوهام
ولا تنزل به الشبهات ولا یجار من شیء ولا یجاوره شیء ولا تنزل به الاحداث
ولا یسئال عن شیء ولا یندم علی شیء ولا تاخذه سنة ولا نوم له ما فی السموات
والارض وما بینهما وما تحت الثری۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے میرے پدر عالی مقدار امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر پوچھا کہ خدا کب سے ہوا۔ یعنی اُس نے کب سے درجہ الوہیت حاصل کیا۔ آپ نے ارشاد کیا افسوس ہے تجھ پر یہ تو اُس کے واسطے کہا جاتا ہے جو پہلے اِس درجہ پر نہ پہنچا ہو اور اب پہنچا ہو۔ حالانکہ ہمارا خدا ہمیشہ سے جلیل المرتبہ اور ہمیشہ سے بے چون و چرا ہے۔ اُس کی قوت اُس کی ذات میں خبر کے طور پر نہیں ہے کیونکہ ہر خبر کے واسطے ذہن کی ضرورت ہے۔ اور ذہن حادث ہے۔ اُس کی قوت خلق کمال تک بتدریج نہیں پہنچی اُسکے وجود میں کوئی چون و چرا نہیں ہے یا اُس کا وجود کسی سبب سے حادث نہیں ہوا جس کے باعث سے اُس کی ذات پر "کیسے ہوا اور کسوقت ہوا" لازم آتا ہے۔ اور اُس کے واسطے "کہاں سے بھی" نہیں کہا جا سکتا۔ جس کی وجہ سے کوئی شے اُسکو احاطہ کر سکے۔ اور احاطہ جسم کا کیا جاتا ہے۔ وہ کسی چیز کے اوپر بھی نہیں ہے۔ جیسے کہ دنیا کے بادشاہ تخت شاہی پر بیٹھتے ہیں۔ اور اُس نے عظیم المراتب لوگوں کو اسواسطے نہیں پیدا کیا کہ اُسکے ذریعہ وہ اپنے لئے مرتبہ یعنی ربوبیّت حاصل کرے۔ اُس کو مخلوق کے خلق کرنے سے کوئی قوت نہیں حاصل ہوئی اور نہ مخلوق کے پیدا کرنے کے بعد اُسے کوئی ضعف محسوس ہوا اور نہ قبل خلقت مخلوق وہ اپنی تنہائی کی وجہ سے دل تنگ نہیں تھا۔ اُس کی بے مانند ذات یا اُس کی بزرگی مرتبہ اُس کی مخلوقات کی بزرگیوں اور صفات سے مشابہ نہیں ہوتی۔ اُس کی ربوبیّت کی مثال دنیا کے بادشاہوں کی بادشاہی سے نہیں دی جا سکتی ہے

کیونکہ ایسی مثالوں سے اُس کی ذات میں شرکت لازم آجاتی ہے اور یہ شرکت پھر اُس کی
اُن تمام حکم اور مسئلوں میں بھی ہوگی جنھیں وہ بے اختلاف و بے دلیل جاری کرتا ہے
وہ ایسا سلطان ہے کہ اُس کی سلطنت ربوبیّت مخلوقات عظیم المرتبہ کے خلق کرنے سے
پہلے بھی قائم تھی اور مشہور و معروف تھی وہ بغیر احتیاج حیات کے ہمیشہ سے زندہ ہے۔
یعنی اُس کے وجود کو کیفیت کی ضرورت نہیں اُس کی ذات میں کوئی ایسی شے نہیں جس کی
وجہ سے اُس کی ذات پر اسم جامد کا اطلاق ہوا اور بغیر ہوئے چگونگی اُن چیزوں کے کہ جواپنے
شریک پر اسم جامد کا اطلاق ثابت کرسکیں اُن چیزوں کے ایسا اُس کا مقام بھی نہیں
جو بغیر مقام کے نہ رہ سکتی ہوں۔ اُس کا مقام وہ مقام نہیں ہے جو کسی جسم کے واسطے تدبیر
خالق سے بہم پہنچایا گیا ہو اور وہ ایسا زندہ ہے جو ہر چیز کا پہچاننے والا ہے۔ وہ قبل خلقت
مخلوقات بادشاہ قادر ہے اور وہ خلقت مخلوقات کے پہلے بھی باقی اور لازوال ہے۔ یعنی
کہ خلقت مخلوقات کے بعد اُس کی جبارتیت منفک پارہ پارہ نہیں ہوئی۔ انہی صفات کے
باعث اُس کی ذات کے لئے چون وچرا ممکن نہیں۔ یہ بھی نہیں معلوم کیا جاسکتا کہ وہ کہاں ہے
کیونکہ اُس کے لئے کسی شریک کی تمئیز نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ وہ کوئی جنس خاص تبلائی
جاسکتی ہے اور نہ اُس کی مثال کسی ایسی سطح سے دی جاسکتی ہے جو اُسے احاطہ کرسکے اور
یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امتداد ایّام کی وجہ سے اُس کی ذات میں کہولیت نہیں آتی جیسا کہ
دنیا کے بادشاہوں میں دیکھا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی سے مضطرب یا مخوف
نہیں ہوتا بلکہ اُسی کے مصائب دنیاوی اور عذاب اخراوی کے باعث تمام لوگ ترساں
اور لرزاں ہیں۔ وہ زندہ ہے بلا حیات حادث کے اور موجود ہے بلا ذات معلومہ مخصوصہ
کے۔ اُس کے وجود ذات میں چون وچرا کی گنجایش نہیں اور وہ اپنے کسی شریک کی
وجہ سے تمیز نہیں کیا جاسکتا۔ وہ "کہاں ہے" اُس کے لئے کہا نہیں جاتا۔ کیونکہ ایسا
کہنے سے وہ چیز اُسکے لئے ضرور ہو جائیگی جہاں وہ رہتا ہے۔ اُس کے لئے کسی مکان
کی بھی حاجت نہیں کیونکہ اِس کی وجہ سے اُس کی ذات کے لئے جسم کی ضرورت واجب
ہوتی ہے اور پھر اُس جسم کے لئے تدبیر خالق کی ضرورت لازم آتی ہے۔ وہ زندہ ہے
ہر شے کو پہچانتا ہے اور ایسا بادشاہ ہے کہ اُس کی قدرت اور سلطنت قدیم ہے۔
بادشاہی بے رعیت اور ملک کے ممکن نہیں ہے۔ مگر وہ دنیا کے سلاطین کے ایسا نہیں ہے

جیساکہ سابق میں مذکور ہوا۔ اُس نے جس وقت اپنی تجویز سے اور اپنے ارادہ سے جو چاہا۔ بنالیا
نہ اپنے اِس ارادے میں وہ کلام کا محتاج ہوا اور نہ حرکت عضو کا۔ کوئی اُسکو اُس کے
ارادے سے۔ وقت خلقت یا بعد خلقت عالم منع نہیں کرسکتا اور نہ اُس کے کسی فعل میں
کوئی نقص داخل ہو سکتا ہے اسطرح کہ کچھ کام اُس کا ہو اور کچھ نہ ہو۔ جیساکہ سلاطین کے افعال
سے اکثر ظاہر ہوتا ہے اور امتداد ایام کی وجہ سے اُس میں ضعف اور پیری کا اثر مطلق
محسوس نہیں ہوتا۔ پس اُس کی بادشاہی دنیا کی بادشاہی کے ساتھ قیاس نہیں کرنی چاہیے
کیونکہ رعیت اور سلطنت بادشاہان دنیا کی محض خواہش اور تمنا سے اکثر حاصل نہیں ہو سکتی
اور نہ وہ اپنی تمنائے دلی پر محض اپنی خواہش سے فائز ہو سکتے ہیں اور وہ سب کے سب
طول بقا کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے ہیں وہ فرد واحد قدیم ہے جس کے لئے چون وچرا کی
گنجائش نہیں۔ وہ فنائے دنیا کے بعد بھی باقی ہے۔ تحقیق کہ تمام چیزیں فنا ہو جانے والی ہیں
سوائے اُس کی ذات کے۔ دنیا کے تمام احکام اُسی کی طرف سے ہیں۔ بزرگ ہے وہ
پیدا کرنے والا زمین و آسمان کا اور اے سائل ہمارے خدا سے کبھی غلطی ظہور پذیر نہیں ہوتی
اور اُسے کسی امر میں شک نہیں ہوتا۔ اور اپنے کسی امر میں متفکر یا حیران نہیں ہوتا۔ یعنی وہ
کسی امر میں اُس کے نہیں جاننے کی وجہ سے پس وپیش نہیں کرتا کیا کیا جاوے۔ وہ کسی بلا
سے پناہ نہیں دیا جاتا۔ وہ کسی بلا یا کسی عارضہ سے عاجز نہیں ہوتا۔ اُس سے کسی امر میں
کوئی فروگذاشت نہیں ہوتی اور اُس کو کوئی حوادث مثل بیماری اور آزار وغیرہ کے لاحق
نہیں ہوتا۔ وہ کسی سے کسی بات کے لئے جوابدہ ٹھہرایا نہیں جاسکتا۔ اُس پر کوئی اعتراض
نہیں کرسکتا۔ اور وہ اپنے کسی حال میں پشیمان نہیں ہوتا۔ انتظام خلائق کی وجہ سے اُسکو
ماندگی نہیں ہوتی۔ اور نہ کبھی نیند محسوس ہوتی ہے۔ پس جو کچھ کہ زمین و آسمان اور اِن کے
درمیان ہے وہ سب اُسی کی ملک ہے۔ والسَّلام۔

خدا کی ذات میں بحث نہ کرو

قال ابو جعفر علیہ السلام تکلموا فی کل شی ولا تکلموا فی ذات اللہ۔
خلقت میں تمام چیزوں کی گفتگو کرو مگر ذات باری تعالےٰ میں گفتگو نہ کرو۔
ایضاً۔ قال ابو جعفر علیہ السلام تکلموا فی خلق اللہ ولا تکلموا فی اللہ لان

الکلام فی اللہ لایزداد صاحبہ الا تحیراً
خلقت مخلوق میں گفتگو کیا کرو۔ ذات باری تعالیٰ عز اسمہ کے بارے میں نہ گفتگو کیا کرو کیونکہ ذات باری تعالیٰ میں گفتگو کرنے سے گفتگو کرنے والے کو۔ سوائے اِس کے کہ اُس کی حیرت اور زیادہ ہو کچھ حاصل نہیں ہوتا یعنی اسرار ذات الٰہی تک پہنچنا انسان سے ممکن نہیں ہے۔

ایضاً عن ابی جعفر علیہ السلام قال ایاکم والتفکر فی اللہ اذا اردتم ان تنظروا فی عظمتہ فانظروا الی عظیم خلقہ۔

فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ تم اپنے اور اپنی فکر کو معرفت الٰہی کے دریافت کے وقت بچائے رکھو۔ جسوقت کہ تم چاہو کہ اُس کی عظمت پر غور کرو تم کو چاہیئے کہ اُسکی اعظم خلائق پر غور کرو۔

ایضاً ۔ سئالت ابی جعفر علیہ السلام عن شی من الصفۃ فرفع یدہ الی السماء ثم قال تعالے الجبار تعالیٰ من تعاطے ما تمہلک۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا صفت باری تعالےٰ کی نسبت۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور ارشاد کیا کہ وہ تمام عیوب ونقص سے پاک ہے اور فاعل بعنوان کن فیکون ہے اور اپنی قوت سے رات دن کا کرنے والا ہے۔ پس جس نے اُسکی نسبت کوئی گفتگو کی وہ جہنمی ہوا۔

ایضاً ۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال سمعتہ یقول کان اللہ ولا شئے غیرہ ولم یزل عالما بما یکون فعلمہ بہ قبل کونہ کعلمہ بہٖ بعد کونہ

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اُسوقت سے تھا جب کچھ نہ تھا۔ اور وہ ہمیشہ سے ہے جب کوئی چیز بھی نہیں تھی وہ اُسی وقت سے سب چیزوں کا جاننے والا تھا۔ جو کچھ کہ ہونے والا ہے۔ اِس سبب سے اُس کا علم اُن چیزوں کی نسبت جو ہونے والی ہیں ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس کے ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔

صفات ذات باری تعالےٰ

عن ابو جعفر علیہ السلام انہ قال فی صفاتہ القدیم انہ واحد صمد احد احد المعنی لیس بمعانی کثیرۃ مختلفۃ قال قلت جعلت فداک بزعم قوم من

اهل العراق انه یسمع بغیر الذی یبصر و یبصر بغیر الذی یسمع قال فقال کذبوا والحدوا و شبهوا تعالی اللہ عن ذلک انہ سمیع بصیر یسمع بما یبصر و یبصر بما یسمع رواہ محمد ابن مسلم۔

محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے صفات ذات باری تعالےٰ کی نسبت پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ یگانہ ہے اور حاجتوں اور مشکلوں کے وقت معتمد علیہ ہے۔ وہ واحد المعنی ہے۔ اُس کے لئے معانی کثیرہ اور مختلفہ نہیں ہے۔ نہ بالذات نہ بالاعتبار۔ اتنا سُنکر میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں بعض اہل عراق کا یہ دعوےٰ ہے کہ خدا سنتا ہے اُس آلہ سے جو اُس کی ذات میں ہے۔ اور دیکھتا ہے اُس آلہ سے جو سننے کے آلہ سے متغیر ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں اور تحقیق اسماء صفت الٰہی سے وہ باہر ہو گئے ہیں اور اُنھوں نے خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دی ہی اور اُنھوں نے معرفت اسماء صفات الٰہیہ کے وقت اُس کی ذات کو مخلوقات کی طرح قیاس کیا ہے یعنی اُس کی ذات کو ایسا تصور کیا ہے جس پر اسم جامد محض کا اطلاق کیا جا سکے مثل جسم وغیرہ کے۔ حالانکہ اُس کی ذات اقدس ایسی تشبیہات سے پاک و منزّہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ شنوا اور بینا ہے۔ وہ سنتا ہے جیسا کہ وہ دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے جیسا کہ وہ سنتا ہے یعنی بجائے آلہ اُسکا نفس ذات فاعل ہے۔

عمر ابن عبید۔ رئیس معتزلہ کے ایک سوال کا جواب

کنت فی مجلس ابی جعفر علیہ السلام اذا دخل عمر ابن عبید قال لہ جعلت فداک قول اللہ تعالےٰ وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ما ذلک الغضب فقال ابو جعفر علیہ السلام ھو العقاب یا عمر واللہ من زعم ان اللہ قد زال من شیٔ الی شیٔ فقد وصفہ صفۃ مخلوق وان اللہ عزوجل لا تستفزہ شیٔ فیغیرہ

عمر ابن عبید۔ جو اس زمانہ میں رئیس معتزلہ تھا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ پر قربان ہوں اللہ تعالےٰ و تبارک قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ میرا غضب اُن پر نازل ہوا۔ پڑے ہلاکت میں۔ وہ غضب کیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر اُس کا غضب اُس کا عذاب ہے۔ اُس کیفیت کے مانند نہیں جو آدمی کو

ہوا کرتی ہے اے عمرو جن لوگوں نے خدائے تعالےٰ کی نسبت یہ گمان کیا ہے کہ وہ ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں داخل ہوتا ہے پس اُن لوگوں نے خدائے سبحانہ تعالیٰ کو اُسی طرح بیان کیا ہے جس طرح مخلوق کا بیان کیا جاتا ہے۔ پس خدائے عزوجل کی ذات تغیر پذیر نہیں ہوتی۔

ایضاً۔ سئالت ابو جعفر علیہ السلام عما یروون ان اللہ خلق اٰدم علی صورتہ فقال فقال ھی صورۃ محدثہ مخلوقہ اصطفاہ اللہ واختارہ علی سائر الصور المختلفہ فاضافہا الی نفسی کما اضاف الکعبۃ الی نفسہ والروح الی نفسہ فقال بیتی ونفخت فیہ من روحی۔

یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیجاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدائے سبحانہٗ تعالےٰ نے اپنی صورۃ پر آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا اس سے کیا مراد ہے۔ آپ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ صورت محدثہ اور مخلوقہ ہے جو عدم سے پیدا کی گئی ہے خداوند عالم نے اُس کو برگزیدہ کیا اور دوسرے صور مختلفہ پر اُس کو ترجیح دی ہے۔ اور اُس کو اپنی طرف نسبت دی ہے جیسا کہ خانہ کعبہ کو اپنا گھر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اُسمیں اپنی روح پھونکدی۔ دیکھو سورہٗ بقرہ و سورہٗ ص۔

اجل محتوم و اجل موقوف

عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن قول اللہ عزوجل فضی اجلاً و اجل مسمی عندہ قال ھما اجلان اجل محتوم واجل موقوف۔

راوی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اجل مسمیٰ و اجل سے کیا مراد ہے۔ آپ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اجل دو ہیں۔ ایک بعض خلائق کو شخص اور معلوم ہوتی ہے بروز شب قدر دوسری جو کسی کو سوائے خدا کے معلوم نہیں۔

خدا کے امور۔ سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول من الامور امور موقوفہ عند اللہ یقدم منہا ما یشاء ویوخر منہا ما یشاء۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے نزدیک دو قسم کے اُمور محفوظ ہیں اور ان میں جس کے ساتھ وہ چاہتا ہے تقدیم کرتا ہے اور جسکے ساتھ چاہتا ہے تاخیر کرتا ہے۔

خیر و شر۔ سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ان فی بعض ما انزل اللہ من کتبہ انی انا اللہ لا الہ الا انا خلقت الخیر وخلقت الشر فطوبی لمن اجریت علی یدہ الخیر وویل لمن اجریت علی یدیہ بشر وویل لمن یقول کیف ذا وکیف ذا۔
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کتب بعضے انبیائے مرسلین میں حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمام عبادات مشہورہ کا مستحق ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا عبادت کا مستحق نہیں۔ میں نے ہر خیر کو پیدا کیا اور میں نے ہی شر کو پیدا کیا۔ پس خوشحال اُس شخص کا جسکے ہاتھ سے میں نے خیر کو جاری کیا اور وائے ہو ایسے شخص پر جس کے ہاتھ سے شر جاری ہو۔

ذکر انبیاء علیٰ نبینا وآلہ وعلیہم السّلام

عن ابی جعفر علیہ السلام قال سمعتہ یقول ان اللہ اتخذ ابراھیم علیہ السلام عبدا قبل ان یتخذہ نبیا قبل ان یتخذہ رسولا واتخذہ رسولا قبل ان یتخذہ خلیلا قبل ان یتخذہ اماما فلما جمع لہ ھذہ الاشیاء وقبض یدہ قال لہ ابراھیم انی جاعلک للناس اماما فمن عظمتہا [illegible] عین ابراھیم قال یارب ومن ذریتی قال لاینال عھدالظلمین۔
جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب باری عزّ اسمہٗ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قبل اِس کے کہ پیغمبری عطا کرے۔ پہلے بندۂ صالح فرمایا۔ اور قبل اِس کے کہ درجہ رسالت عطا فرمائے ان کو پیغمبر کیا اور قبل اِس کے کہ آپ کو درجۂ خُلّت عنایت فرمایا گیا ہو۔ آپ کو درجۂ رسالت تفویض فرمایا اور قبل اِس کے کہ درجۂ امامت عنایت ہو آپ کو اپنا خلیل گردانا یعنی یہ تمامی شرائط جناب ابراہیم علےٰ نبینا وآلہ وعلیہ السّلام کی ایک درجۂ امامت کے لئے جمع فرما دئے اور اُن تمام علوم کی کامل تعلیم آپ کو پہنچا دی اِس لئے کہ آپ کو تبلیغ احکامِ الٰہی کے لئے اِن خدمات میں کوئی لغزش واقع نہوا اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ ہم نے تم کو جملہ خلائق پر امام گردانا۔ پس اِن چیزوں کی دقتوں پر نظر کر کے جناب ابراہیم نے پروردگار عالم کی جناب میں عرض کی کہ یہ درجۂ امامت ہماری اولاد کو بھی حاصل ہونے والا ہی یا نہیں۔ درگاہ الٰہی سے خطاب آیا کہ اُن کے ساتھ نہیں جو گروہ ظالمین میں شمار ہونے والے ہیں۔

رسول اور امام کی تفریق

سئالت اباجعفر علیہ السلام عن قول اللہ عزّ وجل وکان رسولا نبیا وما الرسول وما النبی قال النبی الذی یری فی منامہ ویسمع الصوت ولا یعائن الملک والرسول الذی یسمع الصوت ویری فی المنام ولا یعائن الملک قلت الامام ما منزلتہ قال یسمع الصوت ولا یری ولا یعائن الملک

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وَکَانَ نَبِیًّا کے معنی پوچھے گئے کہ رسول کیا ہے اور نبی کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں آواز فرشتہ کو سنتا ہے اور بیداری میں ظاہری طور پر فرشتہ کو نہیں دیکھتا اور رسول وہ ہے جو بیداری میں آواز فرشتہ کو سنتا ہے اور خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں بھی ظاہری طور پر فرشتہ کو دیکھتا ہے۔ پھر سائل نے پوچھا کہ امام کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ امام وہ ہے جو حالت بیداری میں آواز فرشتہ کو سنتا ہے اور فرشتہ کو نہ [illegible]اب میں دیکھتا ہے نہ بیداری میں۔

ایضاً۔ سئالت اباجعفر علیہ السلام عن الرسول والنبی والمحدث قال الرسول الذی یاتیہ جبریئل قبلا فیراہ ویکلمہ فھذا الرسول واما النبی فھو الذی یری فی منامہ نحو رویا ابراھیم ونحو ما کان رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اسباب النبوۃ قبل الوحی حتی اتاہ جبریئل من عند اللہ بالرسالۃ وکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین جمع لہ النبوۃ وجاءت الرسالۃ من عند اللہ یجیئہ بہا جبریئل ویکلمہ بہا قبلا ومن الانبیا من جمع لہ النبوۃ ویری فی منامہ یاتیہ الروح ویکلمہ ویحدثہ من غیر ان یکون یری فی یقظہ واما المحدث فھو الذی یحدث فیسمع ولا یعائن ولا یری فی منامہ۔

راوی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ رسول۔ نبی اور محدث کسے کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی وہ ہے جو جبرئیلؑ کو خواب میں دیکھے جیسا کہ واقعات خواب جناب ابراہیم علیہ السلام اور اسی طرح ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نزول وحی سے قبل تمام اسباب نبوت خواب میں ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ یہانتک کہ جناب جبرئیلؑ

علیہ السلام نے خدا کی طرف سے تشریف لا کر آپ کو درجۂ نبوت پر فائز فرمایا اور جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں تمامی اسباب نبوت جمع تھے کہ اُن میں سے ایک رویائے صادقہ بھی ہے۔ اور بندگان خدا تک اُس کے احکام بھی پہنچانے کے لئے آتے تھے۔ اول جناب جبرئیل علیہ السلام یہ پیغام خدا کی طرف سے آپ کے پاس لائے تھے اور آپ سے ظاہر طور پر اپنی اصلی صورت میں ہمکلام ہوتے تھے اور انبیا وہ لوگ ہیں جن کے لئے اسباب نبوت جمع ہیں لیکن اُن کے لئے یہ مراتب حاصل ہیں کہ وہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ظاہر طور پر ہمکلام ہوں۔ دوم وہ خواب میں بھی جبرئیل کو دیکھتے تھے جیسا کہ قبل رسالت دیکھا کرتے تھے۔ اب محدث وہ لوگ ہیں جن سے ملائکہ باتیں کرتے ہیں اور وہ آواز فرشتہ کو سنتے ہیں لیکن وہ لوگ خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔

معرفت امام

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال واللہ ما ترک ارضنا منذ قبض اللہ آدم علیہ السلام الا وفیہا امام یہتدی بہ الی اللہ وھو حجۃ عبادہ ولا یبقی الارض بغیر امام حجۃ اللہ علی عبادہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی جزو زمین کو جناب آدم علیٰ نبینا و آلہ والسلام کی وفات سے ایسی حالت میں نہیں رکھا ہے کہ جس میں اُس کی جانب سے کوئی خلیفہ نہ ہو کہ اُس کی طرف سے احکام الٰہی جاری ہوتے رہیں۔ کیونکہ احکام الٰہی میں اختلاف و انحراف جائز نہیں اور وہی حجت خدا ہے اِس لئے کہ خلائق شرک نہ اختیار کرے اور ایک ساعت کے لئے بھی نظام عالم بغیر خلیفہ الٰہی کے۔ جو جملہ خلائق پر حجت خدا ہوتا ہے۔ خالی نہیں رہتا

اُمت بے امام کی مثال

قال محمد ابن مسلم قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول کل من دان اللہ عز وجل بعبادۃ یجھد فیہا نفسہ ولا امام لہ من اللہ فسعیہ غیر مقبول وھو ضال متحیر واللہ شانی لاعمالہ ومثل کمثل شاۃ ضلت عن راعیہا وقطیعہا فہجمت ذاھبۃ وجائیۃ یومہا فلما جنہا اللیل بصرت بقطیع الغنم

اعیها فحنت الیها و اغترت بها فباتت معها فی مربضها فلما ان ساق الراعی قطیعة انکرت راعیها و قطیعها فهجمت متحیرة تطلب راعیها و قطیعها فبصرت بغنم مع راعیها فحنت الیها و اغترت بها فصاح الراعی الحقی براعیک و قطیعک فانت تائهة متحیرة عن راعیک و قطیعک فهجمت ذعرة متحیرة تائهة لا راعی لها یرشدها الی مرعاها او یردها فبینا هی کذلک اذا اغتنم الذئب ضیعتها فاکلها و کذلک یا محمد من اصبح من هذه الامة لا امام من الله عز و جل ظاهر عادل اصبح ضالا تائها و ان مات علی هذه الحالة مات میتة کفر و نفاق واعلم یا محمد ان ائمة الجور و اتباعهم المعزولون عن دین الله قد ضلوا و اضلوا فاعمالهم التی یعملونها کرماد اشتدت به الریح فی یوم عاصف لا یقدرون مما کسبوا علی ذلک هو الضلال البعید

محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کہ خدا کی عبادت کرنے میں انتہا محنت کرے کہ اپنے نفس کو تکلیف پہنچائے اور اپنے امام کو نہ پہچانتا ہو تو از روے خدا و رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و محکمات قرآن اُس پر تعین ہوا ہو۔ تو ایسے شخص کی کوششیں مقبول درگاہ الہی نہیں ہوتی۔ اور وہ اپنے اعمال میں گمراہ اور حیران ہے کیونکہ نہ وہ مسائل فقہیہ جانتا ہے اور نہ اصول فقہہ کو سمجھتا ہے اور ان مسائل میں پیروی ظن کرتا ہے پس جسقدر کہ وہ ایسے اعمال زیادہ کرتا ہے اُتنا ہی زیادہ عذاب آخرت کا مستحق ہوتا ہے اُس کی مثال اُس گوسفند کے ایسی ہے جو گم گشتہ راہ اور اپنے گلہ اور چرواہے سے چھوٹ گئی ہو اور آیندہ اپنی راہ اختیار کرنے میں مضطرب الحال ہو دن بھر تو اُس کو یوہیں گزرے رات ہوا اور تمام بھیڑوں کے گلوں پر تاریکی کا پردہ پڑجائے تو وہ ایک دوسرے گلہ سے جاملے۔ اور رات بھر اُسی گلہ کی رہنے کی جگہ میں بسر کرے پھر جسوقت صبح ہو اور اُس گلہ کا چرواہا اپنی بھیڑوں کو اُٹھائے اور ہنکاوے پس اُسوقت اُس گم کردہ راہ گوسفند کو یہ گلہ اپنے گلہ سے بیگانہ نظر آئے پس اُسوقت اِس کا اضطراب پھر ویسا کا ویسا ہی ہوجائے اور پھر اُسی وقت سے یہ اپنے گلہ اور گلہ بان کی تلاش میں مضطرب الحال ہوجاے پھر وہاں سے چلکر کسی دوسرے گلہ میں مل جائے۔ پس اُسکو اپنے گلہ میں ملتا ہوا دیکھکر اُس

گلہ کا گلہ بان چلائے کہ یہ گلہ تیرا نہیں ہے تو جا اور اپنے گلہ اور گلہ بان سے مل جا کیونکہ میں خوب جانتا ہوں تو راہ بھولی ہوئی ہے اور اپنے گلہ اور گلہ بان سے چھوٹی ہوئی ہے پس جیسا کہ گوسفندوں کا قاعدہ ہے کہ وہ گلہ بان کی آواز سے اُس کے مدعا کو بخوبی مفہوم کر لیتی ہیں۔ یہ گوسفند بھی اُس کے رجز کو بخوبی سمجھکر۔ مجبوراً اُس گلہ سے علیحدہ ہو کر باہر چلی جاتی ہے اور ادھر اُدھر تمام حیران و پریشان و مضطرب الحال اور سرگرداں پھرتی رہے۔ نہ اُس کا کوئی گلہ بان رہتا ہے نہ نگہبان ہوتا ہے جو اُسے چراگاہ کی طرف رہنمائی کرے یا کم سے کم چراگاہ کا اُسکو ٹھیک راستا ہی تبلا دیوے یا اُسکو چرا پھرا کر اُس کی قیام گاہ کی جگہ پر لاکر باندہ دے۔ پس اسی حالت میں بھیڑیا اُسے تنہا رہنے کو غنیمت سمجھکر اُس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور اُسکو کھا جاتا ہے۔ اے محمد ابن مسلم۔ امت اسلامیہ کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ اُن کے پاس کوئی امام یا پیشوا نہیں ہے۔ جو خدا کی طرف سے ازروئے نصوص قرآنی اُن کا محافظ اور نگراں مقرر ہوا اور وہ اپنے تمام احکام میں عدالت کیساتھ کام کرتا ہو۔ نہ اجرائے احکام میں افراط کرتا ہو نہ تفریط جس کے لئے ایسا امام نہیں ہے۔ وہ گروہ ہمیشہ گمراہ اور سرگرداں ہے۔ جو شخص ایسی حالت میں مرجائے تو اُس کی موت حالت کفر و نفاق میں ہوگی۔ اور یہ بھی جان لو۔ اے محمد ابن مسلم کہ ائمہ جور اور اُن کے تمام متابعین وہی لوگ ہیں جو دین خدا سے معزول ہو گئے ہیں کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں۔ اور عوام الناس کے گمراہ کنندہ ہیں۔ اُن کے اعمال ایسے ہی ہیں جنپر یہ آیۂ کریمہ صادق آتی ہے۔ اُن کے اعمال اُس خاکستر کے ایسے ہیں جس پر سخت دنوں میں باد تند چلی ہو اور جو کچھ کہ اُنھوں نے کیا ہو اُس پر اُن کا کوئی بس نہ چلتا ہو۔ اور یہی گمراہی بعید ہے۔

دُنیا کی ضرورت کی مثالوں میں امام کی ضرورت

عن ابی حمزہ قال قال ابی جعفر علیہ السلام یا اباحمزہ یخرج احدکم فراسخ فیطلب لنفسہ دلیلا وانت بطرق السماء اجھل منک بطرق الارض فاطلب لنفسہ دلیلا۔

ابو حمزہ سے مروی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کہیں دور کسی فاصلہ تک جانا چاہتا ہے۔ تو اپنی ضرورت سفر کے لئے ایک ایسے

دلیل یا راہ نما کو اپنے ساتھ لیتا ہے جو اُس راستہ سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔ مگر تم تو زمین سے آسمان تک کا سفر کرنے والے ہو۔ اور راستوں سے بھی بالکل ناواقف ہو اسلئے تمھارا فرض ہے کہ اِس سفر میں اپنے واسطے راہ نما یا امام اختیار کرو کہ وہ تمہارے لئے اِس راہ کو درست اور ہموار کرے۔

ایضًا سمعت اباجعفر علیہ السلام فی قول اللہ تبارک وتعالےٰ اومن کان میتًا فاحیینا وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس فقال میتًا لا یعرف شیئًا ونورا یمشی بہ فی الناس اما ما ماتو بہ کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا قال الذی لا یعرف الامام۔

سائل نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اِس آیۂ وافی ہدایہ کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میتًا سے مراد وہ شخص ہے جو مشکل کے وقتوں میں کسی چیز کو نہیں پہچانتا ہے۔ اور نورًا یمشی بہ فی الناس سے امام زمانہ مراد ہے۔ مشکل اموریں اُس کی اقتدا کریں اور ظن وقیاس کی سپردی نہ کریں اور جو ایسا کرتا ہے وہ شبہوں میں گرفتار ہے اور کسی وقت اُن سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یعنی جو شخص کہ اپنے امام کو نہیں پہچانتا ہے وہ ہمیشہ مشکل اموریں قیاس سے اجتہاد کرتا ہے اور وہ ہمیشہ شبہات کے پردوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔

ائمۂ طاہرینؑ واہلبیت معصومینؑ کے ذاتی مناقب ومراتب

عن ابی جعفر علیہ السلام قال نحن مثانی التی اعطاھا اللہ نبینا محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم ونحن وجہ اللہ نتقاب فی الارض بین اظھرکم ونحن عین اللہ فی خلقہ ویدہ المبسوطۃ بالرحمۃ علی عبادہ لا عرفنا من عرفنا وجھلنا من جھلنا وامام المتقین۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہلبیت طاہرینؑ مدلول مثانی جو خدائے سبحانہٗ تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا۔ اور ہم لوگ اُس کی ربوبیت کی راہوں کی تصدیق ہیں جو دنیا میں تمھارے ساتھ چلتے پھرتے ہیں اپنے صدق وکذب کی سہولت امتحان کی غرض سے نہیں بلکہ جو کچھ کہ اُس کی ربوبیت کی دلیل ہے

وہی وجود امامت پر بھی دلیل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وللہ المشرق والمغرب فا بینما تولوا فثم وجہ اللہ ۔مشرق ومغرب سب خدا ہی کا عالم ہے۔ پس تم جسطرف مُنہ کروگے وہ خدا کی راہ ہی کی طرف دلالت کریگا۔ اِسی طرح تمام روئے زمین امام کے زیر حکم ہے۔ کیونکہ وہ تمام اہل زمین پر اس وجہ سے حجّت خدا ہے کہ دنیا کے لوگ اختلاف اور پیروی ظن نہ کریں کہ وہ عین انکار ربوبیت رب المشارق والمغارب ہی اورہم بندگان خدا پر خدا کی چشم رحمت اور دست کشادہ ہیں یعنی ہم خدا کی چشم رحمت اور دستِ الطاف ہیں۔ اِن معنوں میں کہ اگر ہم میں سے کوئی روئے زمین پر نہ رہے تو تمام اہل زمین فنا ہو جائیں۔ اُسی نے ہم کو پہچانا ہے جس نے ہمارے مراتب کی قدر کی ہے اور جس نے ہمارے مراتب کی قدر نہیں کی اُس نے امامت متقیان کی قدر اور شناخت نہیں کی۔ مطلب یہ ہے کہ فاسقوں کے انکار سے ہمکو کوئی خوف نہیں ہے۔

ایضاً کنت عند ابی جعفر علیہ السلام فانت یقول ابتداء منہ من غیر ان اسئالہ نحن حجۃ اللہ ونحن باب اللہ ونحن لسان اللہ ونحن وجہ اللہ ونحن عین اللہ فی خلقہ ونحن ولاۃ امر اللہ فی عبادہ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے بغیر کسی کے پوچھے خود بیان فرمایا کہ ہم اہلبیت طاہرین وائمۂ معصومین علیہم السلام حجّت خدا ہیں۔ ہم دروازہ راہ خدا ہیں۔ ہم زبان خدا ہیں۔ ہم راہ خدا ہیں ہم چشم خدا ہیں خلائقِ خدا کے لئے۔ اور ہم متولّیانِ حکمِ خدا ہیں خلائق کے لئے یعنی آمرِ احکامِ قرآن مجید۔

ایضاً عن ابی جعفر علیہ السّلام قال سالتہ عن قول اللہ عزّ وجلّ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون قال ان اللہ اعظم واعزّ واجلّ وامنع عن ان یظلم ولکنا خلطنا بنفسہ فجعل ظلمنا ظلمہ ولا یتنا ولا یتہ حیث یقول انّما ولیّکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا یعنی الائمّۃ منّا ثم قال فی موضع اٰخر وما ظلموانا ولکن کانوا انفسھم یظلمون ثم ذکر مثلہ۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سورۂ بقر کی اس آیت کے معنی میں خدا پر ظلم کئے جانے سے کیا مراد ہے۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوند سبحانہٗ تعالےٰ اس سے زیادہ عزیز۔ بزرگ تر اور ممتنع تر ہے کہ کسی حال میں وہ مظلوم ہو یعنی اُس پر ظلم

کیا جا سکے۔ عام اس سے کہ کسی نے ایسا وہم کیا ہو اُس کا دفع کر دینا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جناب باری عزّ اسمہ نے اس آیہ میں اپنے نفس کے ساتھ ہم لوگوں (ائمۂ معصومین علیہم السلام) کو مراد لیا ہے۔ اس طرح کہ اُس نے اپنے ظلم کو ہمارے ظلم کے ساتھ نسبت دی ہے اور اپنی محبت کو ہماری محبّت قرار دی ہے۔ جیسا کہ انما ولیکم اللہ سے ثابت ہے۔ مراد اس سے ہم اہلبیتؑ ہیں۔

ایضاً سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول العلم علمان فعلم عند اللہ مخزون لم یطلع علیہ احد من خلیفۃ وعلم علمہ ملٰئکتہ ورسلہ فانہ سیکون لا یکذب نفسہ ولا ملٰئکتہ ولا رسولہ وعلم عندہ مخزون یقدم منہ ما یشاء

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حوادث آیندہ پر خدائے سبحانہٗ کے دو قسم کے علم ہیں ایک محفوظ ہے جس کی اطلاع مخلوقات سے کسی کو نہیں ہے۔ مثل ظہور قائم علیہ السلام دوسری قسم علم وہ ہے جس کی تعلیم ملائکہ اور انبیاے مرسلین سلام اللہ علیہم اجمعین کو پہنچائی گئی تھی۔ پس ملائکہ جو کچھ انبیا سے کہتے ہیں وہ سب درست ہے۔ وہ انبیا سے جھوٹ نہیں کہتے ا[illegible] وہ علم جو خداے سبحانہٗ تعالےٰ کے نزدیک محفوظ ہے۔ ایسا ہے کہ اس سے وہ جس امر کو چاہتا ہے تقدیم کو پہنچاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تاخیر تک پہنچاتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے اُس سے ثابت کرتا ہے۔

ایضاً عن ابی جعفر علیہ السلام قال لو ان الامام رفع من الارض ساعۃ لماجت باھلھا کما یموج البحر باھلہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایک ساعت کے لئے بھی امام زمانہ روئے زمین سے اٹھا لیا جاوے تو نظام عالم میں ایسا اضطراب پڑ جائے جیسا کہ دریا اور اہل دریا میں حالتِ تموّج کے وقت سخت انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔

ایضاً قال ابو جعفر علیہ السلام یقول انما یعرف اللہ عزّ وجلّ ویعبدہ من عرف اللہ وعرف امامہ منا اھل البیت ومن لا یعرف اللہ عزّ وجلّ ویعرف الامام منا اھل البیت فانما یعرف بعبد غیر اللہ ھکذا واللہ ضلالاً۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالےٰ کو اسما وصفات کے اعتبار سے پہچانا ہے وہ اُس کی عبادت کرتا ہے۔ یعنی اللہ کو حقیقت میں وہی پہچانتا ہے

اور وہی اُس کی عبادت کرتا ہے جو ذات الٰہی کو اُس کے اسماء وصفات واقعی کے ساتھ سمجھتا ہے اور ہم اہلبیتؑ کو پہچانتا ہے یعنی شناخت امامت شناخت ربوبیت رب العالمین کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ اور جس کسی نے ہم اہلبیت میں سے اپنے امام کو پہچانا اور خدائے تعالےٰ کو نہ پہچانا اُس نے غیر ذات خدا کو پہچانا اور اُسی کی عبادت کی اور وہ قسم خدا کی گمراہ رہے۔

ایضاً۔ قال ابو جعفر علیہ السلام انا لخزان اللہ فی سمآئہ وارضہ لا علے ذھب ولا علی فضۃ الا علی علمہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم خدائےتعالےٰ کے خزانہ دار ہیں آسمان وزمین میں۔ سونے چاندی پر نہیں بلکہ اُسکے علم پر۔

ایضاً قال ابو جعفر علیہ السلام نحن خزان علم اللہ ونحن تراجمہ وحی اللہ ونحن الحجۃ اللہ البالغۃ من دون السمآء والارض۔

فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہم خزانہ دار ہیں علم خدا کے اور ترجمہ کرنے والے ہیں اُس کی وحی کے اور اُس کی حجت کامل ہیں اُن تمام چیزوں پر جو آسمان وزمین میں ہے

ابو خالد کابلی کے سوال کا جواب

عن ابی خالد الکابلی قال سئالت ابو جعفر علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا قال یا ابا خالد النور واللہ الائمۃ من ال محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ الی یوم القیمۃ وھم واللہ نور اللہ الذی انزل وھم واللہ نور اللہ فی السموات وفی الارض۔

ابو خالد کابلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اِس آیۂ وافی ہدایہ کی نسبت پوچھا تو جواب میں ارشاد ہوا کہ قسم بخدا نور سے مراد ہم ائمۂ معصومین علیہم السلام ہیں اور قسم خدا کی وہی نور خدا ہیں جو اُس کی طرف سے فرود کئے گئے ہیں اور وہی نور خدا ہیں زمین وآسمان میں۔ جیسا کہ سورۂ نور میں خدائے تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ النور السموات والارض وفی مثل نورہٖ۔

آیہ یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ کی تفسیر

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال لما نزلت ھذہ الایہ یوم ندعوا کل اناس بامامھم قال المسلمون یارسول اللہ الست امام الناس کلھم اجمعین قال فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انا رسول اللہ الی الناس اجمعین ولکن سیکون بعدی ائمۃ علی الناس من اللہ من اھلبیتی یقومون فی الناس فیکذبون ویظلمھم ائمۃ الکفر والضلالۃ واشیاعھم فمن والاھم واتبعھم وصدقھم فھو منی ومعی وسیلقانی الاومن ظلمھم وکذبھم فلیس منی ولامعی وانامنہ بری۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا تو مسلمانوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ تمام لوگوں کے امام نہیں ہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں تمام لوگوں کے لئے تابقیامت رسول ہوں جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ لیکن میری اولاد میں سے امام ہونگے جو میری طرح خدا کی طرف سے معین ہونگے لیکن زمانہ کے گمراہ لوگ اُن کو دروغگو سمجھیں گے اور اُن پر اور اُن کے متابعین پر ظلم وسختی کرینگے۔ پس وہی لوگ مجھسے ہیں اور وہی میرے ساتھ ہیں اور وہی ہمارے ساتھ بروز قیامت بہشت یا صراط کے مقام پر ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے اُن پر اور اُن کے متبعین پر ظلم وسختی کی پس وہ لوگ مجھسے نہیں ہیں اور نہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ اور میں اُن سے جُدا ہوں۔

حضرت زید ابن علی ابن الحسین علیہما السلام کو موعظت

ان زید بن علی ابن الحسین دخل علی ابی جعفر محمد بن علی علیھما السلام و معہ کتب من اھل الکوفہ یدعونہ فیھا الی انفسھم ویخبرونہ باجتماعھم و یامرونہ بالخروج فقال لہ ابو جعفر علیہ السلام ھذہ الکتب ابتداء منھم او جواب ماکتبت بہ الیھم ودعوتھم الیہ فقال بل ابتداء من معرفتھم بحقنا و بقرابتنا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ولما یجدون فی کتاب اللہ عزوجل

من وجوب مودّتنا وفرض طاعتنا ولما نحن فيه من الضيق والضنك و
البلاء فقال له ابو جعفر عليه السلام ان الطاعة مفروضة من الله عز وجل
وسنة امضاها فى الاوّلين بحكم موصول قضاء مفصول وحتم مقضى وقدر
مقدور واجل مسمى بوقت المعلوم فلا يستخفنك الذين لا يوقنون انهم لن
تغنوا عنك من الله شيئا فلا تعجل فان الله لا يعجل بعجلة العباد ولا تستبقن
الله فتعجزك البلية فتصرعك فغضب زيد عند ذلك ثم قال ليس الامام منا
من جلس فى بيته وارخى ستره وتبط عن الجهاد ولكن الامام من منع حوزته
وجاهد فى سبيل الله حق جهاده ودفع عن رعيته وذب عن حريمه فقال ابو جعفر
عليه السلام هل تعرف يا اخى من نفسك شيئا مما نسبتها اليه فتجئ عليه بشاهد
من كتاب الله وحجة من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم او تضرب به
مثلا فان الله عزّ وجلّ احل حلالا وحرم حراما وفرض فرائض فضرب
مثالا ومن سنتنا ولم يجعل الامام القائم بامره فى شبهة فيما فرض له
من الطاعة ان يسبقه بامر قبل محلّه او يجاهد فيه قبل حلوله وقد قال الله
عزّ وجلّ فى الصيد ولا تقتلوا الصيد وانتم حرم فقتل الصيد اعظم ام قتل
النفس التى حرم الله وجعل لكل شئ محلا وقال عزّ وجلّ واذا حللتم فاصطادوا
وقال عزّ وجلّ لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام فجعل الشهور عدّة معلومة
فجعل منها اربعة حرما وقال فسيحوا فى الارض اربعة اشهر واعلموا انكم غير معجزى
الله ثم قال الله تبارك وتعالى فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين حيث
وجدتموهم فجعل لذلك وقال لا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله فجعل
لكل شى محلا ولكل اجل كتابا فان كنت على بينة من ربك ويقين وتبيان من
شانك فشانك والا فلا ومن امر انت منه فى شك وشبهة ولا تتعاط زوال ملك
لم تنقص اكله ولم ينقطع مداه ولم يبلغ الكتاب اجله فلو قد بلغ مداه وانقطع
اكله وبلغ الكتاب اجله لانقطع الفصل وتتابع النظام ولاعقب الله فى التابع
والمتبوع الذلّ والصغار واعوذ بالله من امام ضل عن وقته فكان التابع فيه
اعلم من المتبوع اتريد يا اخى ان تحيى ملة قوم قد كفروا بايات الله وعصوا

رسولہ واتبعوا اھواءھم بغیر ھدی من اللہ وادعوا الخلافۃ بلا برھان من اللہ ولا عھد من رسولہ اعیذک باللہ یا اخی ان تکون ھذا المصلوب بالکناسۃ ثم ارفضت عیناہ وسالت دموعہ ثم قال اللہ بیننا وبین من ھتک سترنا وجحدنا حقنا وافشی سرنا ونسبنا الی غیر جدنا وقال فینا ما لم نقلہ فی انفسنا۔

زید ابن علی ابن الحسین علیہما السلام حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن کے پاس اہل کوفہ کے خط تھے جن میں اہل کوفہ نے زید کو بلایا اور اطلاع دی تھی کہ لشکر یہاں جمع ہیں اور فرمائش کی تھی کہ آپ بنی اُمیہ پر خروج کریں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے مضامین خطوط کو ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ ان خطوط کے مضامین سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ہمارے اُن حقوق اور اطاعت حاصل کرنے کی کوششوں میں نئی ایجادیں کی ہیں۔ جن کو وہ کتاب خدائے عزوجل میں واجب الادا پاتے ہیں اور ہماری تنگی۔ سختی اور بلا کی حالتوں پر موثر ہوئے ہیں۔ اِس میں شک نہیں کہ تمامی خلائق کے لئے خدا کی طرف سے امام زمانہ کی اطاعت فرض کی گئی ہے اور یہ وہی طریقہ ہے جو اُمتہائے سابق میں جاری تھا اِس اُمت میں بھی جاری رکھا گیا ہے۔ مگر یہ اطاعت اُس شخص کے لئے ہے جو رسول ہو یا وصی رسول ہو۔ نہ ہر شخص کے لئے۔ اِس اُمت میں یہ اطاعت ایک فرد واحد اور مخصوصہ کی فرض ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت میں قریب ہو اور اُس پر ذوی القربیٰ کا صحیح اطلاق ہوتا ہو۔ مگر دوستی تمام قرابتمندانِ رسولؐ کی تمام خلائق پر لازم ہے۔ پس حکم خدا اپنے اولیاء (ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین) کے لئے۔ تسلط ظالمین کے زمانہ میں صبر و تقیہ کے واسطے نافذ ہو چکا ہے (یعنی تمام ائمہ امام حسین علیہ السلام کے بعد سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام گیارھویں امامؑ تک صبر و تقیہ پر مامور ہیں اور اِن میں سے کوئی مستثنےٰ نہیں ہے) یہ حکم خدا کا حکم موصول ہے اور ایسا ناطق ہے جس کی قطع و فصل نہیں ہو سکتی اور جس التزام اور تدبیر کے ساتھ جس مدت یا جس وقت تک یہ انتظام کر چکا گیا ہے۔ جس کا علم باری تعالےٰ سبحانہٗ کو ہے۔ پھر اُس میں رجوع نہیں ہو سکتی۔ اے زید۔ کہیں یہ جماعت تمہیں سُبک عقل (بیوقوف) نہ بنادے جو ربوبیت رب العالمین پر کامل یقین ہی نہیں رکھتی۔ یعنی وہ خدا کو صاحب کل اختیار اور ہر چیز کا مالک تو نہیں جانتی ہے۔ مگر تمام امور اپنی خودرائی اور طلب دُنیا کی غرض سے

کرتی ہے۔ سمجھ لو کہ یہ لوگ تم سے اُس عذاب الٰہی کو دور نہیں کر سکتے جو قیامت میں تمہیں پیش آنے والے ہیں۔ یعنی اِس الزام کا خدا کے سامنے۔ تمہارے پاس کیا جواب ہے کہ بغیر استحقاق امامت کے تم نے خروج کیا۔ پس تم کو لازم ہے کہ قبل از وقت کام نہ کرو۔ کیونکہ خدائے سبحانہٗ تعالےٰ کبھی پیش از وقت کوئی کام نہیں کرتا۔ اور کسی چیز کی تعمیل میں خدا کے حکم پر سبقت نہ کرو۔ نہیں تو سختی تمہیں عاجز کردیگی اور آخر میں تم کو گرادے گی امام علیہ السلام کے یہ کلام ہدایت التیام سُنکر زید کو سخت طیش آیا ان معنیوں میں کہ اُن کا ایما یہ تھا کہ تم امام نہیں ہو بلکہ ہم امام ہیں۔ اسلئے کہ خروج بالسیف بھی منجملہ شروط امامت کے ایک شرطِ خاص ہے۔ کہ وہ مجھ میں ہے۔ اور کہنے لگے ہم اہلبیت ؑ میں وہ شخص امام نہیں ہے جو اپنے گھر میں پردے چھوڑ کر بیٹھا رہے اور جہاد سے کراہت کرے اور ترک جہاد کا حکم کرے۔ ہاں ہم اہلبیتؑ میں سے وہ شخص امام ہے کہ اپنے ملک کی ضرورت کی حفاظت کرے اور راہ خدا میں ایسا جہاد کرے جو جہاد کرنے کا حق ہے اور رعیّت سے ضرر کو دفع کرے اور اپنی ذاتی مضرتوں کی حفاظت عمل میں لاوے۔ یہ سُنکر جناب امام محمدؐ باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اے بھائی۔ تم اپنے علم واعتقاد کی [illegible] سے اپنی ذات میں اُن صفات کو پاتے ہو جو خواصِ امام میں داخل ہیں۔ جن کی وجہ سے تم اپنی ذات کو امامت کے لایق سمجھتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو اپنی اُن صفات کا ثبوت نصوص الٰہی یا حدیث رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے دو۔ یا اپنی صفات کی مثال کسی اُمّتِ سابقہ میں دکھلادو کہ ان صفات کا آدمی بھی کسی زمانہ میں امام ہوا ہے یعنی ایسا شخص جو احکام الٰہی سے جاہل ہو اور اجتہاد کرے۔ یا اتنا ہی ثابت کردو کہ جس نے خروج بالسیف نہیں کیا وہ امام نہیں ہوسکتا۔ یا یہ کہ پہلے امام نہیں تھا۔ لیکن خروج بالسیف کرنے سے وہ امام ہوگیا۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہمارے اور تمہارے والد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام امام نہیں تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قبل نزول حکم جہاد امام اُمّت نہیں تھے۔ کیونکہ وہ بھی غار میں بخوف دشمناں پوشیدہ ہوئے تھے اور اس کو یوں سمجھ لو کہ امام تو تمام روئے زمین کا ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ تمام رسولوں نے جہاد نہیں کیا۔ بھائی ایسی مثالیں انبیاء واوصیاء سابقین میں بیشمار موجود ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے جنسِ حلال کو حلال اور جنسِ حرام کو حرام کیا ہے اور چند امور کو فرض گردانا

ہے۔ اور ائمۂ حق اور ائمۂ باطل کی مثالیں دکھلادی ہیں اور اُس نے امام حق کو۔ جیسے
امر امامت کے لئے قایم کیا ہے غیروں کے تشابہ اور مشابہت سے بالکل محفوظ
رکھا ہے (یعنی ایسی امام کی مثال کبھی اُن لوگوں کے ساتھ نہیں دی جاسکتی جو اختلاف
اور پیروی ظن کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ امام مجتہد نہیں ہو سکتا۔) تاکہ وہ خدا کے کاموں اور
خدا کی راہوں میں قبل اسکے کہ اُسے اختیار اجتہاد حاصل ہو۔ اُس پر سبقت حاصل کرے۔ اب
دیکھو کہ سورۂ مائدہ میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اب تم ہی
کہو کہ جانوروں کی جان افضل ہے کہ انسان کی جان۔ جس کو خدا نے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ
فرماکر محترم فرمایا ہے۔ خدا نے تمام چیزوں کے لئے ایک جگہ اور ایک موقع قرار دیا ہے
چنانچہ اُسی سورۂ مائدہ میں یہی حکم دیتا ہے کہ جب احرام سے باہر آؤ تو شکار کرو اور پھر اُسی
سورۂ مائدہ میں۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَائِرَ اللّٰہِ۔ ایمان لانے والے لوگو شعائر اللہ کی
ترک حرمت نہ کرو کہ جن کی حرمت کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے۔ یعنی خدا نے بارہ مہینے پیدا
کئے اور اُن میں سے صرف چار مہینوں کی حرمت کا حکم دیا ہے۔ جو ماہ شوال۔ ذیقعدہ
ذی الحجہ اور محرم۔ اور پھر سورۂ توبہ میں فرماتا ہے کہ چار مہینوں میں اے مشرکین خوب
سیر کرلو۔ مگر یہ سمجھ لو کہ تم خدا کے عاجز کرنے والے نہیں ہو یعنی یہ امور ضرورت وقتی کے اعتبار
سے متعلق بحکمت الٰہی ہے۔ نہ امام زمانہ کے عجز کی وجہ سے۔ پھر اُسی سورۂ توبہ میں فرماتا
ہے۔ پس جبکہ ماہ ہائے حرام گزر جائیں تو اے ایمان والو قتل کرو مشرکین کو جہاں کہیں پاؤ
پس اے بھائی۔ اسی طرح جہاد کے لئے بھی ایک موقع اور محل ضروری ہے۔ اسی طرح
صیغہ نکاح تک کے لئے۔ جیسا کہ سورۂ بقر میں خدا نے فرمایا ہے کہ جبتک عورت عدۂ وفات
کے اندر ہے جب تک کہ وہ عدہ سے باہر نہ آوے اُس سے نکاح نہ کرو۔ پس ایسے ہی
خداوند عالم نے ہر چیز کے واسطے ایک وقت خاص مقرر کیا ہے۔ پس اگر تمہارے پاس
بھی کوئی ایسی دلیل خدا کی طرف سے موجود ہے۔ اُن کاموں کے لئے جو تمہیں درپیش
ہے تو تم ہرگز اپنے ارادوں سے جدا نہ ہو۔ جیسا کہ امام حسین علیہ السلام جہاد کے لئے اور
اور ائمہ ضلالت کی بطلان میں ہدایت فرمانے کے لئے مامور ہو چکے اور قتل کر ڈالے
گئے۔ اور اگر کوئی ایسی دلیل تمہارے پاس موجود نہیں ہے تو اُس کام کا ارادہ نہ کرو
جس میں تمہیں خود شبہ اور شک ہو اور اُن بادشاہوں کو اُن کی اُن کی بادشاہیوں سے

برطرف کرنے کی کوشش نہ کرو کہ اُن کا حصہ دولت دنیا میں ابھی پورا نہیں ہوا ہے اور
اُن کی مدت سلطنت ابھی تمام نہیں ہوئی ہے۔پس جسوقت اُن کی مدت تمام ہوجائیگی
اور وہ وقت آجائیگا تو اُن کے باقیماندہ اعقاب بُریدہ ہوجائیں گے اور اُن کی سلسلہوار
رونق تمام ہوجائیگی اور آخر کار اُن کی ماتحت اور فرمانبردار قومیں اُن کا کام تمام کردینگی
اور اُنہی کے ہاتھوں وہ ذلیل اور پست ہوجائینگے۔پس اے بھائی۔میں اپنے خدا سے
اُس امام سے پناہ مانگتا ہوں جو اپنے فرائض کو آپ نہ جانتا ہو اور اپنی رعیت سے اُسکی
نسبت سوال کرتا ہو تو ایسی حالت میں اُمّت اپنے امام سے دانا تر ثابت ہوتی ہے۔کیا
اے بھائی تم نے قصد کرلیا ہے۔اُن طریقوں کی تجدید کرنے کا جو سراسر خدا کی آیات
محکمات کے خلاف ہیں اور تم نے اُن کا طریقہ اختیار کرنا چاہا ہے۔جنہوں نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف کیا ہے اور اپنی خود رائی اور اجتہادی کی۔بغیر
نص خدا کے۔خواہش کی ہے اور جن لوگوں نے خلافت جناب رسول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا بغیر کسی دلیل کے دعوے کیا ہے۔پس میں تم کو۔اے بھائی۔خدا کو درمیان
دیکر نصیحت کرتا ہوں۔اتنا فرماکر۔امام محمد باقر علیہ السلام چُپ ہوگئے۔اور آپ کی
آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔جس سے ثابت ہوتا تھا کہ چونکہ زید کے معاملات
جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوئے بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام
کے عہد میں۔اِس لئے آپ کو اُن کے حالات پر افسوس آیا۔پھر آپ نے فرمایا کہ خدائے
سبحانہٗ تعالےٰ ہمارے اور اُس جماعت کے درمیان حاکم اور فیصلہ کنندہ ہے جنہوں
نے ہمارے حقوق کا انکار کیا ہے اور ہمارے رازوں کو فاش کیا ہے اور ہماری نسبت
اُن اُمور کو مشہور کردیا ہے جن کا خیال بھی کبھی ہمارے نفوس میں نہیں آتا۔یعنی ان لوگوں
کی حرکات سے عموماً سب لوگوں کا ہماری طرف شبہہ ہوتا ہے کہ ہماری نیت خروج
کرنے کی ہے حالانکہ ہمارے دل میں کبھی اسکا ارادہ نہیں ہے۔،،

کہاں ہیں مرزا حیرت اور اُن کے معتقدین۔جو عیاذ باللہ۔ائمہ اثنا عشر پر بغاوت ثابت
کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور وہ تعصب اور نفسانیت کے راستوں کو تھوڑی دیر
کے لئے چھوڑکر۔اِن ہدایات وارشادات پر غور کریں اور سمجھیں کہ اِن ذوات مقدسہ
کی خاطر قدسی مآثر میں کہیں اِن باتوں کا نشان بھی پایا جاتا ہے۔بلکہ اس کے برعکس۔

اُن لوگوں کو جو ان حرکتوں پر اقدام کرتے تھے اُن کو حتے المقدور پوری فہمائش کے ساتھ ہر قسم کی دینی اور دنیاوی مضرت دکھلاکر۔ منع کیا جاتا تھا اور روکا جاتا تھا۔ ایسے امتناعی حکم کے مقابلہ میں اُنہی کی طرف ان امور کا الزام لگانا۔ مرزا حیرت کا خاص اُلٹا فلسفہ ہی اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کا معاملہ ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے من گھڑت اصول کی پچ حصول دُنیا کے لالچ۔ اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت وعداوت یہ سب کچھ کرا رہی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون وبئس مایشترون

روضۃ الصفا اور امام محمد باقر علیہ السلام کے اقوال

فرمود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام۔ بخدا سوگند کہ ما خازنان خدائیم در آسمان و زمین نہ بر زر و نقرہ بلکہ بر علم او خازنیم کہ علم حق ما میدانیم۔

ایضاً۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمود کہ مردم بجہت ان کینہ وعداوت مامی ورزند کہ ما اہلبیت رحمتیم وشجرہ نبوت ومعدن حکمت وجائے فرشتگان ومحل فرود آمدن وحی

ایضاً۔ بلاء مردم بر ما عظیم است واز خلائق در سخت بلیتیم اگر ایشاں رامی خوانیم اجابت نمی کنند واگر ترک ایشاں می گیریم از غیر ما راہ بجائے نمی برند۔

اپنے قیاس پر اعتبار کرنے والے اور اپنے اجتہاد ظنی کی تقلید کرنے والے حضرت امام علیہ السلام کے اس کلام صداقت التیام کی عظمت اور جلالت کو عبرت اور غیرت کی آنکھوں سے دیکھیں اور سمجھیں کہ قول امامؑ ایسا ہوتا ہے اور شان امام یہ ہوتی ہے باوجودیکہ زمانہ کا زمانہ آپکی عقیدت۔ ارادت اور متابعت سے بالکل علیحدہ اور روگرداں ہے اور اپنے کسی امر میں آپ کی متابعت اور تقلید کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ مگر امام علیہ السلام ہیں کہ اُن کی اتنی بے التفاتی اور ناتوجہی۔ اور اپنی بیقدری اور کس مپرسی کی موجودہ حالتوں میں بھی جب وہ کسی مشکل سے مشکل دقتوں میں چاروں طرف سے مایوس ہوکر آپ کے ارشاد اور ہدایت کے محتاج ہوتے ہیں تو آپ اُن کی ہدایت اور ہر طرح کی استمداد واعانت پر آمادہ اور مستعد ہوجاتے ہیں جیسا کہ آپ کے اس فقرہ سے کہ اگر ترک ایشاں می گیریم راہ بجائے نمی برند۔ پورے طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ اس حجت اللہ کو اخران بیدردوں پر رحم آہی جاتا ہے۔ کیوں نہو۔ خاصان خدا۔ اور برگزیدگان بارگاہ رب العلا

کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کا مقتضا ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور یہ عام انسانی عادات اور فطرت سے قطعی محال ہے۔

ایضاً۔ ماخازنان علم خداوندیم۔ ما والیان امر حقیتیم۔ وخدائے سبحانہ اسلام را بما میاقرید کہ علم خدا کسے را روا نیست الا مارا۔

ایضاً۔ فرمود کہ سخن ما دشوار باشد۔ مردم آں را آسان فہم نکنند واحتمال آں نکنند مگر فرشتہ مقرب یا نبی مرسل یا بندہ کہ باری تعالےٰ دل او را امتحان کردہ باشد برائے ایمان۔ و خلاص دانستہ باشد۔

صاحب روضۃ الصفا آپ کے یہ کلام صداقت انضمام نقل فرما کر لکھتے ہیں۔ کہ شرح کمالات ومناقب امام محمد باقر علیہ السلام را مجلدے علیحدہ باید و این مختصر احتمال ان نہ کند صاحب لسان الواعظین آپ کے وعظ وارشاد کے متعلق یہ دلچسپ واقعہ اپنی معتبر کتاب میں درج فرماتے ہیں۔

ابی مریم انصاری کہ نام او عبد الغفار است میگوید کہ رسیدیم بخدمت امام محمد باقر علیہ السلام جمعے را از اصحاب او بخدمتش دیدم۔ ورعرض کلام صحبت در اسلام آمد۔ من عرض کردم کہ کدام اسلام بہتر است حضرت فرمود من سلم المومنون من لسانہ۔ ہر کہ از دست و زبان او مومنین سالم باشند گفتم کدام خلق بہتر است۔ گفت صبر و واگذاشت گفتم کدام مومن کامل تر است۔ فرمود کہ خلقش بہتر باشد گفتم چہ جہاد بہتر است فرمود کہ مرکبش را پے کنند و خونش را بریزند۔ گفتم کدام نماز بہتر است۔ فرمود آنکہ قنوتش اطول است۔ گفتم کدام صدقہ بہتر است فرمود دوری از محرمات الٰہی۔ گفتم چہ میفرمائی در رفتن نزد سلاطین فرمود نیک نمی بینم برائے تو۔ گفتم شاید بشام میروم و بہ نزد ابراہیم ابن ولید حاضر گردم۔ فرمود اے عبد الغفار رفتن نزد سلاطین بہ شخصے را بہ سوے سہ چیز مائل می کند۔ محبت دنیا۔ فراموشی مرگ۔ وقلت رضا بمقسوم خدا۔ گفتم اے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من عیال دارم واز رفتن آنجا ناچارم چہ برائے من نفع دارد۔ فرمود ترا بترک دنیا امر نمی کنم۔ بترک معاصی امر میکنم۔ پس دست مبارکش را بوسیدم وگفتم علم صحیح را نمی یابم مگر نزد شما۔

یزید کناسی کے ایک سوال کا جواب

عن یزید الکناسی قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام کان عیسی ابن مریم علی نبینا

و آله وعلیه السلام حین تکلم فی المهد حجة الله علی اهل زمانه فقال یومئذ کان نبیاً حجة الله غیر مرسل اما تسمع لقوله حین قال انی عبد الله اتانی الکتٰب وجعلنی نبیاً وجعلنی مبارکاً اینما کنت واوصانی بالصلوٰة والزکوٰة مادمت حیاً۔

مروی ہے یزید کناسی سے کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب عیسےٰ ابن مریم علےٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کیا اُسی وقت سے اپنے اہل زمانہ کے لئے حجت خدا تھے جبوقت سے کہ وہ اپنے گہوارہ میں بولنے لگے تھے۔ آپ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ جس دن سے درجۂ نبوت پر فائز ہوئے اُسی دن سے حجت اللہ علے الخلائق معین ہوئے۔ جیساکہ خود آنجناب نے فرمایا کہ میں تو ایک بندۂ خدا ہوں۔ خدا نے مجھے اپنی کتاب عنایت فرمائی۔ اور مجھکو اپنا نبی گردانا۔ اور مجھکو نماز و زکوٰۃ کی اداکاریوں کے لئے وصیت فرمائی ہے۔

فصل الخطاب میں خواجہ محمد پارسا آپ کے سلسلۂ ذکر میں تحریر فرماتے ہیں امام بارع مجمع جلالہ وکماله۔ آپ امام روشن تھے۔ یعنی آپ مجمع فضل و کمال تھے۔ آپ کے کلام صداقت انضمام کی ذیل میں لکھتے ہیں۔ ومن قوله سلاح اللیام قبح الکلام۔

ایضاً یابنی ایاک والکسل والضجر فانهما مفتاح کل شر۔

ہم نے اتنے متعدد اقوال فریقین کے معتبر ماخذوں سے بقدر ضرورت منتخب کر کے اپنی اس بحث میں جمع کردئے ہیں۔ جن کو پڑھکر اور سمجھ کر ہر شخص کامل طور سے سمجھ سکتا ہے اور یقین کرسکتا ہے کہ یہ حضرات باوجود اتنے مصائب اور مظالم اُٹھانے کے بھی اپنے اُن فرائض کو جو منجانب اللہ خاص طور پر تفویض فرمائے گئے تھے۔ کس خوبی اور کس احتیاط سے ادا فرماتے تھے۔ اور اپنے ان فرائض کے اجرا اور اداکاریوں کے مقابلہ میں وہ اپنی مخالف سلطنت کے دباؤ اور سطوت کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے تھے اگرچہ زمانہ اور زمانہ والے اپنی شامت اور نکبت کی وجہ سے اُن کے ایسے نادر اور عدیم المثال وعظ اور پند ونصائح پر کوئی التفات اور توجہ نہیں فرماتے تھے مگر تاہم یہ ان کی ناقدریوں اور بے التفاتیوں کو ملاحظہ فرماکر بھی بے دل نہیں ہوتے تھے۔ دین خدا کے پھیلاتے۔ اُن کے ارکان واحکام صحیحہ کے

بتلانے اور سمجھانے میں اپنی ہمتیں نہیں ہارتے تھے۔ اور نہایت اطمینان سے اپنے فرائض کو انجام دیتے تھے جو خدائے سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف سے اُن کے سپرد کیا گیا تھا۔

ہم نے اِس بحث میں خاصکر اُنہی مسائل کا ذکر کیا ہے۔ جو اسلام میں بہت ہی مفید اور ضروری خیال کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ معرفت ذات الٰہی۔ توحید۔ تنزیہہ۔ رسالت امامت وغیرہ وغیرہ اسلام کے خاص مسائل ہیں۔ جو سابق شریعتوں میں اپنی حدود تک نہ سمجھے جانے کی وجہ سے نامکمل رہ گئے تھے۔ ان کو کمال تک پہنچانا اسلام کا مخصوص حصہ تھا۔ اب چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان مسائل کے صحیح بتلانے والوں کی طرف سے دنیا اور اہل دنیا کے کچھ رخ ہی نہیں بلکہ قلوب بھی بدلگئے تھے اور طلب دولت اور حصول ثروت کی غیر متحمل خواہشوں میں اِن مسائل کی تحقیق اور ان علوم کی تکمیل و تحصیل کے خیالوں کو ایکدم اپنے دماغوں سے نسیاً منسیاً کر چکے تھے۔ اِس وجہ سے امام زمانہ اور حجت اللہ عصر کا فرض تھا کہ وہ دین الٰہی اور شریعت رسالت پناہی کے اِن مٹتے ہوئے آثار کو زندہ اور تازہ کریں۔ اور صرف اسی غرض سے امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے زمانۂ امامت میں۔ اپنے ان ارشاد و موعظت کے ذریعہ سے ان مسائل کی تعلیم امت نبویہ کو پہنچادی اور اپنے فرض منصبی کو وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ کے آخر حدود تک پہنچادیا۔

اِس میں شک نہیں کہ اِن ضروریات دینی کے آثار اہل دنیا کے قلوب سے مٹتے جاتے تھے اور ان کی جگہ پر ظنیات اور قیاسات کے اثر پیدا ہوتے جاتے تھے۔ اسلئے ان اعتقادات کی روک تھام آپ کے لئے ضرور تھی۔ آپ کی یہ تعلیم وارشاد کچھ آپ کے متابعین اور مخلصین کے دائرہ ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ فرقہ مخالفین کے متقدمین محدثین نے بھی۔ جو تابعین کے معزز اور متقدر القاب سے آجتک یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ کے فیضان علوم سے برابر مستفیض ہوئے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے تو امام اعظم ابو حنیفہ۔ نعمان ابن ثابت کوفی ہیں۔ جو طریقہ حنفیہ کے مقتدا اور پیشوا ہیں اور اہل اسلام میں سب سے زیادہ لوگ اِنہی کی تقلید کرتے ہیں۔ امام صاحب کو جو کچھ حاصل ہوا وہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت سے جیسا کہ عام طور سے تمام اسلامی تاریخوں میں ان کی تحصیل علوم کے متعلق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی شبلی صاحب نعمانی سابق پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ بھی اِس امر کا اعتراف سیرۃ النعمان اور المامون میں نہایت فخر ومباہات کے ساتھ کرتے ہیں

فمن شاء فلیرجع الیہ۔
علامہ سبط ابن جوزی۔ تذکرہ خواص الامۃ میں۔ قاضی ابو یوسف کی اسناد سے امام ابو حنیفہ کے ایک سوال کے جواب کو لکھتے ہیں۔ اُن کی اصلی عبارت یہ ہے۔
قال ابو یوسف قلت لابی حنیفہ لقیت محمد ابن علی علیہ السلام قال نعم سئلتہ یوما اراد اللہ المعاصی فقال العصی اللہ تھر قال ابو حنیفہ فما رائت جوابا افخر۔ تذکرۃ خواص الامۃ
ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا کہ آپ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ اُنہوں نے کہا ہاں میں نے اُن سے ایکبار پوچھا آیا خدا معاصی کا ارادہ کرسکتا ہے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو کام کہ آدمی معاصی سے کرتا ہے وہی کام خدا بالعوض اُس معاصی کے قہر سے کرسکتا ہے۔ ابو حنیفہ کہنے لگے کہ میں نے آج تک کوئی جواب اس جواب سے بڑھکر شاندار نہیں دیکھا ہے۔
صاحب کتاب ارجح المطالب صاحب ارشاد کا یہ قول نقل کرتے ہیں لم یظھر عن احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والسیر والفنون والادب ماظھر عن ابی جعفر محمد بن الباقر علیہ وآبائہ السلام۔
صاحب ارشاد کا قول ہے کہ جسقدر علم دین۔ سنن۔ علم القرآن۔ سیر اور فنون ادب وغیرہ جناب ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئے ہیں وہ کسی سے بھی نہیں۔
علامہ سبط ابن جوزی جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ذکر میں تحریر کرتے ہیں قال عطاء ابن واصل ما رائت العلماء عند احد اصغیر منھم کعند ابی جعفر لقد رأیت الحکم عندہ کان مغلوبا۔
عطاء ابن واصل کہتے ہیں کہ میں نے علماء کو ازروے علم کے کسی کے پاس اسقدر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کے روبرو سمجھتے تھے میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے۔
طبقات میں امام ذہبی اُن لوگوں کی تفصیل میں جن لوگوں نے آپ سے اخذ علوم کیا ہے۔ لکھتے ہیں وعنہ ابنہ جعفر الصادق علیہ السلام وعطاء ابن جریج وابو حنیفہ والاوزاعی والزہری۔

ان لوگوں میں امام زہری اور امام ابو حنیفہ مخصوص وہ حضرات ہیں جن کی ذات پر سواد اعظم اہلسنت کی علم الحدیث و علم الفقہ کا دار و مدار منحصر ہے۔ امام زہری تو وہ ہیں جو علم الحدیث کے اوّل متبدوں اور علم الفقہ کے متعلق جو امام اعظم کا مرتبہ ہے۔ وہ میرے لکھنے کا محتاج نہیں۔ سب کو معلوم ہے۔

افسوس آپ کے اس اعلائے کلمۃ الحق اور اعلان صدق مطلق کو رفتہ رفتہ سلطنت نے اپنی قدیم اور مخالفانہ پوالیسی کے خلاف سمجھا۔ اپنی ترقی اور استحکام سلطنت کے لئے مضر سمجھکر آپ کے آبائے طاہرین سلام اللہ علیہ و علیہم اجمعین کی طرح آپ کے وجود ذیجود سے جو خلوص اور ارادت کی آنکھوں میں۔ عین نعمات الٰہی و برکات لامتناہی تھی۔ دنیا کو خالی اور محروم کردینے کی بہت جلد فکریں عمل میں لائی جانے لگیں۔

آپ کے سبب وفات کے ابتدائی حالات میں ملا مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ایک سال ہشام ابن عبدالملک حج کی غرض سے مکہ میں آیا۔ اُس سال میں بھی اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میں نے اُسی روز اُس مجمع عام میں بیان کیا۔

مکہ معظمہ میں بروز حج امام جعفر صادق علیہ السلام کا خطبہ

میں اُس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو براستی و صدق مبعوث برسالت کیا اور اپنا نبی بنایا اور ہم کو بسبب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گرامی بنایا۔ پس ہم برگزیدگان خلق اور پسندیدگان خدا ہیں اور روئے زمین پر خلیفۃ اللہ ہیں۔ پس وہ شخص سعادتمند ہے جو ہماری متابعت کرے اور جو شخص ہم سے مخالفت کرے یا دشمنی کرے وہ شخص شقی اور بدبخت ہے۔ ہشام کے بھائی نے یہ خبر ہشام کو پہنچائی مگر ہشام نے اسوقت اس امر میں کسی قسم کی تحریک کو مصلحت نہ سمجھا اور ہم سے کچھ بھی معترض نہوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی دارالسلطنت دمشق میں طلبی۔ آپکا تشریف لیجانا

اِس واقعہ کے بعد جب ہشام ابن عبدالملک اپنی تختگاہ۔ شہر دمشق میں پہنچا تو اُس نے

عامل مدینہ کو لکھ بھیجا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو مع اُن کے صاحبزادے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمارے پاس بھیجدو اُس نے حکم کی تعمیل کی اور ان حضرات کو ہشام کے پاس بھیجدیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہم دمشق میں پہنچے تو تین روز تک ہشام نے ہم کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی۔ چوتھے دن ہم کو اپنے دربار میں بلا بھیجا جب ہم اُس کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنے تخت شاہی پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنے تمام لشکر کو اپنے یمین ویسار مسلح اور مکمل کر کے صف بستہ کھڑا کیا تھا اور وسط مکان دربار میں ایک تودہ تیر اندازی کا تیار کرایا تھا اور رؤسائے سلطنت اُس کے سامنے شرطیہ تیر لگاتے تھے۔

امام علیہ السّلام سے تیراندازی کی فرمایش

میرے پدر بزرگوار آگے تھے اور میں اُن سے پیچھے تھا۔ اتنے میں ہشام نے میرے پدر عالیمقدار سے کہا کہ آپ بھی ان لوگوں کے ہمراہ تیر لگائیں۔ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ میں ضعیف ہو گیا ہوں اور اب مجھسے تیر اندازی نہیں کی جاتی ہے۔ اگر مجھے اسوقت اس سے معاف رکھا جائے تو بہتر ہوتا۔ ہشام نے کہا قسم اُس خدا کی جس نے مجھے اپنے دین اور جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے ممتاز فرمایا۔ میں آپکو معاف نہ کروں گا۔ یہ کہکر مشائخ بنی اُمیہ میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی تیر وکمان ان کو دیدو اُسوقت اُس سے تیر وکمان لیکر ایک تیر چلّہ کمان میں رکھا اور بقوت امامت نشانہ پر لگایا اور تیر وسط نشانہ پر لگا۔ پھر دوسرا تیر پہلے تیر کے مقابلہ پر اُس کے پیکان پر مارا الغرض نو؟ تیر اسی طرح یکے بادیگرے لگائے کہ ہر تیر پہلے تیر کے پیکان پر پڑا اور اُسکو دو ٹکڑے کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ واقعہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد سے لیکر جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی چہل سالہ مدت۔ چونکہ نہایت خاموشی اور سکوت کی حالت میں گذری اور آج تک اس طبقہ کرام میں وہی خاموشی اور سکوت موجود تھا مگر ان غلط فہمیوں کا کیا علاج اور ان شبہوں کی کیا دوا ہو سکتی ہے کہ وعظ وارشاد کے خدمات بھی۔ امر خلافت اور سلطنت کے استحکام واستحفاظ کے لئے صرف اس بنا پر

مضر اور مخل سمجھے گئے کہ ان وعظ و ارشاد کے ذریعہ سے عموماً آدمیوں کا رجوع ان حضرات کی طرف ثابت ہوگا اور اُن کے قلوب کا میلان ان کی جانب قایم ہو جائیگا۔ جو ایک وقت اجماع کثیر کی صورت پکڑ کر ان حضرات کو خروج کرنے اور فوج کشی پر آمادہ ہونے کی جرائت دلائے گا۔ اِس بنا پر ہشام نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی روک تھام کی اور آپ کے نظر بند کرنے کی فکر کی مدینہ سے شام بلا بھیجا۔

اب دیکھو دنیا کے خود غرض اور مردان خدا کے کاموں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ہشام کی طلبی پر ذرا بھی پس و پیش نہ فرمایا۔ اور بے خوف و خطر اُس کے دربار میں جا پہنچے۔ اگرچہ اُس خدا ناشناس نے اپنی اظہار سطوت اور آپ کی تنقیصت کے خیال سے آپ کو تین روز تک اپنے دربار میں نہیں بلایا۔ اور چوتھے دن بُلایا بھی تو ایک محض معمولی طور پر اور خصوصاً ایسے وقت میں جب وہ اپنے ایک معمولی لہو و لعب میں مشغول تھا مگر اس منقصت یا کسر شان کی غرض سے بالعوض اِس کے کہ آپ سے ارشاد و ہدایات اور احکام دینیات کی نسبت سوال کرے امام علیہ السلام کو بھی اُسی شغل میں مصروف ہونے کی فرمایش کی جس میں وہ اور اُسکے حاضرین دربار پہلے سے مصروف تھے۔ ہشام امامؑ کی معرفت سے بالکل ناواقف تھا۔ اُس کے دماغ میں اتنی صلاحیت کہاں۔ جو امام اور اُس کے کمال ذاتی و صفاتی کو معلوم کرسکے اُس کو تو حاضرین دربار کے سامنے آپ کی تنقیصت بہر طور مرکوز خاطر تھی۔ عام اِس سے کہ وہ کسی امر میں ہو۔ اُس نے سمجھ لیا تھا کہ امام بیچارے گھر کے بیٹھنے والے۔ تعلیم و ارشاد کے آدمی۔ وہ کجا اور فن سپہگری کجا۔ وہ کجا اور فن تیر اندازی کجا مگر اُس کو کیا معلوم۔ حجۃ اللہ زمانہ۔ جو منجانب اللہ منصوص ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے تمام چھوٹے بڑے علوم میں عوام الناس سے زیادہ دستگاہ رکھتا ہے۔ اور عام قوائے انسانی سے اُس کو دس حصے تمام قوتیں زیادہ عطا کی جاتی ہیں۔

بہر حال اتنا لکھکر ہم اپنے پہلے سلسلۂ بیان کو آگے بڑھاتے ہیں کہ جب ہشام نے فن تیر اندازی میں آپ کا یہ کمال ملاحظہ کیا تو اُس کے ہوش و حواس اُڑ گئے اور بے اختیار ہو کر آپ سے کہنے لگا کہ اے ابو جعفر علیہ السلام تمنے کیا خوب تیر نشانہ پر لگائے ہیں

اس فن میں تم ماہر ترین عرب وعجم ہو یہ کیوں کہتے تھے کہ میں بوجہ ضعف کے اب قادر نہیں ہوں بعد اُس کے وہ سخت نادم اور پشیمان ہوا اور دیر تک سر جھکائے خموش بیٹھا رہا اور آپ اُس کے سامنے اُسی طرح کھڑے رہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جب ہمارے قیام کو زیادہ طول ہو گیا تو ہمارے والد نامدار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو بھی سخت طیش آیا۔ اور آپ کا معمول تھا کہ جب زیادہ خشمناک ہوتے تھے تو اُسوقت آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آثار غضب آپ کی جبیں سے ظاہر ہوتے تھے۔ ہشام نے آپ کی اس کیفیت کو آپ کے چہرہ سے مشاہدہ کر کے آپ کو اپنے قریب بلایا اور اپنی داہنی جانب آپ کو اپنے تخت پر بٹھلایا۔ اور پھر مجھکو (امام جعفر صادق علیہ السلام) بلا کر بائیں طرف تخت پر جگہ دی۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ زیبا ہے کہ قبیلہ قریش ہمیشہ عرب وعجم پر فخر کریں کہ آپ کے ایسا مرد بزرگ اُن میں موجود ہے۔ مجھے آپ آگاہ کریں کہ یہ فن تیراندازی آپ کو کس نے تعلیم کیا ہے۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ صفت تمام اہل مدینہ میں شائع ہے اور میں نے بچپن میں چند روز یہ شغل کیا تھا۔ جب سے آج تک پھر اتفاق نہیں ہوا۔ مگر اسوقت تم نے جب بہت اصرار کیا اور قسم دلائی تو میں نے آج کمان اپنے ہاتھ میں اُٹھالی۔

ہشام کہنے لگا کہ ایسا تیرانداز میں نے آجتک نہیں دیکھا آیا آپ کے یہ صاحبزادے بھی اس فن میں مثل آپ کے ہیں؟

امامت کے متعلق ہشام کے سوالوں کا جواب

امام محمد باقر علیہ السلام نے اُس کے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہم اہلبیت رسالت کے علم وکمال اور اتمام دین کو خداوند عالم نے آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا عطا فرمایا ہے۔ اور ہم میں سے ایک دوسرے سے میراث پاتا ہے اور دنیا ہرگز ہم سے خالی نہیں رہتی۔ کہ ہم میں سے ایک کامل اُس میں نہ رہتا ہو اور ہر امر میں سب لوگ اُس سے نیچے اور قاصر رہتے ہیں۔

جب آپ کا یہ کلام ہدایت انضمام سُنا تو ہشام کا رنگ سرخ ہو گیا اور نہایت غضبناک
ہوا اور اُس کی داہنی آنکھ کج ہو گئی۔ اور یہ اُس کے فرط غضب کی خاص علامت تھی
پھر ایک ساعت تک سر جھکائے رہا۔ اور خموش رہا پھر تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا
اور کہنے لگا آیا ہمارا اور آپ کا نسب ایک نہیں ہے اور کیا ہم تم دونوں عبد مناف
کے فرزند نہیں ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ مگر حق سبحانہ تعالےٰ
نے ہم کو اپنے اسرار مکنون سے مطلع اور حاملین علم سے مخصوص کیا ہے اور یہ مرتبہ کسی
دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ وہ ملعون کہنے لگا آیا ایسا امر نہیں ہے کہ خدا نے جناب محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شجرہ عبد مناف سے تمام خلق کی طرف سفید و سیاہ پر مبعوث
فرمایا پس یہ میراث آپ کے لئے مخصوص کہاں سے ہو گئی۔ حالانکہ حضرت رسولخدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام خلائق پر مبعوث ہوئے ہیں اور خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے
وللہ میراث السموات والارض پھر کس سبب سے میراث علم آپ کے لئے مخصوص
ہوئی باوجودیکہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور آپ پیغمبروں سے نہیں۔
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں خدائے سبحانہ تعالےٰ نے اُس جگہ مخصوص
فرمایا ہے جس جگہ اپنے رسول صلعم پر وحی نازل کی اور فرمایا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ
اور اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ مخصوص گردانا تم کو اپنے علم سے اور اسی سبب سے پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اپنے اُن اسرار
سے مخصوص کیا کہ تمامی صحابہ سے وہ اسرار پوشیدہ رکھے گئے اور جب یہ آیہ نازل
ہوا کہ وتعیہا اذن واعیہ یعنی یاد رکھتے ہیں اُسے گوشہائے ضبط کنندہ و نگاہدارندہ
اُسوقت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی علیہ السلام میں
خدا سے سوال کرتا ہوں کہ اُن اسرار کا گوش شنوا خدا تم کو دے اور اسی وجہہ سے
حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام فرماتے تھے کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے ہزار باب مجھے علم کے سکھلائے کہ اُس کے ہر باب سے ہزار باب
اور کھُلے۔ پس جس طرح تم لوگ اپنے بھید کو اپنے خاص لوگوں سے کہتے ہو اور
غیروں سے چھپاتے ہو اُسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے
بھیدوں کو حضرت علی ابن ابیطالب سے کھولا اور غیروں کو اسکے لایق نہ جانا

اسی طرح جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے اپنے اہلبیت میں سے کسی خاص شخص کو اپنا محرم راز قرار دیا اور آپ سے اُسی کو یہ علوم و اسرار میراث میں پہنچے۔

ہشام نے اتنا سنکر کہا کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام تو اس کا دعوے رکھتے تھے کہ وہ علم غیب جانتے ہیں حالانکہ خداوند عالم نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک نہیں کیا۔ پس وہ کیسے یہ دعوے کرتے تھے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل کیا اور جو کچھ کہ گزر چکا یا قیامت تک گزرے گا۔ اُس میں درج ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ وانزلنا علیک کتاباً تبیاناً لکل شیءٍ وھدی وموعظة للمتقین اور پھر ارشاد فرماتا ہے وکل شیءٍ احصیناہ فی امامٍ مبین اور اسکے علاوہ خدا نے اپنے رسول صلعم پر وحی نازل فرمائی کہ جس غیب اور اسرار پر تمہیں ہمنے مطلع کیا اُس پر تم علیؑ کو ضرور مطلع کر دو اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بعد اُن کے وہ قرآن کو جمع کریں اور متکفل غسل وکفن وحنوط آنحضرت صلعم ہوں اور غیروں کو نہ آنے دیں اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حرام ہے تم پر اور میری ازواج پر کہ نظر کریں میری شرمگاہ پر بجز میرے اور میرے بھائی علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے۔ کیونکہ علیؑ مجھسے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور جو کچھ کہ میرے پاس ہے وہ اُسی کا مال ہے اور علی علیہ السلام پر لازم ہے کہ جو کچھ کہ مجھ پر ہے اور وہ میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کا پورا کرنیوالا ہے پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ علی علیہ السلام میرے بعد کافروں سے تنزیل قرآن پر مقاتلہ کرینگے اور کسی صحابی کو بجز علی علیہ السلام کے قرآن کی تاویل جائز نہیں تھی اور اسی جہت سے جناب رسو لخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ علم قضا میں داناترین مردم علی علیہ السلام ہیں۔ یعنی چاہیئے کہ وہی قاضی تم سب کے ہوں اور عمر ابن خطّاب نے چند بار کہا تھا کہ علی علیہ السلام نہوتے تو عمر مارا جاتا۔ پس عمر نے گواہی علم آنحضرت کی دی اور کچھ لوگ منکر ہیں۔

یہ تقریر سنکر ہشام نے پھر اپنا سر جھکا لیا اور دیر تک سکوت اختیار کیا آخر اُسنے سر ندامت اُٹھاکر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی جو حاجت ہو وہ بیان کیجیے

آپ نے اُس کے جواب میں ارشاد کیا کہ میرے اہل و عیال میرے یہاں چلے آئے نہایت متوحش اور خوفناک ہیں۔ چاہتا ہوں کہ اگر مجھے گھر واپس جانے کی رخصت دیجائے۔ ہشام نے کہا بہت اچھا۔ آج ہی آپ تشریف لیجائیں۔ یہ کہکر اُس نے حضرت علیہ السلام سے معانقہ کیا اور ہم سب اُسیوقت رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ کو واپس آئے۔ جلاء العیون صفحہ ۲۵۰-۲۵۱

ہم برابر دکھلاتے آئے ہیں کہ خاصان خدا اور برگزیدگان حضرت رب العلا کو اعلاء کلمۃ الحق و اظہار صدق مطلق کی ضرورتوں کے وقت نہ کسی سلطان کی ثروت و اقتدار کا خوف ہوتا ہے اور نہ کسی کے جبر و اختیار کا۔ وہ خاصان خدا اور مجاہدان فی سبیل اللہ وکفی بربک ھادیا و نصیرا کی سچی بشارتوں پر یقین کامل رکھکر اپنی حجت و براہین کو علی روس الاشہاد وارشاد فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہشام کے شاہی تزک و احتشام اور اُسکے سلطانی سامان و انتظام نے امام علیہ السلام کی خاطر قدس مآثر پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔ اُس نے جو جو سوال کئے آپ نے اُس کے ایسے دندان شکن اور مسکت جواب دئے کہ پھر اُسکو زیادہ اصرار کی گنجائش نہیں رہی اور سوائے خموش رہجانے اور آپ کو وہاں سے رخصت کر دینے کے اور کچھ بن نہیں پڑا۔ جیسا کہ اوپر بسلسلہ بیان سے کماحقہ ظاہر ہوا۔

دمشق سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی واپسی۔ نصرانی عالم کے سوالوں کا جواب اور اُسکا مشرف باسلام ہونا

جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی مراجعت کے حالات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ ہشام سے رخصت ہو کر شہر سے باہر نکلے تو ایک میدان میں بہت بڑا آدمیوں کا مجمع نظر آیا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رہبانوں اور قسیسوں کی جماعت اپنے عالم نصرانی کی زیارت کے لئے جمع ہوئی ہے۔ جو سال میں ایک مرتبہ اس مقام خاص پر آکر اُن کو موعظت اور ہدایت کیا کرتا ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے روئے مبارک کو ردا سے اسوجہ سے چھپا لیا تھا

کہ آپ کو کوئی نہ پہچانے اور نصرانیوں کی جماعت کے ساتھ اُس کوہ پر چڑھ گئے جہاں
اُس عالم نصرانی کا مقام تھا۔ اور اُن کے مجمع میں بیٹھ گئے۔ جب تمام خلقت جمع ہو گئی
تو وہ عالم نصرانی اس طرح باہر لایا گیا کہ بوجہ ضعف پیری اور نقاہت اعضا کے اُس
کو ہاتھوں ہاتھ تھامے تھے۔ اُس کے سن کے اعتبار سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حواریون
علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے دیکھنے والوں میں تھا اور کبر سنی کی وجہ سے اُس
کی بھویں اُس کی آنکھوں پر لٹک رہی تھیں لوگوں نے اس حال سے اُس کو مجلس
میں بٹھلایا جہاں اُس کے لئے ایک مسند پر تکلف بچھی ہوئی تھی۔ جب وہ عالم نصرانی
بیٹھا اور اُس نے نظر اُس مجمع پر چاروں طرف دوڑائی یکایک اُس کی نگاہ جناب
امام محمد باقر علیہ السلام پر گئی۔ فوراً وہ آپ سے پوچھنے لگا کہ آپ ہم لوگوں میں سے
ہیں یا امت مرحومہ کے لوگوں میں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میں امت مرحومہ محمدیہ
سے ہوں۔ (علےٰ نبینا وآلہ وسلم) پھر اُس نے پوچھا کہ آپ جاہلین امت سے ہیں یا
عالمین امت سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جاہلوں سے نہیں ہوں۔ یہ سُنکر
اُس کو تردد ہوا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ میں سوال کروں یا آپ خود سوال کرینگے۔ آپ نے
ارشاد فرمایا نہیں۔ تو ہی سوال کر۔

اُس نے کہا کہ ہم کو ایسے وقت کا نام بتلائیے۔ جو نہ دن میں شامل ہے اور نہ رات
میں داخل۔ آپ نے اُسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ وقت بین الطلوعین ہے
اور وہ وقت اوقات بہشت سے ہے۔ اور وہ ایسا وقت ہے جبوقت بیماروں
کو ہوش آجاتا ہے اور تمام درد ساکن ہو جاتے ہیں اور جسکو رات بھر نیند نہ آئی ہو
اُس وقت نیند آجاتی ہے۔

نصرانی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر نصرانی نے کہا کہ تم مسلمانوں کا عقیدہ ہے
کہ اہل بہشت نہ پاخانہ پھرتے ہیں اور نہ پیشاب کرتے ہیں۔ آیا اُن لوگوں کی نظیر
دنیا میں بھی ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں دنیا میں اُن لوگوں کی نظیر اُن
بچوں کی سی ہے جو اپنی ماؤں کے شکم میں رہتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ وہ ماں کے شکم میں کھاتے
ہیں اُس کا فضلہ جدا نہیں کرتے۔ اور جو کچھ پیتے ہیں اُس کا پیشاب نہیں ہوتا۔

اب تو وہ نصرانی سخت پشیمان اور پریشان ہوا۔ اور متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ تو کہتے تھے

کہ ہم علمائے امت سے نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں جاہلین امت سے
نہیں ہوں۔

اُس عالم نصرانی نے پوچھا کہ اچھا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بہشت کے میوے کھانے
سے کم نہیں ہوتے آیا اس کی نظیر آپ دنیا کی کسی چیز میں دکھلا سکتے ہیں۔ آپنے فرمایا
کہ اُس کی مثال چراغ کی ہے کہ اگر اُس سے سو ہزار چراغ بھی جلا لئے جاویں تب بھی
اُس چراغ کے نور میں کوئی کمی نہیں آئیگی۔

نصرانی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اُس نے پوچھا آپ ہیں اُن دو بھائیوں کے
احوال سے خبر دیجئے جو دنیا میں توام پیدا ہوئے اور ساتھ ہی فوت ہوئے۔ مگر ایک
کی عمر پچاس برس کی ہوئی اور دوسرے کی ڈیڑھ سو برس۔ آپ نے اُس کے
جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ عزیر اور عزیرہ پیغمبر صلی اللہ علی نبینا وآلہ وسلم پیغمبر تھے
یہ دونوں بزرگوار۔ دنیا میں ایک روز پیدا ہوئے اور ایک ساتھ ایک ہی دن رحلت
فرمائے عالم بقا ہوئے۔ تیس برس تک یہ دونوں حضرات حی القایم رہے بعد تیس
برس کے خداوند تبارک وتعالے نے عزیر کو مار ڈالا۔ اور سو برس کے بعد پھر زندہ
فرمایا۔ اور وہ حضرت پھر اپنے برادر مقدس کے ساتھ بیس برس تک زندہ رہے
اور پھر ایک ہی روز انتقال فرمایا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے یہ کلام صداقت التیام سنکر اُس عالم نصرانی کے تو
ہوش وحواس اُڑ گئے اور وہ زمین پر گر پڑا۔ حضرت نے وہاں سے مراجعت فرمائی
اتنے میں اُس کو ہوش آیا تو وہ آپ کے پیچھے چلا اور آپ کے قریب جاکر پوچھنے لگا
کہ آپ کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا محمدؐ۔ اُس نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں اُن کا نواسا ہوں۔ اُس نے کہا کہ آپ کی
مادر گرامی کا کیا نام ہے آپ نے جواب دیا فاطمہ علیہا السلام۔ اُسنے کہا کہ آپ کے
والد بزرگوار کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا علی علیہ السلام۔ نصرانی نے کہا کہ ایلیا کے
صاحبزادے ہیں جن کو زبان عربی میں علی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اُس نے
پوچھا کہ آپ شبر ہیں یا شبیر۔ آپ نے فرمایا کہ میں شبیر کا بیٹا ہوں۔ یہ سنتے ہی
وہ عالم نصرانی امام علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف با سلام ہوا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہشام کی بار دگر بد عنوانیاں

اس واقعہ کے پورے حالات مشاہدہ کرنے کے بعد تمام اہل شام پر آپ کے ارشاد و ہدایت کا ایک عجیب اثر پیدا ہوا اور اس کی مفصل کیفیت ہشام کو معلوم ہوئی تو اس کو سخت تردد پیش ہوا۔ اور اس نے آپ کو پھر واپس بلا لیا اور ظاہری خاطر و مدارات کے حیلوں سے آپ کو نظر بند کرنا چاہا۔ مگر اس نظر بندی کی حالت میں بھی خلائق کا رجوع آپ کی طرف مشاہدہ کر کے آپ کو مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفا کی طرف فوراً رخصت کر دیا مگر تاہم مصداق اینکہ ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین است　　مقتضائے طبیعتش این است

وہ آپ کے تبحر علمی اور کمالات کو دیکھ کر اپنے ظاہری اور خود نمائی اقتدار کے قائم رہنے کی وجہ سے بہت متردد ہوا اور اسی وقت سے آپ کی ہلاکت کی فکریں کرنے لگا جو عنقریب بیان ہوں گی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور اہل مداین

ہشام سے ان حضرات عالی درجات کی مراجعت کے وقت ہشام نے اپنی مخالفت اور نفسانیت کی وجہ سے بیرونجات میں تمام اپنے احکام علی الاعلان جاری کرا دئے کہ ان لوگوں (امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام) کو نہ کوئی شخص اپنے گھر مہمان رکھے اور نہ ان کے ساتھ کوئی سودا بیچے۔ کیونکہ یہ لوگ اولاد ابو تراب سے دو مشہور ساحر ہیں۔ ایک کا نام محمد ابن علی ہے اور دوسرے کا نام جعفر ابن محمد علیہما السلام ہے۔ (معاذ اللہ)

مہمان کشی اور دعوت میں عداوت تو بنی امیہ کے لازمۂ فطرت میں داخل ہے۔ جن لوگوں نے تاریخی دنیا کی سیریں کی ہیں اور ان واقعات پر عبور کامل رکھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ بنی امیہ اور ہاشم کی عداوت بھی حجاج کی دعوت ہی سے شروع ہوئی ہے۔ اور جس کی انجام دہی میں بنی امیہ کو ہاشم مرحوم کے مقابلہ میں پوری زک اور ہزیمت اٹھانی ہوئی۔ دیکھو تاریخ طبری جلد سوم۔

بہر حال اتنا لکھکر ہم اپنے قدیم سلسلہ بیان پر آجاتے ہیں - امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب شہر دمشق سے نکلکر شہر مدائن میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ہم سے ایک بار قطعی تنفر ظاہر کیا اُن کی نفرت اور کج خلقی اور بدسلوکی کی یہ حالت تھی کہ جس دروازے پر ہم پہنچتے تھے - وہ گھر والا ہم کو دیکھکر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتا تھا - اور کھانا پینا دینا کیسا اور مہمانی و ضیافت کیسی ہم کو کوئی چیز قسم اذوقہ سے بقیمت دینے پر بھی راضی نہیں ہوتے تھے - غرض ہم لوگ اُس شہر کے اِس سرے سے لیکر اُس سرے تک - ہو آئے - مگر کسی شخص نے ہمارے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا - کسی نے کوئی چیز نہ ہمارے ہاتھ بیچی اور نہ ہم کو اپنی طرف سے دی - یہانتک کہ ہم کو اپنے گھر میں اُترنے بھی نہیں دیا - ہمارے ہمراہی خادموں اور ملازموں نے اُن سے بہت منت و سماجت کی اور اُن کو بہت سمجھایا کہ ہم کو وہ رات کی رات اپنے کسی مکان میں رہنے دیں اور کھانے پینے کی چیزیں ہمسے قیمت لیکر دیں - مگر تاہم وہ ذرا بھی شنوا نہ ہوئے - بلکہ اس منت و سماجت کے عوض میں جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام پر (معاذ اللہ) لعنت کرنے لگے -

اُن لوگوں کی یہ شقاوت دیکھکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہشام کے آدمیوں نے تمہیں جیسا کہا ہے اگر ہم ویسے ہی ہیں اور حقیقت میں ہم لوگ ساحر ہیں جیسا کہ تم لوگوں سے کہا گیا ہے - تاہم تمہیں تو کوئی حرج نہیں ہے - تمہارے مذہب اسلام میں تو اہل ذمہ اور اہل جزیہ سے بھی لین دین کے معاملات جائز ہیں - اُن لوگوں نے جواب دیا کہ تم لوگ تو اہل ذمہ سے بھی زیادہ بُرے ہو کیونکہ وہ لوگ تو جزیہ ادا کرتے ہیں اور تم لوگ تو کچھ بھی نہیں دیتے -

اُن لوگوں کا یہ جواب سُنکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو غصہ آیا - آپ نے اُن کو تو کچھ جواب نہ دیا - وہاں سے آگے بڑھے اور اُس پہاڑ پر چڑھ گئے جو اُن کے شہر کی طرف واقع تھا - اور ایکبار اپنے گوش مبارک میں اُنگلیاں دیکر یہ آیۂ وافی ہدایہ جو حضرت شعیب علےٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام کے ذکر میں نازل ہے بقیت اللہ خیرا لکم ان کنتم مومنین باواز بلند تلاوت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے گروہ مردم ہم لوگ وہی بقیہ خدا ہیں زمین پر -

آپ کی اِس آواز کو تمام اہل شہر نے سُنا اور اُن پر کچھ مصیبتناک کیفیت طاری ہوئی
کہ تمام اہل شہر اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ اُسوقت اُن لوگوں نے جناب
امام محمد باقر علیہ السلام کے جمال مبارک کی طرف نظر کی تو ادر خوف کا عالم اُن پر طاری
ہوا۔ اُن لوگوں میں ایک ضعیف العمر شخص تھا۔ اُس نے تمام اہل شہر کو آواز دیکر اپنی
طرف مخاطب کیا اور باآواز بلند چلا کر کہا کہ لوگو۔ قہر خدا سے ڈرو۔ یہ شخص اِس پہاڑ پر
اُسی مقام پر کھڑا ہے۔ جس مقام پر جناب شعیبؑ علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام ایکبار پہلے
کھڑے ہو چکے تھے۔ اور اُنھوں نے ایکبار ایسے ہی اہل شہر کو نفرین کی تھی اور وہ سب
کے سب معذب بعذاب الٰہی ہوئے تھے۔ پس اے لوگو اگر ہم لوگ اپنے ان مہمانوں
کے واسطے اپنے گھروں کے دروازے نہ کھولینگے تو عذاب خدا میں ضرور گرفتار ہونگے
جب اُس بوڑھے آدمی کی تقریر اہل شہر نے سُنی تو وہ حد سے زیادہ ڈر گئے۔ اور
سبھوں نے اپنے اپنے گھروں کے دروازے کھولدیے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب دروازۂ شہر کھُل گیا تو ہم لوگ داخل شہر
ہوئے اور وہاں سے کوچ کر کے منزلیں طے کرتے ہوئے پھر مدینہ لوٹ آئے۔

زید ابن حسن ابن حسن علیہ السلام کی مخالفت

کسی کا پردۂ عزت جنوں کتاں نہ کرے
خدا برہنہ کرے ننگ خانداں نہ کرے

دُنیا بہت بُری شے ہے۔ ہشام تو غیر تھا اسلئے اِن کے فضائل اور کمال علمی کو اپنی
آنکھوں نہ دیکھ سکا۔ قیامت ہوئی کہ خود غرضی۔ طمع دنیاوی اور نفسانیت نے گھر والوں
میں بھی اِن حضرات کی مخالفت پیدا کردی۔ اور آپ کے وہ قدیم دشمن (سلاطین
بنی اُمیہ) جو ہمیشہ اِن حضرات کے استیصال اور نام مٹانے کی فکروں میں لگے رہتے
تھے۔ یہ خبر پاکر اپنے ارادوں میں اور قوی ہو گئے۔ اور اُن کو اچھی طرح اپنی سازش اور
قابو میں لاکر۔ اُنہیں کے ذریعہ سے جو اُن کے دلی مقصود تھے اُس کی تکمیل پر آخرکار
قادر ہو گیا۔

اگر تحقیق سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ مخالفت بھی کوئی نہیں تھی منصب امامت

کو بھی خواہ مخواہ۔ دنیا کی نمودداری اور ثروت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا تھا اور ہر شخص اہلبیت ہونے کے ساتھ منصب امامت کا بھی دعویدار ہوتا تھا۔ اور افسوس۔ دُنیا ایسی پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ آگے کی کچھ بھی خبر نہیں تھی۔ عام اِس سے کہ امام ہونے کی قابلیت۔ امام ہونے کی حیثیت اور امام ہونے کی صلاحیت اُن میں ہو یا نہو۔ مگر وہ امامت کا دعوے ضرور کریں گے حقیقت میں۔ خودغرضی اور نفسانیت نے اُنکی طبیعتوں کو جادۂ اعتدال سے علیحدہ کر دیا تھا۔ وہ نہ امام کو پہچانتے تھے اور نہ صفاتِ امام کو جانتے تھے ع بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست۔

زید ابن الحسن اور اوقاف علی علیہ السلام

کتاب کافی کی شرح صافی میں لکھا ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز نے سنہ ہجری یا سنہ ہجری میں عامل مدینہ کو جس کا نام ابی حزم تھا لکھ بھیجا کہ عمر۔ عثمان۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے موقوفات کی فہرست کر کے بھیجو۔ ابن حزم نے اور فردیں تیار کر لیں۔ موقوفات علی علیہ السلام کی تیاری کے وقت اُسنے زید ابن حسن کو جو اُسوقت باعتبار سن کے تمامی بنی ہاشم میں بزرگ تھے۔ بلایا اور اُن سے فہرست مطلوبہ طلب کی اُنھوں نے اُس کے جواب میں کہا کہ میرے پاس کیا ہے جو کچھ ہے وہ علی علیہ السلام کے بعد حسن علیہ السلام اور حسن علیہ السلام کے بعد حسین علیہ السلام کو اور حسین علیہ السلام کے بعد علی ابن الحسین علیہما السلام کو اور علی ابن الحسین علیہما السلام کے بعد باقر علیہ السلام محمد ابن علی علیہما السلام کو ملا ہے۔ یہ سُنکر ابی حزم نے اُن کو تو رخصت کیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے فہرست طلب کی۔ آپ نے دیدی۔

زید کی چھیڑ چھاڑ اُسیوقت سے شروع ہوئی۔ کیونکہ ابی حزم سے زید کی یہ اطلاع خفا نہیں تھی بلکہ استغاثتاً تھا۔ جیسا کہ صافی میں اِس حدیث کو بیان کرتے ہوئے راوی حدیث کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب اولاد امام حسن علیہ السلام خود اس ترتیب کو جو اوپر لکھی گئی جانتے تھے تو پھر دعوے کیسا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا نعم کما یعرفون ان ھذا اللیل ولکنھم یحملھا الحسد او طلبوا الحق بالحق لکان خیراً لھم ولکنھم یطلبون الدنیا۔ ہاں وہ جانتے

ہیں اور اس طرح جانتے ہیں کہ جیسے رات کو کہیں کہ رات ہے۔ لیکن اُن کو حسد اپنی جگہ سے اُبھارتا ہے۔ وہ حق کے ذریعہ سے طلب دنیا کریں تو اُن کے لئے کہیں بہتر ہو۔ مگر وہ تو دنیا کو باطل کے ساتھ طلب کرتے ہیں یعنی امامت کی آڑ میں دنیا طلب کرتے ہیں زید ابن حسن کی کارروائی یہیں تک پہنچکر تمام نہیں ہوگئی۔ اسوقت تو صرف استغاثہ کی صورت میں ایک خفیف سی تحریک کرکے رہ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہشام کے زمانہ سلطنت میں انہوں نے کھُل کر قاضی مدینہ کے پاس ان اوقاف خاندانی کی نسبت اپنا پورا دعوے پیش کردیا۔

زید ابن حسن اور زید ابن علیؑ کا محاکمہ

چنانچہ علامہ قطب راوندی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی لکھتے ہیں کہ زید ابن حسن علیہ السلام نے میرے پدر بزرگوار سے اوقاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسبت مخاصمہ کیا۔ زید کہتے تھے کہ امام حسن علیہ السلام چونکہ اولاد اکبر ہیں اسلئے اُن کا فرزند اولیٰ تر ہے فرزند امام حسین علیہ السلام سے۔ ایک روز زید ابن حسن میرے چچا (زید ابن علی ابن حسین علیہما السلام) کو قاضی مدینہ کے پاس لے گئے اثنائے خصومت میں میرے چچا سے کہنے لگے اے پسر کنیز سندی۔ میرے چچا نے یہ سُنکر کہا تُف ہے ایسی خصومت پہ اور اُف ہے ایسی عداوت سے جس میں نام مادراں لیا جاوے۔ اب میں جب تک زندہ ہوں تمسے کبھی بات نہ کرونگا۔ یہ کہکر چچا میرے پدر عالی مقدار کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے اے بھائی میں نے قسم کھائی ہے کہ اب میں زید سے بات نہ کرونگا۔ اب آپ ہی پر مجھے اعتماد ہی۔ اگر آپ اُس سے معترض نہ ہوجئے گا تو میرا حق ضائع ہوجائیگا۔ جب زید ابن حسن کو اس کی خبر لگی کہ اب محمد باقر علیہ السلام بالنفس النفیس مجھسے معترض نہ ہوں گے تو وہ خوش ہوا۔ اور اُنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ میں اسی مخاصمت کی وجہ سے اُنکو تمام لوگوں کی نگاہوں میں بیقدر کردونگا

زید ابن حسنؑ اور امام علیہ السلام سے محاکمہ

یہ خیال کرکے زید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چلیے ہم

آپ قاضیٔ شہر کے پاس چلیں جب آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ نے زید کو کھڑا کر کے نصیحت کرنی شروع فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس دعوئے ناحق سے باز آؤ اور دوستانِ خدا سے بے سبب مخاصمہ نہ کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہیں معجزہ دکھلا دیں اچھا لو تمہارے ہاتھ میں ایک چھری ہے۔ جسے تم مجھسے پوشیدہ کئے ہو۔ اور وہ میرے استحقاق پر گواہی دیگی۔ چنانچہ اُس چھری نے گواہی دی۔ پھر آپ نے اُس پتھر سے شہادت دلوائی جس پر آپ اور زید کھڑے ہوئے تھے۔ پھر ایک درخت سے بھی ایسی ہی گواہی دلوائی۔

زید ان متواتر اعجاز کو دیکھکر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ یہ حالت دیکھکر امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کو زمین سے اُٹھایا۔ مگر برا ہو۔ اس موذی نفس کا جس نے اتنے معجزات کے مشاہدہ کرنے پر بھی زید کے قلب پر کوئی اثر نہ ہونے دیا۔ بلکہ برعکس اسکے آتش حسد و نفسانیت اور مشتعل ہو گئی۔

زید ابن حسن کا شام جانا اور ہشام سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے خلاف میں سازش کرنا

اس واقعہ کے بعد۔ زید ابن حسن اُسی دن مدینہ سے اُٹھے اور ہشام کے پاس شام میں پہنچ گئے اور پہنچتے ہی ہشام سے کہنے لگے کہ میں اسوقت ایک ایسے جادوگر کے پاس سے آرہا ہوں کہ اُس کا زندہ چھوڑنا تمہارے لئے کبھی حلال نہیں ہو سکتا۔ پھر ساری روداد کہہ سُنائی۔

استغفر اللہ ربی واتوب الیہ۔ دُنیا کی دولت چاہے وہ مقدار میں کتنی ہی کیوں نہو۔ مگر اُس کی طمع ایسی بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ انسان سے جو نہ کرالے وہ تھوڑا ہے افسوس۔ زید کے گھر میں زمانہ کے خانہ برانداز وں نے چھوڑا ہی کیا تھا۔ جسکا شمار املاک واقطاع دنیاوی میں کیا جاتا۔ دو چار زمین کے ٹکڑے باقی رہ گئے تھے جو موقوفات میں داخل تھے۔ اور اُنپر بھی چاروں طرف سے مخالفوں کے دندان آز تیز تھے۔

اس میں شک نہیں کہ ان موقوفات کا انتظام امام وقت سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر وہ حضرات

خدا کی عدالت ہم تھے اُسکے محاصل کو کبھی اپنے ذاتی مصارف میں نہیں اُٹھا سکتے تھے بلکہ اپنے متعلقین و متوسلین اور سائر بنی ہاشم کی خبرگیری اور پرورش اُسی سے ہوتی تھی۔ جیسا کہ آیندہ اور اماموں کے حالات سے مفصل طور پر معلوم ہو جائیگا۔
مگر یہاں تو زید ابن حسن کا نفس مطلب دوسرا تھا وہ تو یہ کہتے تھے کہ امام حسن علیہ السلام کی اولاد ہم ہیں۔ اسلئے ہم کو امر امامت کے ساتھ تمام موقوفات کا بھی ولی بالتصرف ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اولاد امام حسین علیہ السلام۔ مگر افسوس۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔
ابھی ابھی حاکم مدینہ ابی حزم کے پاس عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ میں خود ہی بیان کر چکے ہیں کہ یہ تمامی امور امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام کے سپرد ہوئے جب یہ امر اُنھی بزرگواروں میں خود تصفیہ پا چکا تو پھر اب تیسری پشت میں اس نزاع کے پیدا کرنے کا ان کو کون حق باقی ہے۔
بہر حال۔ آمدم بر سر مطلب۔ غرضکہ زید سے جہاں تک ہو سکا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے ہشام کے خوب خوب کان بھرے۔ ہشام تو ایسے وقتوں کی تاک میں تھا۔ اُس کو یہ موقع خوب ہاتھ لگ گیا۔

امام علیہ السلام کی طلبی میں عامل مدینہ کے نام خط اور اُس کا جواب

اُسنے زید کی خوب آؤ بھگت کی اور ان کے کہنے کے مطابق عامل مدینہ کو لکھ بھیجا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو گرفتار کر کے مدینہ بھیجدو۔ ہشام کا یہ فرمان جب عامل مدینہ کے نام مدینہ میں پہنچا۔ تو ہشام نے ایکدن خلوت میں زید سے پوچھا کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو بلا بھیجا ہے۔ اگر وہ آگئے۔ اور میں نے تم کو اُن کے قتل کا حکم دیا تو تم اُن کو قتل کر دگے۔ زید نے کہا ہاں۔ میں اُن کو قتل کرونگا۔
اِس واقعہ سے زید کی نفسانیت اور ہشام کی نیت پورے طور سے معلوم ہو گئی۔ زید کی آمادگی دیکھکر ہشام نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو بلا کر انہی کے ہاتھوں سے قتل کرائیں۔ ہم علیحدہ ہو جائیں۔ گھر کا خون گھر ہی کے سر جائے۔ خیریت ہو گئی۔ کہ ہشام کا یہ ارادہ ظاہری طور پر پورا نہ ہو سکا ورنہ زید کی موجودہ نفسانیت اور مخاصمت سے اِس امر عظیم کا ارتکاب اُسوقت مقام استعجاب نہیں تھا۔

اتنا لکھکر پھر اپنے قدیم سلسلۂ بیان پر آجاتے ہیں۔ جب ہشام کا یہ فرمان عامل مدینہ کے نام پہنچا تو وہ ہشام کی اِس تحریر کو پڑھکر سخت متعجب ہوا۔ اُسنے ہشام کے نام فوراً اس مضمون میں جواب لکھا۔

خط کا جواب۔ اے ہشام۔ میں اسوقت جو لکھ رہا ہوں وہ ازروے مخالفت و نافرمانی نہیں ہے بلکہ محض نصیحت و خیر خواہی سے لکھا ہے۔ جن کو ذلت رسائی کا حکم آپ نے دیا ہے اور جن کو آپ نے طلب کیا ہے وہ ایسے بزرگ ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص عفت نفس۔ زہد و ورع اور عبادت میں اُن کا مقابل نہیں ہو سکتا جب وہ جناب محراب عبادت میں صدائے تلاوت و قرائت بلند کرتے ہیں اُسوقت وحشیان و مرغان ہوا اُن کی آواز حزیں سُنکر آتے ہیں۔ اُن کی تلاوت مثل داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کے ہے جبکہ وہ زبور پڑھتے تھے اور وہ جناب داناترین مردم اور بہت نرم دل اور تضرع و زاری و عبادت میں سعی کنندہ ترین مردم ہیں۔ دولت خلیفہ کے لئے میں کسی طرح مناسب نہیں جانتا کہ ایسے جلیل القدر اور عظیم المرتبہ بزرگ سے متعرض ہو کے اُس کی ایذا رسانی کیجائے۔ اسلئے کہ مجھے خوف ہے کہ دولت و عمر خلیفہ کو۔ مبادا کوئی گزند پہنچے۔ کیونکہ حق سبحانہٗ تعالے اپنے بندوں پر اپنی نعمت کو کبھی متغیر نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ اپنے حالات کو اُس شئے شکر نعمت سے خود متغیر نہیں کر لیتے۔

عامل مدینہ کا یہ خط جب ہشام کے پاس پہنچا تو اُسکو خوف ضرور پیدا ہوا اور وہ آپکے علانیہ قتل کرنے سے باز تو رہا۔ مگر درپردہ اپنی کوششیں عمل میں لاتا رہا جیسا کہ آئندہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے اسلحۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خواستگاری

المختصر۔ جب عامل مدینہ کا خط ہشام کے پاس پہنچا تو اُس نے مضمون نامہ کو پسند کیا اور عامل مدینہ سے خوش ہوا کہ اُس نے اِس امر شنیع پر اُس کی ہدایت کی وجہ سے

مبادرت نہیں کی، بلکہ وہ سمجھ گیا کہ اُسنے حقیقت میں میری خیر خواہی کی۔ جب
اُس خط کو زید کو سنایا تو زید نے کہا کہ عامل مدینہ کو اُسنے یعنی امام محمد باقر علیہ السلام
نے روپیہ دیکر راضی کر لیا ہے۔

اب اس سے بڑھکر زید کی نکبت اور نفسانیت کیا ہوگی کہ عامل مدینہ۔ جسکو اس
مقدس خانوادے سے کوئی علاقہ اور سروکار نہیں تھا وہ تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
کے فضائل و مناقب کا ہشام کے ایسے مخالف کے مقابلہ میں خود اپنی زبان سے
کھُل کھُل کر یوں اعتراف کرے۔ اور یہ ہیں کہ باوجود ذاتی قرابت کے ایسی مشاجرت
اور مخاصمت دکھلا رہے ہیں کہ اُن کے کمال و فضیلت کا اعتراف و اظہار تو کجا۔
معاذ اللہ۔ اُن کو ساحر اور شعبدہ باز کہتے ہیں۔ مگر استغفر اللہ۔ ان تہمت و افترا
سے شان امام میں کوئی منقصت لازم نہیں آتی اور چاند پر خاک ڈالنے سے
خاک نہیں پڑتی۔

بہر حال۔ اب ہشام کی چالیں ملاحظہ ہوں۔ عامل کا خط پڑھکر پھر زید سے ہشام
نے پوچھا کہ ہمارا کوئی بہانہ دوسرا تمہارے ذہن میں ایسا آتا ہے کہ اُس کے ذریعہ
سے میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے انتقام لوں۔ زید نے کہا ہاں۔ اُن کے
پاس شمشیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جمیع اسلحہ و زرہ و انگشتر و عصا و دیگر
اشیاء از قبیل متروکات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا ایندم موجود ہیں کسی کو
بھیجکر یہ سب چیزیں اُن کے پاس سے منگا بھیجو۔ اگر وہ نہ بھیجیں اُسوقت اُن کے
قتل کی راہ مل سکتی ہے اور طعن مردم سے تم محفوظ رہ سکتے ہو۔

ہشام تو خود ان تدبیروں میں مستغرق تھا اُس نے زید کی تجویز سے اتفاق کیا۔ عامل مدینہ
کے نام پر خط لکھا گیا کہ ایک لاکھ درم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں لیجا کر اور اسلحہ
جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے لیکر ہمارے پاس بھیجدو۔ عامل مدینہ
نے امام محمد باقر علیہ السلام کو ہشام کا یہ خط دکھایا۔ آپ نے وہ تحریر ملاحظہ فرماکر تھوڑی دیر
تک سکوت کیا۔ بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ ہم کو چند روز کی مہلت دو۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ
اتنے دنوں میں ہشام کی فرمایش کی پوری تعمیل کر دینگے۔ عامل مدینہ نے اسے منظور کر لیا
امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے وعدے کے مطابق یہ تمام چیزیں مہیا فرماکر۔ بلکہ اُن

چیزوں کے علاوہ چند اور چیزیں اپنی طرف سے ملاکر عامل مدینہ کے حوالے کردیں اور اُس نے بحفاظت تمام اِن چیزوں کو مدینہ سے تختگاہ دمشق میں بھیجدیا۔
جب یہ چیزیں دمشق میں پہنچیں تو ان کو دیکھکر ہشام بہت خوش ہوا۔ مگر جب زید کو بلاکر دکھلائی گئیں تو انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے تمہیں دھوکا دیا ان میں سے کوئی شے متاع رسول علیہ السلام سے نہیں ہے۔ یہ سُنکر ہشام نے پھر امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھ بھیجا کہ ہمارا فرستادہ مال تو آپ نے لے لیا۔ مگر جو کچھ کہ میں نے طلب کیا تھا وہ نہ دیا۔ حضرت ؑ نے اُس کو جواب میں لکھ بھیجا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تمہارے لکھنے کے مطابق میں نے تمہارے پاس بھیجدیا۔ اب تم کو اختیار ہی چاہے اُسپر اعتبار کرو یا نہ کرو۔
ظاہرا تو ہشام نے امام محمد باقر علیہ السلام کی تحریر کی تصدیق کی اور تمام اہل شام کو بلاکر بفخر یہ وہ تمام اشیاء دکھلادیں اور کہا کہ یہ سب امتعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میرے لئے جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے بھیجی ہیں۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہشام کی یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔ تو اُس نے اب ایک دوسرا رستہ اختیار کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ جب ظاہر تو امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی موافقت ظاہر کی اور زید سے مخالفت اور زید سے یہاں یہ ٹھہرائی کہ میں ایک زین میں زہر قاتل تعبیہ کرکے تمہارے ہمراہ کرتا ہوں تم اُس کو میری طرف سے امام علیہ السلام کی خدمت میں ہدیتاً پیش کرنا اُس کے استعمال سے وہ سم قاتل ضرور ایک نہ ایک دن اُنکی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ اور آخر میں وہی نتیجہ دکھلائیگا جو ہمارا تمہارا مقصود ہی۔

زید کی سفارش میں امام محمد باقر علیہ السّلام کے نام ہشام کا خط

ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہشام نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اِس مضمون کا خط لکھا کہ میں آپ کے ابن عم (زید ابن حسنؑ) کو آپ کی خدمت میں اِس غرض سے بھیجتا ہوں کہ آپ اُن کو ادب تعلیم کریں اور وہ آپ کی خدمت میں رہیں اور ایک گھوڑے کا زین حضرت کو ہدیہ کے طور پر بھیجتا ہوں کہ آپ اس پر سوار ہوا کریں ہشام کا زید کی تربیت اور تنبیہہ کے لئے لکھنا اُس کی اُن خفیہ تجویزوں پر پوری

روشنی ڈالتا ہے جو اُس نے قتل امام کے متعلق پہلے سے سوچ رکھی تھیں کیونکہ اسوقت وہ چالیں اختیار کئے ہوئے تھا وہ اُس کے دوست بنکر دشمن کا کام کرنے پر بالکل صادق آتی ہیں۔

حقیقت امر یہ ہے کہ نہ زید ہی کو جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے کمال ذاتی کی خبر تھی اور نہ ہشام کو وہ دونوں اپنے قیاس کے نزدیک امام کی صفات کو اپنے ذاتی اوصاف کے اندازہ پر خیال کرتے اور سمجھتے تھے کہ ہم جن ترکیبوں سے اپنی عملی کارروائی کو پوشیدہ کر رہے ہیں وہ ایسی کافی اور مستحکم ہیں جن کی بو تک امام علیہ السلام کو معلوم نہوگی مگر زید کے مدینہ پہنچتے ہی اُن کو معلوم ہو گیا کہ ہماری اِن تمام مخفی کارروائیوں کا حال پہلے امام محمد باقر علیہ السلام کو معلوم ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آیندہ مضامین سے ظاہر ہوتا ہے بہرحال۔ جب زید ابن حسنؑ داخل مدینہ ہوئے تو وہ خط اور زین امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آپ نے وہ خط لیکر پڑھا اور زید کو مخاطب فرما کر کہا کہ افسوس ہے تم پر جس امر کے ارتکاب کا تمنے ارادہ کیا ہے وہ کسقدر عظیم ہے اور وہ کیسا امر شنیع ہے۔ جو تمہاری وجہ اور تمہارے ہاتھ سے ہونے والا ہے تمہارے گمان میں یہ ہے کہ میں اُس سے واقف نہیں ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ زین جس کو ہشام نے تمہارے ہاتھ میرے پاس بھیجا ہے کس درخت کی لکڑی کا بنا ہے اور اس میں کیا چیز پنہاں کی گئی ہے۔ لیکن افسوس میری موت یوں ہی مقدر ہوئی ہے اور میرے لئے یوں ہی لکھا گیا ہے کہ اسی ترکیب سے میری شہادت واقع ہو۔

حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السلام کی وفات

بہرحال وہ زین رکھوا لیا گیا۔ زید چلے گئے۔ آپ اُس زین پر سوار ہوئے اُس میں اس قیامت کا زہر تعبیہ کیا ہوا تھا کہ فوراً تمام بدن میں سرایت کر گیا جب پھر کے آئے تو اُسی سم قاتل کی تاثیر سے سارا جسم مبارک ورم کر گیا اور آثار موت ظاہر ہوئے یہ ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات سراپا آفات کے سچے اور صحیح حالات جن کو دیکھکر اور پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ آپ کے شہید کرنے کے لئے ہشام نے

کن کن ترکیبوں سے کام لیا ہے اور کس کس طرح سے اپنی مخالفانہ تدبیروں کو چھپانا چاہا ہے مگر کسی معمولی شخص کا خون ہو تو چھپ جائے۔ ایسے برگزیدہ بارگاہ الٰہی کا خون اور وصی رسالت پناہی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قتل کہیں چھپا ہے۔ بفرض محال اگر دنیا سے چھپ بھی گیا تو خاصکر اُس سے تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا جیسا کہ زید کے آتے ہی اور زین سم آلود کے ملاحظہ فرماتے ہی جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے صاف صاف زید کے مُنہ پر سارا حال بیان کر دیا ۔

پنداشت ستمگر کہ ستم بر ما کرد ۔۔۔ بر گردنِ او بماند و بر ما بگذشت

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

بہرحال۔ اُس سمِ قاتل نے جسم مبارک میں ایسی قیامت کی تاثیر کی کہ تمام جسمِ مبارک پر ورم آگیا۔ اور نہایت شدت سے درد پیدا ہو گیا تین دن اسی کیفیت میں گزرے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں شب وفات اپنے پدر عالی مقدار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چاہا کہ آپ سے کچھ باتیں کروں حضرت نے اشارہ سے فرمایا کہ ابھی دور رہو مجھکو خیال ہوا کہ یا تو آپ درگاہ رب العزت میں کچھ مناجات فرما رہے ہیں۔ یا کسی سے کچھ راز کی باتیں کر رہے ہیں۔ بعد ایک ساعت کے پھر میں خدمت میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا کہ اے فرزند گرامی میں آج کی رات اس دنیائے فانی کو وداع کرتا ہوں۔ اور بجانب ریاض قدس راہی ہوتا ہوں اور اسی دن کی رات کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعالم بقا رحلت فرمائی ہے۔ اسوقت میں نے اپنے پدرِ بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا اور آپ نے مجھے لقائے حق تعالےٰ کی بشارت دی۔ بعد اسکے آپ کی حالت پہلے سے بھی زیادہ متغیر ہونے لگی معمول یہ تھا کہ ہر شب کو پانی حضرت کے وضو کے لئے۔ خوابگاہ کے نزدیک رکھدیا جایا کرتا تھا۔ اُس عالم میں آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ پانی پھینکدو۔ لوگوں نے سمجھا کہ حضرت تپ کی شدت اور بیہوشی کے عالم میں ایسا فرماتے ہیں۔ پس میں نے (امام جعفر صادق علیہ السلام) وہ پانی پھینکدیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوہا اُس پانی میں گر گیا تھا

امام محمد باقر علیہ السلام کی وصیتیں

قریب وفات جب آپ کو کسی قدر ہوش آیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طلب فرمایا

آپ آئے تو ارشاد کیا کہ ایک جماعت اہل مدینہ کو حاضر کرو جب وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے تب آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بیٹا جب میں بعالم بقا رحلت کروں تو مجھے غسل دینا اور تین کپڑوں میں کفن کرنا کہ اُس میں سے ایک ردائے حبرہ تھی جسے اوڑھکر آپ نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ دوسرا وہ پیراہن جسے آپ ہمیشہ پہنے رہتے تھے۔ اور فرمایا کہ میرے سر پر عمامہ باندھنا۔ مگر اُس عمامہ کا حساب جامہائے کفن میں نہ کرنا اور مقام لحد پر زمین کو میرے لئے کھودنا کیونکہ میں جسیم ہوں۔ زمین مدینہ میں میرے لئے لحد نہیں ہو سکتی۔ میری قبر کو زمین سے صرف چار اُنگل اونچا کرنا۔ اور میری قبر پر پانی چھڑکنا۔ پس اہل مدینہ کو رخصت کیا اور گواہ کیا۔ جب وہ لوگ باہر چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا میں خود اُس کی تعمیل کرتا۔ گواہوں کی کیا احتیاج تھی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند اس لئے میں نے ان لوگوں کو گواہ کیا کہ وہ لوگ سمجھ جائیں کہ تم میرے وصی ہو اور امر امامت میں تم سے تنازعہ نہ کریں۔

کتاب کافی میں آپ کے متعلق یہی وصیتیں درج ہیں۔ مگر ایک وصیت کا اور اضافہ فرمایا جاتا ہے۔ جس کو ہم اصلی عبارت کے ساتھ ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال لما حضرت ابی الوفات قال یا ابا جعفرؑ اوصیات باصحابی خیرا قلت جعلت فداك واللہ لادعنّھم والرجل یکون منھم فی المصر فیسئال احد

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے مجھسے ارشاد کیا کہ میں تمہیں اپنے اصحاب کے ساتھ بہ محاسن سلوک پیش آنے کے لئے وصیت کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ میں اُن لوگوں میں سے کسی شخص کو کسی غیر کی ہدایت کا کبھی محتاج نہ چھوڑوں گا۔

جلاء العیون میں ملا مجلسی علیہ الرحمہ کتاب بصائر الدرجات کے اسناد سے آپکی وصایا کی ذیل میں یہ وصیت بھی درج فرمائی تھی کہ میرے مال میں سے مجھپر رونے والوں کے لئے کچھ وقف کردینا کہ دس برس تک وہ بمقام منےٰ موسم حج میں وہ مجھپر ندبہ وگریہ کریں اور ہر سال ماتم داری میں تجدید کریں اور میری مظلومیت پر رویا کریں۔

المختصر یہ تمام وصایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کرکے امام محمد باقر علیہ السلام

نے ستاون برس کی عمر میں ماہ ذی الحجہ ۱۱۴ھ ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کل شی ھالک الا وجھہ۔
شیعوں کی حدیثوں اور تاریخوں کے علاوہ علمائے اہلسنت کی حدیثوں اور تاریخوں سے آپ کی شہادت زہر دہانی کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر نہیں معلوم کس مصلحت سے وہ ان حالات کو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھتے۔ چنانچہ صواعق محرقہ میں ابن حجر تحریر کرتے ہیں وتوفی مسموما کابیہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل وکفن دیکر جنت البقیع میں اپنے جد امجد جناب علی ابن الحسین علیہما السلام کے پہلو میں اسی قبہ کے اندر دفن کر دیا جس میں جناب امام حسن علیہ السلام کی قبر منور تیار تھی۔ چنانچہ ابن حجر لکھتے ہیں ودفن ایضا فی قبۃ الحسن علیہ السلام۔

تمت بالخیر والعافیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ بتاریخ بست ودوم ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ ہجری صلعم روز پنجشنبہ از تحریر ایں کتاب فراغت ساختہ بہ تجمیع وترتیب مضامین کتاب ششم از سیرۃ اہلبیت علیہم السلام پرداختم الٰہی بتوفیق رفیق خاص وبتصدق صاحب کتاب علیہ صلوات من اللہ بغیر حساب توفیقات ایں اقل الخلائق را وسیع گرداناد۔ بحق محمد وآلہ الامجاد۔

المؤلف

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

کوآتھ مقامی

بقلم سید عین الحسن عجلت رقم زیور کتابت پوشیدہ

در ۱۳۳۱ھ ہجری صلعم طبع شد